نیکی کی دعوت دینے اور برائی سے منع کرنے کے فضائل ومسائل پر مشتمل اہم تحریر

اَلْاَمْرُ بِالْمَعْرُوْفِ وَالنَّهْيُ عَنِ الْمُنْكَرِ

ترجمہ بنام

نیکی کی دعوت کے فضائل

مؤلف: فَضِیْلَۃُ الشَّیْخ اَسْعَد مُحَمَّد سَعِیْد صَاغَرجی مُدَّظِلُّہُ العالی

مکتبۃ المدینہ
دعوتِ اسلامی
SC 1286

المدینۃ العلمیۃ
(دعوتِ اسلامی)

نیکی کی دعوت دینے اور برائی سے منع کرنے کے فضائل و مسائل پر مشتمل اہم تحریر

اَلْاَمْرُ بِالْمَعْرُوْفِ وَالنَّهْيُ عَنِ الْمُنْكَرِ

ترجمہ بنام

نیکی کی دعوت کے فضائل

مؤلف:

فَضِیلَۃُ الشَّیخ اَسعَدمُحَمَّدسَعِیدصَاغِرجِی مُدَّظِلُّہُ العَالِی

مُتَرجِمِین: مدنی عُلَما (شعبہ تراجِمِ کتب)

پیش کش: مجلس المدینۃ العلمیۃ (دعوتِ اسلامی)

ناشر

مکتبۃ المدینہ باب المدینہ کراچی

الصلوۃ والسلام علیک یا رسول اللہ وعلیٰ الک واصحابک یا حبیب اللہ

نام کتاب	:	اَلْاَمْرُ بِالْمَعْرُوْفِ وَالنَّھْیُ عَنِ الْمُنْکَر
ترجمہ بنام	:	نیکی کی دعوت کے فضائل
مؤلف	:	فَضِیْلَۃُ الشَّیْخ اَسْعَدمُحَمَّدسَعِیْدصَاغِرجِی مَدَّ ظِلُّہُ الْعَالِی
مترجمین	:	مدنی عُلما (شعبہ تراجمِ کتب)
سِن طباعت	:	شوال المکرّم ۱۴۳۱ھ بمطابق ستمبر 2010ء
قیمت	:	روپے

تصدیق نامہ

تاریخ: ۱۱ ربیع النور ۱۴۳۰ھ　　　　حوالہ نمبر: ۱۵۸

الحمد للّٰہ رب العٰلمین والصلٰوۃ والسلام علٰی سید المرسلین وعلی الٖہ واصحابہٖ اجمعین

تصدیق کی جاتی ہے کہ کتاب ''اَلْاَمْرُ بِالْمَعْرُوْفِ وَالنَّھْیُ عَنِ الْمُنْکَر'' کے ترجمہ

''نیکی کی دعوت کے فضائل''

(مطبوعہ مکتبۃ المدینہ) پر مجلسِ تفتیشِ کتب ورسائل کی جانب سے نظرِ ثانی کی کوشش کی گئی ہے۔ مجلس نے اسے مطالب ومفاہیم کے اعتبار سے مقدور بھر ملاحظہ کرلیا ہے، البتہ کمپوزنگ یا کتابت کی غلطیوں کا ذمہ مجلس پر نہیں۔

مجلسِ تفتیشِ کتب ورسائل (دعوتِ اسلامی)

09 - 03 - 2009

تنبیہ: کسی اور کو یہ کتاب چھاپنے کی اجازت نہیں ہے۔

یادداشت

دورانِ مطالعہ ضرورتاً انڈر لائن کیجئے، اِشارات لکھ کر صفحہ نمبر نوٹ فرما لیجئے۔ اِنْ شَآءَ اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ علم میں ترقّی ہوگی۔

عنوان	صفحہ	عنوان	صفحہ

فہرست

مضمون	صفحہ نمبر	مضمون	صفحہ نمبر
سندِ اجازت	2	حدیثِ پاک کی تشریح	50
اِس کتاب کو پڑھنے کی نیتیں	3	نیکی کا حکم دینے اور برائی سے منع کرنے والے کے آداب	50
اَلْمَدِیْنَۃُ الْعِلْمِیَّہ کا تعارف	4	صبر وتحمل کی اعلیٰ مثال	55
پہلے اِسے پڑھ لیجئے	6	نرم مزاجی کے متعلق حکایت	56
اَمْرٌ بِالْمَعْرُوْف وَنَہْیٌ عَنِ الْمُنْکَر کی فضیلت	14	برائی سے منع کرنے کا بہترین اَنداز	57
نیکی کی دعوت کی لوگوں کو حاجت	16	برائیوں کی اَقسام	58
نیکی کی دعوت دینے کا فائدہ	20	مساجد میں ہونے والی برائیاں	59
نیکی کی دعوت نہ دینے کا اَنجام	20	سیِّدُنا حسن بصری رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہ کا علمی مقام	61
سیِّدُنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہ کی قرآن فہمی	24	بازاروں میں ہونے والی برائیاں	65
مَعْرُوْف کا مفہوم	25	راستوں میں ہونے والی برائیاں	66
مُنْکَر کی تعریف	26	چبوترہ مِسمار کردیا	67
اَمْرٌ بِالْمَعْرُوْف وَنَہْیٌ عَنِ الْمُنْکَر کا حکم	26	شادی وخوشی کے موقع پر ہونے والی برائیاں	68
عظیم شِعار	28	شطرنج کے جواز کی شرائط	71
نیکی کا حکم دینے اور برائی سے منع کرنے والے کی شرائط	29	اِسراف کی مختلف صورتیں	72
اَمْرٌ بِالْمَعْرُوْف وَنَہْیٌ عَنِ الْمُنْکَر کی شرائط	37	شانِ نزول	73
عیب تلاش نہ کرو	40	اللّٰہ ورسول عَزَّوَجَلَّ وَصَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کافی ہیں	73
خلیفۂ ثانی کی انوکھی حکایت	40	عام برائیاں	74
برائی ختم کرنے کے مختلف طریقے	43	حُکَّامِ وقت کو وعظ ونصیحت	76
مَدَنی پھول	44	مفہومِ حدیث	77
ضروری وضاحت	47	سیِّدُنا ابوموسیٰ اور سیِّدُنا ضبّہ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُمَا کا واقعہ	78
حدیثِ پاک کی تشریح	47	اِمام اَوزاعی رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہ اور خلیفہ منصور کا واقعہ	83
ایک اِشکال کا جواب	47	ماٰخذ ومراجع	91
خلاصۂ کلام	48	اَلْمَدِیْنَۃُ الْعِلْمِیَّہ کی کُتُب کا تعارف	92

{سندِ اجازت}

اَلْحَمْدُلِلّٰہِ عَزَّوَجَلَّ! ۴ شعبان المعظم ۱۴۲۹ ھ کو عالمی مدنی مرکز ''فیضانِ مدینہ'' باب المدینہ کراچی میں قائم ''دعوتِ اسلامی'' کے علمی، تحقیقی اور اشاعتی شعبہ ''اَلْمَدِیْنَۃُ الْعِلْمِیَّۃ'' سے مبلغِ دعوتِ اسلامی ''ملکِ شام'' کے سفر پر تشریف لے گئے اور وہاں کے عُلما و مشائخ اہلسنّت کَثَّرَھُمُ اللّٰہُ تعالیٰ سے ملاقات کا شرف حاصل کیا۔ انہی عُلما و مشائخ میں ایک جید عالمِ دین فَضِیْلَۃُ الشَّیْخ اسعد محمد سعید صاغرجی مُدَّظِلُّہُ الْعَالِی بھی ہیں۔ جنہوں نے دعوتِ اسلامی کے شعبہ ''اَلْمَدِیْنَۃُ الْعِلْمِیَّۃ'' کو اپنی مبارک کتب کے اُردو ترجمہ کی ''سندِ اجازت'' عطا فرمائی۔ جس کا عکس اور ترجمہ درج ذیل ہے:

بسم الله الرحمن الرحيم

أنا الموقع أدناه مؤلف كتاب "شعب الإيمان" أربع مجلدات وكتاب "الفقه الحنفي وأدلته" و"فقه السنة النبوية في العهود المحمدية" و"الجد في السلوك إلى ملك الملوك" آذن لـ"المدينة العلمية" التابعة لجمعية الدعوة الإسلامية بترجمة هذه الكتب من اللغة العربية إلى اللغة الأوردية فقط بغية نشرها للانتفاع بها وعليه أوقع بخطي

يضاف إلى ما تقدم الإجازة بترجمة كتابي:
المسلم الحق عقيدة وعبادة وسلوكا ١١ شوال ١٤٢٩ هـ
التيسير في الفقه الحنفي

الفقير إليه
أسعد محمد سعيد الصاغرجي
١١ أكتوبر ٢٠٠٨

(ترجمہ:) اللہ عَزَّوَجَلَّ کے نام سے شروع جو بہت مہربان رحمت والا

''یہ سندِ اجازت تحریر کرنے والا مَیں مؤلفِ کتب ہٰذا (۱)......شُعَبُ الْاِیْمَان (4 جلدیں) (۲)......اَلْفِقْهُ الْحَنَفِی وَاَدِلَّتُه (۳)......فِقْهُ السُّنَّةِ النَّبَوِيَّة فِی الْعُهُوْدِ الْمُحَمَّدِيَّة اور (۴)......اَلْجَدُ فِی السُّلُوْكِ اِلٰی مَلِكِ الْمُلُوْك، دعوتِ اسلامی کے شعبہ ''اَلْمَدِیْنَۃُ الْعِلْمِیَّۃ'' کو بخوشی ان کتابوں کے عربی سے فقط اُردو ترجمہ کی اجازت دیتا ہوں۔ اس خواہش کے ساتھ کہ (دینی) فوائد کے حصول کے لئے ان کی نشر و اشاعت کی جائے اور میں اس پر دستخط بھی کرتا ہوں۔''

نوٹ: مذکورہ اجازت ان دو کتب کے لئے بھی ہے:

(۱) اَلتَّيْسِيْر فِی الْفِقْهِ الْحَنَفِی
(۲) اَلْمُسْلِمُ الْحَقّ عَقِيْدَةً وَّعِبَادَةً وَّسُلُوْكًا

اَسعد محمد سعید صاغرجی
۱۱ شوال ۱۴۲۹ ھ بمطابق 11 اکتوبر 2008ء

اَلۡحَمۡدُ لِلّٰہِ رَبِّ الۡعٰلَمِیۡنَ وَ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الۡمُرۡسَلِیۡنَ

اَمَّا بَعۡدُ فَاَعُوۡذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیۡطٰنِ الرَّجِیۡمِ ط بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ط

''فیضِ مجلس شوریٰ'' کے 11 حروف کی نسبت سے

اس کتاب کو پڑھنے کی ''11 نیّتیں''

فرمانِ مصطفٰی صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیۡہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم: ''نِیَّۃُ الۡمُؤۡمِنِ خَیۡرٌ مِّنۡ عَمَلِہٖ یعنی مسلمان کی نیّت اس کے عمل سے بہتر ہے۔'' (المعجم الکبیر للطبرانی، الحدیث: ٥٩٤٢، ج٦، ص١٨٥)

دو مَدَنی پھول: ﴿١﴾ بغیر اچھی نیّت کے کسی بھی عملِ خیر کا ثواب نہیں ملتا۔

﴿٢﴾ جتنی اچھی نیّتیں زِیادہ، اُتنا ثواب بھی زِیادہ۔

{١} ہر بار حمد و {٢} صلوٰۃ اور {٣} تعوُّذ و {٤} تَسمِیہ سے آغاز کروں گا۔ (اسی صَفْحہ پراُوپر دی ہوئی دو عَرَبی عبارات پڑھ لینے سے چاروں نیّتوں پر عمل ہو جائے گا)۔ {٥} رِضائے الٰہی کے لئے اس کتاب کا اوّل تا آخر مطالَعہ کروں گا۔ {٦} حتَّی الْوَسْع اِس کا باوُضُو اور قِبلہ رُو مُطالَعہ کروں گا۔ {٧} جہاں جہاں ''اللّٰہ'' کا نام پاک آئے گا وہاں عَزَّوَجَلَّ اور {٨} جہاں جہاں ''سرکار'' کا اِسمِ مبارک آئے گا وہاں صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیۡہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم پڑھوں گا۔ {٩} دوسروں کو یہ کتاب پڑھنے کی ترغیب دلاؤں گا۔ {١٠} اس حدیثِ پاک ''تَهَادَوْا تَحَابُّوْا'' ''ایک دوسرے کو تحفہ دو آپس میں محبت بڑھے گی۔'' (مؤطا امام مالك، ج٢، ص٤٠٧، الحدیث: ١٧٣١) پر عمل کی نیت سے (ایک یا حسبِ توفیق) یہ کتاب خرید کر دوسروں کو تحفۃً دوں گا۔ {١١} کتابت وغیرہ میں شَرْعی غَلَطی ملی تو ناشرین کو تحریری طور پر مُطَّلع کروں گا۔

(مصنّف یا ناشرین وغیرہ کو کتابوں کی اَغلاط صِرْف زبانی بتانا خاص مفید نہیں ہوتا)

اَلۡحَمۡدُ لِلّٰهِ رَبِّ الۡعٰلَمِیۡنَ وَ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الۡمُرۡسَلِیۡنَ
اَمَّا بَعۡدُ فَاَعُوۡذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیۡطٰنِ الرَّجِیۡمِ ط بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ط

المدینة العلمیة

از: شیخِ طریقت، امیرِ اہلسنّت، بانیٔ دعوتِ اسلامی حضرت علّامہ
مولانا ابو بلال **محمد الیاس عطّار** قادری رضوی ضیائی دَامَتۡ بَرَکَاتُهُمُ الۡعَالِیَه

الحمد لله علٰی اِحۡسَانِهٖ وَ بِفَضۡلِ رَسُوۡلِهٖ صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیۡهِ وَسَلَّم تبلیغِ قرآن وسنّت کی عالمگیر غیر سیاسی تحریک **"دعوتِ اسلامی"** نیکی کی دعوت، اِحیائے سنّت اور اِشاعتِ علمِ شریعت کو دنیا بھر میں عام کرنے کا عزمِ مُصمّم رکھتی ہے۔ اِن تمام اُمور کو بحسن خوبی سرانجام دینے کے لئے متعدّد مجالس کا قیام عمل میں لایا گیا ہے جن میں سے ایک مجلس **"المدینة العلمیة"** بھی ہے جو **دعوتِ اسلامی** کے عُلما و مُفتیانِ کرام کَثَّرَهُمُ اللّٰهُ السَّلَام پر مشتمل ہے۔ جس نے خالص علمی، تحقیقی اور اِشاعتی کام کا بیڑا اُٹھایا ہے۔ اس کے مندرجہ ذیل چھ شعبے ہیں:

(۱) شعبۂ کتبِ اعلیٰحضرت　　(۲) شعبۂ درسی کُتُب
(۳) شعبۂ اِصلاحی کُتُب　　(۴) شعبۂ تراجمِ کُتُب
(۵) شعبۂ تفتیشِ کُتُب　　(۶) شعبۂ تخریج

"المدینة العلمیة" کی اوّلین ترجیح سرکارِ اعلیٰحضرت اِمامِ اَہلسنّت، عظیم البرکت، عظیم المرتبت، پروانۂ شمعِ رِسالت، مُجدِّدِ دِین و مِلّت، حامیٔ سنّت، ماحیٔ بِدعت، عالِمِ شَرِیعت، پیرِ طریقت، باعثِ خَیر و بَرَکت، حضرتِ علّامہ مولٰینا الحاج الحافظ القاری شاہ اِمام اَحمد رَضا خان عَلَیۡهِ رَحۡمَةُ الرَّحۡمٰن کی گِراں مایہ تصانیف کو عصرِ حاضر کے تقاضوں کے مطابق

حتَّی الْوَسع سہل اُسلُوب میں پیش کرنا ہے۔تمام اسلامی بھائی اوراسلامی بہنیں اِس عِلمی ، تحقیقی اوراِشاعتی مدنی کام میں ہرممکن تعاون فرمائیں اورمجلس کی طرف سے شائع ہونے والی کُتُب کاخود بھی مطالعہ فرمائیں اوردوسروں کوبھی اِس کی ترغیب دلائیں۔

اللہ عَزَّوَجَلَّ ''دعوتِ اسلامی'' کی تمام مجالس بَشُمُول''**المدینۃ العلمیہ**''کودن گیارہویں اوررات بارہویں ترقّی عطافرمائے اور ہمارے ہرعملِ خیرکوزیورِاِخلاص سے آراستہ فرماکردونوں جہاں کی بھلائی کا سبب بنائے۔ہمیں زیرِگنبدِخضرا شہادت،جنّت البقیع میں مدفن اورجنّت الفردوس میں جگہ نصیب فرمائے۔

(آمین بِجاہِ النَّبیِّ الْاَمِین صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم)

رمضان المبارک ۱۴۲۵ھ

پہلے اِسے پڑھ لیجئے!

پیارے اسلامی بھائیو! اللہ عَزَّوَجَلَّ کی رضا کا حاصل ہو جانا بہت بڑی کامیابی ہے کہ جس شخص کو اس کی رضا حاصل ہو جاتی ہے وہ دنیا وآخرت دونوں میں کامیاب ہو جاتا ہے۔ لہٰذا ہمیں بھی ایسے کام کرنے چاہئیں جو رضائے الٰہی کے حصول کا ذریعہ ہیں۔ انہی کاموں میں سے ایک نیکی کی دعوت دینا اور برائی سے منع کرنا ہے۔ چنانچہ،

اللہ تبارک وتعالیٰ اِرشاد فرماتا ہے:

وَلْتَكُنْ مِّنْكُمْ اُمَّةٌ يَّدْعُوْنَ اِلَى الْخَيْرِ وَ يَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَ يَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِؕ وَ اُولٰٓىٕكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ﴿۱۰۴﴾ (پ ٤، اٰلِ عمران: ١٠٤)

ترجمۂ کنزالایمان: اور تم میں ایک گروہ ایسا ہونا چاہیے کہ بھلائی کی طرف بُلائیں اور اچھی بات کا حکم دیں اور بُری سے منع کریں اور یہی لوگ مُراد کو پہنچے۔

یقیناً اس بات میں کوئی شک نہیں کہ اللہ عَزَّوَجَلَّ قادرِ مطلق ہے۔ وہ فرماتا ہے:

اِنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ ﴿۲۰﴾ (پ ١، البقرہ: ٢٠)

ترجمۂ کنزالایمان: بے شک اللہ سب کچھ کرسکتا ہے۔

وہ اگر چاہے تو مخلوق کے بغیر بھی بگڑے ہوئے اِنسانوں کو راہِ راست پر لاسکتا ہے۔ لیکن اس کو یہی محبوب ہے کہ ''اَمْرٌ بِالْمَعْرُوْف وَنَهْیٌ عَنِ الْمُنْكَر'' کے اَہم فریضہ کو اس کے بندے بجالائیں اور اس کا قربِ خاص حاصل کریں۔ بے شک یہ بات تسلیم شدہ ہے کہ یہ اَہم کام فضیلت کا باعث ہے۔ جیسا کہ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

كُنْتُمْ خَيْرَ اُمَّةٍ اُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ تَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَتَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَتُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِؕ (پ ٤، اٰلِ عمران: ١١٠)

ترجمۂ کنزالایمان: تم بہتر ہو اُن سب اُمتوں سے جو لوگوں میں ظاہر ہوئیں بھلائی کا حکم دیتے ہو اور برائی سے منع کرتے ہو اور اللہ پر ایمان رکھتے ہو۔

لیکن یہ بھی ایک مسلّمہ حقیقت ہے کہ اس کو ترک کرنے پر وَبالِ عظیم ہے۔ جیسا کہ اللہ عَزَّوَجَلَّ اِرشاد فرماتا ہے:

لُعِنَ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا مِنْۢ بَنِیْۤ اِسْرَآءِیْلَ عَلٰى لِسَانِ دَاوٗدَ وَ عِیْسَى ابْنِ مَرْیَمَؕ ذٰلِكَ بِمَا عَصَوْا وَّ كَانُوْا یَعْتَدُوْنَ(۷۸) كَانُوْا لَا یَتَنَاهَوْنَ عَنْ مُّنْكَرٍ فَعَلُوْهُؕ لَبِئْسَ مَا كَانُوْا یَفْعَلُوْنَ(۷۹) (پ٦، المائدہ:٧٨۔٧٩)

ترجمۂ کنزالایمان: لعنت کیے گئے وہ جنھوں نے کفر کیا بنی اسرائیل میں داؤد اور عیسیٰ بن مریم کی زبان پر یہ بدلہ ان کی نافرمانی اور سرکشی کا جو بری بات کرتے آپس میں ایک دوسرے کو نہ روکتے ضرور بہت ہی برے کام کرتے تھے۔

مفسّرِ شہیر، حکیم الاُمَّت مفتی اَحمد یار خان نعیمی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْقَوِی اس آیت کے ضِمن میں اِرشاد فرماتے ہیں: ''اس سے معلوم ہوا کہ برائی سے روکنا، اچھائی کا حکم کرنا واجب ہے۔ تبلیغ بند ہونے پر عذابِ الٰہی آنے کا اندیشہ ہے۔'' (1)

اِن آیاتِ قرآنیہ کی روشنی میں نیکی کی دعوت دینے اور برائی سے منع کرنے کی اہمیت اور فضیلت معلوم ہوئی اور اس سے پہلوتہی کرنے کے نقصانات بھی واضح ہوئے اور یہ بات ہر مسلمان بخوبی جانتا ہے کہ ہمارے مکی مدنی آقا، مدینے والے مصطفٰے صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم آخری نبی ہیں۔ لہٰذا آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے بعد اس عظیمُ الشان کام کی ذمہ داری اُمتِ محمدیہ پر ہے۔ پس ہر مسلمان پر اپنی قوت وقدرت کے مطابق نیکی کی دعوت دینا اور برائی سے منع کرنا لازم ہے اور اس کے لئے اِس کے آداب واَحکام سے آگاہی ضروری ہے جو آپ اس کتاب میں پڑھیں گے۔ لگے ہاتھوں یہاں شیخِ طریقت، امیرِ اہلسنّت، بانیٔ دعوتِ اسلامی حضرت علامہ مولانا ابو بلال محمد الیاس عطّاؔر قادری رضوی دَامَتْ بَرَکَاتُھُمُ الْعَالِیَہ کے فرامین کی روشنی میں اِنفرادی واِجتماعی ''اَمْرٌ بِالْمَعْرُوْف وَنَھْیٌ عَنِ الْمُنْکَر'' اور مبلّغین کے

1 ......نورالعرفان فی تفسیرالقرآن، سورۂ مائدہ تحت الآیہ:٧٩.

26 آداب بیان کئے جاتے ہیں:

(1)......مبلغ باعمل ہو۔ کیونکہ باعمل کی بات جلد اثر کرتی ہے۔(2)......عُلمائے اہلسنّت کی کتابوں کا مطالعہ کرتے رہیں۔(3)...... جب کسی کو نیکی کی دعوت دیں (یعنی نصیحت کریں) تو اس کے ساتھ محبت سے پیش آئیں اور گناہ کرتے دیکھیں تو نہایت ہی نرمی کے ساتھ اسے منع کریں اور بڑی محبت کے ساتھ اسے سمجھائیں۔(4)...... بے جا جذباتی نہ بنیں۔ اگر جھڑک کر سمجھانے کی کوشش کریں گے تو اُلٹا ضد پیدا ہو جانے کا اندیشہ ہے۔ لوگ آپ سے نفرت کرنے لگیں گے۔ کسی کو ڈانٹ کر سمجھانے کی مثال یوں سمجھیں کہ گویا جس برتن میں کچھ ڈالنا تھا اس میں پہلے ہی سے آپ نے چھید کر ڈالا۔(5)......اگر کوئی غلطی کر دے تو اسے سب کے سامنے ہرگز نہ ٹوکیں۔ اس سے آپ کی بات بے اثر ہو جائے گی اور اس کی دل آزاری ہو جانے کا بھی قوی اِمکان ہے۔ لہٰذا موقع پا کر سمجھائیں۔ حضرت سَیِّدُنا ابو درداء رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنۡہ سے مروی ہے کہ ”جس نے اپنے بھائی کو سب کے سامنے نصیحت کی اس نے اسے ذلیل کیا اور جس نے تنہائی میں نصیحت کی اس نے اسے مُزَیَّن (یعنی آراستہ) کیا۔“[1] یعنی ظاہر ہے اسے اکیلے میں محبت کے ساتھ سمجھائیں گے تو قوی اُمید ہے کہ وہ اپنی غلطی کی اِصلاح کرلے گا اور یوں وہ اِصلاح کے ساتھ مُزَیَّن ہو جائے گا۔(6)......والدین اپنی اَولاد کو، شوہر اپنی بیوی کو اور اُستاذ اپنے شاگرد کو ضرورتاً سختی سے بھی سمجھائیں تو حرج نہیں۔ (7)......کوئی برائی میں مصروف ہے، گناہ کر رہا ہے اور ہمارا گمان غالب ہے کہ اگر ہم سمجھائیں گے تو برائی سے باز آجائے گا۔ ایسی صورت میں اَمۡرٌ بِالۡمَعۡرُوۡف وَنَہۡیٌ عَنِ الۡمُنۡکَر واجب ہے۔ اگر ہم نے یہ نہ کیا تو گنا ہگار ہوں گے۔“[2]

[1] ......تنبیہ الغافلین، باب الامربالمعروف والنھی عن المنکر، ص٤٩.

[2] ......بہارِ شریعت، حصہ ١٦، ص ٢٥٩.

(8)......اَمْرٌ بِالْمَعْرُوْف کرنے والے مبلِّغ کے پاس علم ہونا ضروری ہے ورنہ کس طرح سمجھائے گا؟ اس لئے اسلامی کتابوں کا مطالعہ کرنا ضروری ہے۔ (عوام مبلِّغین) جتنا کتاب میں پڑھیں یا عُلمائے حقہ سے سنیں وہی بیان کریں۔ اپنی طرف سے آیات واَحادیث کی تفسیر وتشریح نہ کریں۔ (9)...... مبلِّغ کی نیت صرف رضائے الٰہی کا حصول اور اِسلام کی سربلندی ہو۔ (10)...... مبلِّغ کا بااَخلاق اور ملنسار اور باکردار ہونا بے حد ضروری ہے۔ (11)...... مبلِّغ صابر اور بردبار بھی ہو۔ ہوسکتا ہے جس کو سمجھا یا جارہا ہے وہ بپھر جائے یا گالی وغیرہ بک دے۔ مبلِّغ کے لئے یہ موقع اِمتحان کا ہوتا ہے۔ اگر دامنِ صبر ہاتھ سے جاتا رہا اور آپ نے بھی خدانخواستہ غصہ کا مظاہرہ کیا تو آپ بازی ہار گئے۔ (12)...... مبلِّغ کے مزاج میں بے جا غصہ ہو ہی نہ، نرمی ہی نرمی ہونی چاہئے۔ (13)...... عوام (یعنی جو عالم نہ ہو) ہرگز مشہور ومعروف عُلمائے حَقّہ اور مفتیانِ کرام کی ٹوہ میں نہ رہیں۔ ان کی غلطیاں نہ نکالیں۔ ان کو اَمْرٌ بِالْمَعْرُوْف وَنَھْیٌ عَنِ الْمُنْکَر نہ کریں کہ یہ بے اَدبی ہے۔ ہوسکتا ہے کہ وہ حضرات کسی خاص مَصلحت کے تحت ایسا کررہے ہوں اور عوام کی نظر وہاں تک نہ پہنچے۔[1] (14)...... کسی کو گناہ کرتا دیکھیں اور مَعَاذَ اللہ خود بھی وہی گناہ کرتے ہیں پھر بھی اسے گناہ سے منع کریں کیونکہ آپ کے ذمے تو دو چیزیں واجب ہیں: (۱) برے کام سے بچنا اور (۲) دوسرے کو برے کام سے منع کرنا۔ اگر ایک واجب کے تارک ہیں تو دوسرے کے تارک کیوں بنیں؟[2] سرکارِ مدینہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''بَلِّغُوْا عَنِّی وَلَوْ اٰیَۃً یعنی: پہنچادو میری طرف سے اگرچہ ایک ہی آیت ہو۔''[3]

1 ......الفتاوی الھندیة، کتاب الکراھة، الباب السابع عشرفی الغناء......الخ، ج۵، ص۳۵۳.

2 ......الفتاوی الھندیة، کتاب الکراھة، الباب السابع عشرفی الغناء......الخ، ج۵، ص۳۵۳.

3 ......مشکوٰة المصابیح، کتاب العلم، الحدیث:۱۹۸، ج۱، ص۵۹.

(15)......جو کچھ دوسروں کو کہیں سب سے پہلے اپنے آپ کو اس کا مخاطب بنائیں۔
(16)......عیش کوشیوں سے اِجتناب کرتے رہیں اور اپنی زندگی سادگی کے ساتھ گزاریں۔
(17)......خوشی، غمی اور بیماری وغیرہ کے مواقع پر لوگوں کے ساتھ ہمدردانہ رویّہ اِختیار کریں۔(18)......لوگوں کو ان کی نفسیات کے مطابق محبت بھرے لہجے میں سمجھائیں۔
(19)......دقیق مضامین اور پیچیدہ مسائل نہ چھیڑیں۔اللہ عَزَّوَجَلَّ کا فرمانِ عالیشان ہے: ''اُدۡعُ اِلٰی سَبِیۡلِ رَبِّکَ بِالۡحِکۡمَۃِ وَ الۡمَوۡعِظَۃِ الۡحَسَنَۃِ (پ۱۴، النحل:۱۲۵) ترجمۂ کنزالایمان: اپنے رب کی راہ کی طرف بلاؤ پکی تدبیر اور اچھی نصیحت سے۔''(اور)منقول ہے: ''کَلِّمُوا النَّاسَ عَلٰی قَدْرِعُقُوْلِھِمْ یعنی: لوگوں سے ان کی عقلوں کے مطابق کلام کرو۔''(اور)حضرت سیدنا ابوہریرہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ فرماتے ہیں: ''میں نے سرکارِمدینہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم سے کچھ باتیں ایسی بھی سنی ہیں کہ اگر تمہارے سامنے ظاہر کردوں تو تم میرا گلا کاٹ دو۔''[1] (20)......نیکی کی دعوت دینے کی راہ میں پیش آنے والی مشکلات، تکالیف اور آزمائشوں کا خندہ پیشانی سے اِستقبال کریں اور صبر و اِستقامت کا پہاڑ بن جائیں۔

(چنانچہ) تاجدارِمدینہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''جس پر مصیبت آئے اور صبر کرنا دشوار معلوم ہو وہ میرے مصائب کو یاد کرلے۔''[2] ظاہر ہے جب سرکارِ مدینہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا راہِ خدا میں تکالیف اٹھانا یاد کریں گے تو ہمیں اپنی تکالیف اس کے آگے ہیچ نظر آئیں گی۔(21)...... اِحیائے سنت کی خاطر ہر قسم کی قربانی دینے کے لئے اپنے آپ کو تیار رکھیں۔(22)......سنتیں سیکھنے اور سکھانے کی پاکیزہ آرزو اور اس راہ میں اِخلاص و اِیثار کا جذبہ اپنے اندر بیدار رکھیں۔(23)......عامی مبلِّغین کو چاہئے

[1] ......صحیح البخاری، کتاب العلم، باب حفظ العلم، الحدیث: ۱۲۰، ص۱۳.
[2] ......تنبیہ الغافلین، باب الصبر علی البلاء و الشدۃ، ص۱۳۸.

کہ وہ بحث ومباحثہ (یعنی جدل ومناظرہ) میں نہ پڑیں بلکہ ایسے موقع پر عُلمائے حقہ کی طرف رجوع کریں کہ یہ انہیں حضرات کا شعبہ ہے۔ البتہ! اپنے عقائد واَعمال میں پختہ ضرور رہیں۔(24)......اپنے بیان میں ہمیشہ اس امر کا اہتمام رکھیں کہ اللہ عَزَّوَجَلَّ کی بے پایاں رحمت سے اُمید کی کیفیت بھی طاری رہے اور قہروغضب کی بھی۔(25)......اپنے بال بچوں کی اِصلاح بھی کرتے رہیں۔(چنانچہ) اللہ عَزَّوَجَلَّ قرآنِ مجید میں اِرشاد فرماتا ہے: یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا قُوْۤا اَنْفُسَكُمْ وَ اَهْلِیْكُمْ نَارًا (پ۲۸،التحریم:۶) ترجمۂ کنزالایمان: اے ایمان والو! اپنی جانوں اور اپنے گھر والوں کو آگ سے بچاؤ۔"(26)......والدین یا بڑے بہن بھائی اگر خطا کے مرتکب ہوں تو ہرگز ان پر شدت نہ کریں، نہایت ہی عاجزی اور نرمی کے ساتھ اِصلاح کی درخواست کریں۔ اُن سے اُلجھا نہ کریں۔

"شُعَبُ الْاِیْمَان لِلصَّاغِرجِی" ملکِ شام کے جیّد عالمِ دین شیخ اَسعد محمد سعید صاغرجی مَدَّظِلُّهُ الْعَالِی کی مبارک تصنیف ہے۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ عَزَّوَجَلَّ! مجلس المدینۃ العلمیۃ کے حکم پر شعبہ تراجمِ کُتُب سے اس کے ایک باب "اَلزُّهْد وَقَصْرُ الْاَمَل" کا اُردو ترجمہ بنام "دُنیا سے بے رغبتی اور اُمیدوں کی کمی" شائع ہوکر عوام وخواص میں خوب فیض پہنچا رہا ہے۔ پیشِ نظر کتاب بھی اِسی مبارک تصنیف کے ایک اور باب "اَلْاَمْرُ بِالْمَعْرُوْف وَالنَّهْیُ عَنِ الْمُنْكَر" کا اُردو ترجمہ ہے جو بنام **"نیکی کی دعوت کے فضائل"** آپ کے ہاتھوں میں ہے۔ اس میں نیکی کی دعوت دینے اور برائی سے منع کرنے کے فضائل وفوائد اور آداب واَحکام بیان کئے گئے ہیں۔ اس ترجمہ میں جو بھی خوبیاں ہیں وہ یقیناً اللہ عَزَّوَجَلَّ اور اس کے پیارے حبیب صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّم کی عطاؤں، اَولیائے کرام رَحِمَهُمُ اللّٰهُ السَّلَام کی عنایتوں اور شیخِ طریقت، امیرِ اہلسنّت، بانیٔ دعوتِ اسلامی حضرت علامہ مولانا ابو بلال محمد الیاس عطّار قادری دَامَتْ بَرَکَاتُهُمُ الْعَالِیَه کی پُرخلوص دعاؤں کا نتیجہ ہے اور جو خامیاں ہیں ان میں ہماری کوتاہ فہمی

کا دخل ہے۔

ترجمہ کے لئے دَارُالْکَلِمِ الطَّیِّب دمشق بیروت کا نسخہ (مطبوعہ ۱۴۲۲ھ/۲۰۰۲ء) اِستعمال کیا گیا ہے اور ترجمہ کرتے ہوئے ان اُمور کا خاص خیال رکھا گیا ہے:

☆......سلیس اور بامحاورہ ترجمہ کیا گیا ہے تاکہ کم پڑھے لکھے اسلامی بھائی بھی سمجھ سکیں۔

☆......آیاتِ مبارکہ کا ترجمہ اعلیٰ حضرت، امام اہلسنّت، شاہ امام **احمد رضا خان** عَلَیْہِ رَحْمَۃُ الرَّحْمٰن کے ترجمۂ قرآن **"کنز الایمان"** سے لیا گیا ہے۔

☆......آیاتِ مبارکہ کے حوالے کا بھی اِہتمام کیا گیا ہے اور حَتَّی الْمَقْدُوْر اَحادیثِ طیبہ و واقعات کی تخریج بھی کی گئی ہے۔

☆......بعض مقامات پر حواشی مع التخریج کا اِلتزام کیا گیا ہے۔

☆......موقع کی مناسبت سے جگہ بہ جگہ عنوانات قائم کئے گئے ہیں۔

☆......نیز مشکل اَلفاظ کے معانی ہلالین (......) میں لکھنے کا اِہتمام کیا گیا ہے۔

☆......علاماتِ ترقیم (رُموزِ اَوقاف) کا بھی خیال رکھا گیا ہے۔

اللہ عَزَّوَجَلَّ کی بارگاہ میں دعا ہے کہ ہمیں **"اپنی اور ساری دنیا کے لوگوں کی اِصلاح کی کوشش"** کرنے کے لئے **مدنی اِنعامات** پر عمل اور **مدنی قافلوں** میں سفر کرنے کی توفیق عطا فرمائے اور دعوتِ اسلامی کی تمام مجالس بشمول مجلس المدینۃ العلمیۃ کو دن پچیسویں رات چھبیسویں ترقی عطا فرمائے۔

(آمین بِجَاہِ النَّبِیِّ الْاَمِین صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم)

شعبہ تراجِم کتب (مجلس المدینۃ العلمیۃ)

اَلۡحَمۡدُ لِلّٰہِ رَبِّ الۡعٰلَمِیۡنَ وَ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الۡمُرۡسَلِیۡنَ

اَمَّا بَعۡدُ فَاَعُوۡذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیۡطٰنِ الرَّجِیۡمِ ط بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ط

اللہ عَزَّوَجَلَّ اِرشاد فرماتا ہے:

وَمَنۡ اَحۡسَنُ قَوۡلًا مِّمَّنۡ دَعَاۤ اِلَی اللّٰہِ وَعَمِلَ صَالِحًا وَّ قَالَ اِنَّنِیۡ مِنَ الۡمُسۡلِمِیۡنَ ﴿۳۳﴾ (پ ۲٤، حم السجدة:۳۳)

ترجمۂ کنزالایمان: اوراس سے زیادہ کس کی بات اچھی جو اللہ کی طرف بلائے اور نیکی کرے اور کہے میں مسلمان ہوں۔

میرے پیارے اسلامی بھائیو! اس اُمَّت کو سب سے پہلے نیکی کی دعوت دینے اور برائی سے منع کرنے والے حضور نبیٔ پاک، صاحبِ لولاک، سیّاحِ افلاک صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیۡہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم ہیں اور آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیۡہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے اللہ عَزَّوَجَلَّ کی عبادت کی طرف بلانے، کفر وشرک اور بدعت کو مٹانے کا آغاز فرمایا۔ پس نیکی کا حکم دینا اور برائی سے منع کرنا رسولوں عَلَیۡہِمُ السَّلَام اور ان کی پیروی کرنے والوں کا طریقہ اور مؤمنین ومنافقین کے درمیان فرق کرنے والا (کام) ہے۔ جیسا کہ اللہ عَزَّوَجَلَّ اپنے پاک کلام قرآنِ مجید میں اِرشاد فرماتا ہے:

اَلۡمُنٰفِقُوۡنَ وَالۡمُنٰفِقٰتُ بَعۡضُہُمۡ مِّنۡۢ بَعۡضٍ ۘ یَاۡمُرُوۡنَ بِالۡمُنۡکَرِ وَیَنۡہَوۡنَ عَنِ الۡمَعۡرُوۡفِ وَیَقۡبِضُوۡنَ اَیۡدِیَہُمۡ ؕ نَسُوا اللّٰہَ فَنَسِیَہُمۡ ؕ اِنَّ الۡمُنٰفِقِیۡنَ ہُمُ الۡفٰسِقُوۡنَ ﴿۶۷﴾ (پ ۱۰، التوبة:۶۷)

ترجمۂ کنزالایمان: منافق مرد اور منافق عورتیں ایک تھیلی کے چٹے بٹے ہیں برائی کا حکم دیں اور بھلائی سے منع کریں اور اپنی مٹھی بند رکھیں وہ اللہ کو چھوڑ بیٹھے تو اللہ نے انہیں چھوڑ دیا بیشک منافق وہی پکے بے حکم ہیں۔

اور اِرشاد فرماتا ہے:

وَالۡمُؤۡمِنُوۡنَ وَالۡمُؤۡمِنٰتُ بَعۡضُہُمۡ

ترجمۂ کنزالایمان: اور مسلمان مرد اور مسلمان عورتیں

اَوْلِيَآءُ بَعْضٍ ۘ يَأْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَ يَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَ يُقِيْمُوْنَ الصَّلٰوةَ وَ يُؤْتُوْنَ الزَّكٰوةَ وَ يُطِيْعُوْنَ اللّٰهَ وَ رَسُوْلَهٗ ؕ اُولٰٓئِكَ سَيَرْحَمُهُمُ اللّٰهُ ؕ اِنَّ اللّٰهَ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ ﴿۷۱﴾ (پ ۱۰، التوبۃ: ۷۱)

ایک دوسرے کے رفیق ہیں بھلائی کا حکم دیں اور برائی سے منع کریں اور نماز قائم رکھیں اور زکوۃ دیں اور اللہ و رسول کا حکم مانیں یہ ہیں جن پر عنقریب اللہ رحم کرے گا بے شک اللہ غالب حکمت والا ہے۔

اَمْرٌ بِالْمَعْرُوْف وَنَهْيٌ عَنِ الْمُنْكَر کی فضیلت:

نیکی کی دعوت دینے اور برائی سے منع کرنے کے بے شمار فضائل وفوائد ہیں (جن میں سے چند بیان کئے جاتے ہیں)۔

(1)......اس سے دنیا کا نظام قائم اور درست رہتا ہے کیونکہ لوگوں کو فقط اللہ عَزَّوَجَلَّ کی عبادت کے لئے پیدا کیا گیا ہے۔جیسا کہ قرآنِ پاک میں اِرشاد ہوتا ہے:

وَ مَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَ الْاِنْسَ اِلَّا لِيَعْبُدُوْنِ ﴿۵۶﴾ (پ ۲۷، الذّٰریٰت: ۵۶)

ترجمۂ کنزالایمان: اور میں نے جن اور آدمی اتنے ہی لیے بنائے کہ میری بندگی کریں۔

اور اللہ عَزَّوَجَلَّ نے لوگوں سے وعدہ فرمایا ہے کہ جب وہ اس کی عبادت کریں گے تو زمین میں انہیں اپنا نائب بنالے گا اور ان تمام چیزوں سے فائدہ اٹھانے کا اِختیار دے گا جنہیں اللہ عَزَّوَجَلَّ نے ان کے لئے پیدا فرمایا ہے۔جیسا کہ اللہ عَزَّوَجَلَّ نے قرآنِ پاک میں اِرشاد فرمایا:

وَ لَوْ اَنَّ اَهْلَ الْكِتٰبِ اٰمَنُوْا وَ اتَّقَوْا لَكَفَّرْنَا عَنْهُمْ سَيِّاٰتِهِمْ وَ لَاَدْخَلْنٰهُمْ جَنّٰتِ النَّعِيْمِ ﴿۶۵﴾ وَ لَوْ اَنَّهُمْ اَقَامُوا التَّوْرٰىةَ وَ الْاِنْجِيْلَ وَ مَاۤ اُنْزِلَ اِلَيْهِمْ مِّنْ رَّبِّهِمْ

ترجمۂ کنزالایمان: اور اگر کتاب والے ایمان لاتے اور پرہیز گاری کرتے تو ضرور ہم ان کے گناہ اتار دیتے اور ضرور انہیں چین کے باغوں میں لے جاتے۔ اور اگر وہ قائم رکھتے توریت اور انجیل اور جو کچھ ان

لَاَ كَلُوۡا مِنۡ فَوۡقِهِمۡ وَمِنۡ تَحۡتِ اَرۡجُلِهِمۡ‌ؕ مِنۡهُمۡ اُمَّةٌ مُّقۡتَصِدَةٌ‌ؕ وَكَثِيۡرٌ مِّنۡهُمۡ سَآءَ مَا يَعۡمَلُوۡنَ ﴿۶۶﴾ (پ ۶، المائدہ: ۶۵، ۶۶)

کی طرف ان کے رب کی طرف سے اترا تو انہیں رزق ملتا اوپر سے اوران کے پاؤں کے نیچے سے ان میں کوئی گروہ اگر اعتدال پر ہے اوران میں اکثر بہت ہی برے کام کر رہے ہیں۔

ایک اور مقام پر اِرشاد فرمایا:

وَلَوۡ اَنَّ اَهۡلَ الۡقُرٰٓى اٰمَنُوۡا وَاتَّقَوۡا لَفَتَحۡنَا عَلَيۡهِمۡ بَرَكٰتٍ مِّنَ السَّمَآءِ وَالۡاَرۡضِ وَلٰكِنۡ كَذَّبُوۡا فَاَخَذۡنٰهُمۡ بِمَا كَانُوۡا يَكۡسِبُوۡنَ ﴿۹۶﴾ (پ ۹، الاعراف: ۹۶)

ترجمۂ کنز الایمان: اور اگر بستیوں والے ایمان لاتے اور ڈرتے تو ضرور ہم ان پر آسمان اور زمین سے برکتیں کھول دیتے مگر انہوں نے تو جھٹلایا تو ہم نے انہیں ان کے کیے پر گرفتار کیا۔

(2)......نیکی کی دعوت دینے اور برائی سے منع کرنے (کی برکت) سے زمین اوراہلِ زمین سے مصیبت دور ہوتی ہے۔ اس کام کو نہ کرنے کی وجہ سے پہلی اُمتوں کو عذاب دیا گیا۔ جب عذاب آیا تو عذاب نے تباہ و برباد کر کے انہیں جڑ سے اکھیڑ دیا۔ نیکی کی دعوت دینے اور برائی سے منع کرنے کی وجہ سے بلائیں دور ہوتی ہیں اور زمین والوں سے عذاب اُٹھ جاتا ہے۔ جیسا کہ اللہ عَزَّوَجَلَّ نے ارشاد فرمایا:

وَلَوۡلَا دَفۡعُ اللّٰهِ النَّاسَ بَعۡضَهُمۡ بِبَعۡضٍ لَّفَسَدَتِ الۡاَرۡضُ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ ذُوۡ فَضۡلٍ عَلَى الۡعٰلَمِيۡنَ ﴿۲۵۱﴾ (پ ۲، البقرۃ: ۲۵۱)

ترجمۂ کنز الایمان: اور اگر اللہ لوگوں میں بعض سے بعض کو دفع نہ کرے تو ضرور زمین تباہ ہو جائے مگر اللہ سارے جہان پر فضل کرنے والا ہے۔

(3)......نیکی کی دعوت دینے اور برائی سے منع کرنے سے لوگوں پر حجت قائم ہو جاتی ہے لہٰذا اللہ عَزَّوَجَلَّ کی بارگاہ میں ان کا کوئی عذر نہ رہے گا۔

جیسا کہ اللہ عَزَّوَجَلَّ نے ارشاد فرمایا:

رُسُلًا مُّبَشِّرِیْنَ وَ مُنْذِرِیْنَ لِئَلَّا یَكُوْنَ لِلنَّاسِ عَلَى اللّٰهِ حُجَّةٌۢ بَعْدَ الرُّسُلِؕ (پ٦، النسآء:١٦٥)

ترجمۂ کنزالایمان: رسول خوشخبری دیتے اور ڈر سناتے کہ رسولوں کے بعد اللہ کے یہاں لوگوں کو کوئی عذر نہ رہے۔

(4)......ایسے شخص کو وعظ ونصیحت کی جائے جو اسے قبول کرنا چاہتا ہو۔ چنانچہ، اللہ عَزَّوَجَلَّ نے قرآن مجید میں ارشاد فرمایا:

فَذَكِّرْ اِنْ نَّفَعَتِ الذِّكْرٰىؕ۝۹ (پ٣٠، الاعلیٰ:٩)

ترجمۂ کنزالایمان: تو تم نصیحت فرماؤ اگر نصیحت کام دے۔

ایک اور مقام پر اِرشاد فرمایا:

وَّ ذَكِّرْ فَاِنَّ الذِّكْرٰى تَنْفَعُ الْمُؤْمِنِیْنَ۝۵۵ (پ٢٧، الذٰریٰت:٥٥)

ترجمۂ کنزالایمان: اور سمجھاؤ کہ سمجھانا مسلمانوں کو فائدہ دیتا ہے۔

نیکی کی دعوت دینے اور برائی سے منع کرنے کے سبب دنیا کا نظام درست رہتا اور ترک کرنے کی وجہ سے فساد برپا ہو جاتا ہے۔ لوگ اس وقت تک بھلائی پر رہیں گے جب تک نیکی پر کاربند رہیں گے اور اس کی دعوت دیتے رہیں گے، برائی سے رُکے رہیں گے اور اس سے منع کرتے رہیں گے۔

نیکی کی دعوت کی لوگوں کو حاجت:

چونکہ شیطان کو ابن آدم پر مسلَّط کیا گیا ہے اس لئے وہ اس سے جدا نہیں ہوتا جیسا کہ حدیث پاک میں ہے، سیِّدُ الْمُبَلِّغِین، رَحْمَۃٌ لِّلْعٰلَمِین صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''تم میں ایسا کوئی نہیں جس پر ایک ساتھی جنّ (یعنی شیطان) مسلَّط نہ ہو۔'' لوگوں نے عرض کی: ''یَارَسُوْلَ اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم! آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ

وَاٰلِہٖ وَسَلَّم پربھی؟'' ارشاد فرمایا: ''مجھ پر بھی، مگر اللہ عَزَّوَجَلَّ نے مجھے اس پر مدد دی اور وہ مسلمان ہوگیا۔ اب وہ مجھے بھلائی ہی کا مشورہ دیتا ہے۔'' (1)

یہ بات واضح ہے کہ شیطان انسان کو وسوسے میں مبتلا کرتا اور اسے نیکی کے کام سے روکتا ہے پس انسان ہمیشہ وعظ ونصیحت کا محتاج ہے اور زمانۂ نبوی سب زمانوں سے اعلیٰ ہے۔ جیسے جیسے ہمارے اور زمانۂ نبوی کے درمیان فاصلہ بڑھتا گیا ہمیں اَمْرٌ بِالْمَعْرُوْف اور نَھْیٌ عَنِ الْمُنْکَر کی ضرورت زیادہ ہوتی گئی۔ اس پر حضرتِ سیِّدُنا عبداللہ بن مسعود رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کا یہ فرمان دلیل ہے کہ ''ہر آنے والے زمانے سے جانے والا زمانہ بہتر ہے۔'' تو آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کی بارگاہ میں عرض کی گئی: ''اے ابوعبدالرحمٰن رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ ! ہمارا زمانہ پچھلے زمانوں سے خوشحال اور سستا ہے۔'' تو آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے اِستفسار فرمایا: ''فقہائے کرام اور قاریٔ قرآن کس زمانے میں زیادہ ہیں؟ اور کون سا زمانہ، زمانۂ نبوی سے قریب ہے؟'' عرض کی: ''جو زمانہ گزر گیا۔'' تو حضرتِ سیِّدُنا عبداللہ بن مسعود رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے ارشاد فرمایا: ''یہی تو میری مراد تھی۔''

اس فرمان کہ ''ہر آنے والے زمانے سے جانے والا زمانہ بہتر ہے'' کے متعلق حضرتِ سیِّدُنا امام مالک عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْخَالِق فرماتے ہیں: ''میں اسے سرکار صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے زمانے سے سمجھتا ہوں۔''

پس زمانے کی درستی وبھلائی اہل زمانہ کی درستی میں ہے، اور زمانے کی خرابی اور برائی اس کے اہل کی خرابی وبرائی اور ان میں بھلائی کی کمی کی وجہ سے ہے اور سب زمانوں سے بہتر زمانہ، حضور نبی کریم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا زمانہ ہے اور بعد والے زمانے میں

---

(1) ......صحیح المسلم، کتاب صفات المنافقین و احکامھم، باب تحریش الشیطان و بعثہ......الخ، الحدیث:۷۱۰۸، ص۱۱۶۸۔

بھلائی کم ہے جیسا کہ حدیثِ پاک میں ہے۔ چنانچہ، نور کے پیکر، تمام نبیوں کے سَرْوَر صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''بہترین لوگ میرے زمانے والے ہیں۔ پھر وہ لوگ جوان سے ملے ہوئے ہیں۔ پھر وہ جوان سے ملے ہوئے ہیں۔'' (1)

اس سے معلوم ہوا کہ حضور نبیٔ پاک صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا زمانہ، بعد والے زمانے سے بہتر ہے اور ایسے ہی ہمیشہ ہوتا رہے گا (یعنی خیر میں کمی آتی رہے گی) اس لئے کہ زمانے کی تعریف اس میں خوشحالی و کثرتِ فراخی کی وجہ سے نہیں بلکہ اہل زمانہ کی وجہ سے کی جاتی ہے۔ کیونکہ کبھی کبھار خوشحال زمانے میں برائی زیادہ ہوتی ہے تو وہ بہترین زمانہ نہیں کہلاتا اور کبھی کبھار قحط زدہ زمانے میں برائیاں اور گناہ کم ہوتے ہیں تو وہ بہترین زمانہ کہلاتا ہے اور ہم جس زمانے میں ہیں اس میں بھلائی کم اور برائی زیادہ ہے جیسا کہ حدیث پاک میں ہے۔

چنانچہ، حضرتِ سیِّدُنا عبدُاللہ بن عمرو بن عاص رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا فرماتے ہیں کہ میں نے حضور سیِّدِ عالم، نُورِ مُجَسَّم، شاہِ بنی آدم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو یہ اِرشاد فرماتے سنا کہ ''اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ علم کو یوں نہیں اٹھائے گا کہ بندوں (کے سینوں) سے نکال لے گا بلکہ عُلَما کی موت کے ساتھ علم کو اُٹھالے گا۔ جب کوئی عالم باقی نہ رہے گا تو لوگ جاہلوں کو اپنا پیشوا بنالیں گے۔ ان سے سوالات کئے جائیں گے تو وہ بغیر علم کے فتویٰ دیں گے۔ خود بھی گمراہ ہوں گے اور دوسروں کو بھی گمراہ کریں گے۔'' (2)

برائیوں کی کثرت والے زمانے میں لوگوں کو ایسے شخص کی حاجت ہے جو اُن کو آگاہ کرے۔ ان کی خیر خواہی کرے۔ انہیں رحمتِ الٰہی کی اُمید دِلائے اور غضبِ الٰہی سے ڈرائے

---

(1)......صحیح البخاری، کتاب فضائلِ اصحاب النبی، باب فضائل اصحاب النبی......الخ، الحدیث: ۳۶۵۱، ص۲۹۷.

(2)......صحیح البخاری، کتاب العلم، باب کیف یقبض العلم، الحدیث: ۱۰۰، ص۱۱.

اور اس (یعنی بھلائی کی طرف بلانے والے) عمل پر قائم رہنے والے لوگ اللہ عَزَّوَجَلَّ کی طرف سے بشارت کے ساتھ کامیابی حاصل کرنے والے ہیں۔ چنانچہ،

اللہ عَزَّوَجَلَّ قرآنِ پاک میں اِرشاد فرماتا ہے:

وَ لْتَكُنْ مِّنْكُمْ اُمَّةٌ یَّدْعُوْنَ اِلَى الْخَیْرِ وَ یَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَ یَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِؕ وَ اُولٰٓىٕكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ(۱۰۴)

ترجمۂ کنزالایمان: اور تم میں ایک گروہ ایسا ہونا چاہئے کہ بھلائی کی طرف بلائیں اور اچھی بات کا حکم دیں اور بری سے منع کریں اور یہی لوگ مراد کو پہنچے۔

(پ ٤ ،اٰلِ عمران: ٤ ١٠)

جب خدائے جبّار وقہّار جَلَّ جَلَالُہٗ کا عذاب نازل ہوگا تو نیکی کی دعوت دینے اور برائی سے منع کرنے والے اُس سے محفوظ رہیں گے۔ چنانچہ، اللہ عَزَّوَجَلَّ ارشاد فرماتا ہے:

فَلَمَّا نَسُوْا مَا ذُكِّرُوْا بِهٖۤ اَنْجَیْنَا الَّذِیْنَ یَنْهَوْنَ عَنِ السُّوْٓءِ وَ اَخَذْنَا الَّذِیْنَ ظَلَمُوْا بِعَذَابٍۭ بَىٕیْسٍۭ بِمَا كَانُوْا یَفْسُقُوْنَ(۱۶۵) (پ۹،الاعراف:١٦٥)

ترجمۂ کنزالایمان: پھر جب بھلا بیٹھے جو نصیحت انہیں ہوئی تھی ہم نے بچالیے وہ جو برائی سے منع کرتے تھے اور ظالموں کو برے عذاب میں پکڑا بدلہ ان کی نافرمانی کا۔

نیکی کی دعوت دینا اور برائی سے منع کرنا ہر زمانے میں نیک لوگوں کی عادت رہی ہے اور (یوں ہی) قیامت قائم ہونے تک جاری رہے گی۔ جیسا کہ حدیث پاک میں سرکارِ مدینہ، قرارِ قلب وسینہ، باعثِ نُزولِ سکینہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے اس کی خوشخبری دی۔ چنانچہ، حضرتِ سیِّدُنا انس رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ سے مروی ہے کہ حضور نبیِّ کریم، رَءُوْفٌ رَّحیم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''قیامت اس وقت قائم ہوگی جب زمین پر اللہ، اللہ کہنے والا کوئی نہ ہوگا۔'' (1)

......صحیح المسلم، کتاب الایمان، باب ذھاب ایمان اٰخرالزمان، الحدیث: ۳۷۵، ص۲ ۷۰.

نیکی کی دعوت دینے کا فائدہ:

پیارے اسلامی بھائیو! یقیناً اللہ عَزَّوَجَلَّ نے اپنے دین کی حفاظت اور اس کا پھیلانا اپنے ذمۂ کرم پر لیا ہوا ہے، جیسا کہ وہ خود قرآنِ مجید میں ارشاد فرماتا ہے:

اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَ اِنَّا لَهٗ لَحٰفِظُوْنَ ۝۹ (پ ۱۴، الحجر: ۹)

ترجمۂ کنزالایمان: بیشک ہم نے اتارا ہے یہ قرآن اور بیشک ہم خود اس کے نگہبان ہیں۔

پس جس نے ہدایت کی دعوت دی اس نے اپنی دعوت سے مدد حاصل کی، ایسا نہیں ہے کہ اسی نے دعوتِ دین کا چرچا کیا کہ اگر وہ نہ ہوتا تو اس کا پرچار نہ ہوتا اور ہر وہ شخص جس نے دین کی مدد کی بے شک اس نے دین میں اپنے لئے مدد حاصل کی۔ اللہ عَزَّوَجَلَّ بے نیاز ہے اور بندے اس کے محتاج۔ اس کے دین کی دعوت کسی کی محتاج نہیں لیکن دعوت دینے والے محتاج ہیں اور اللہ عَزَّوَجَلَّ کی طرف بلانے والا اپنے آپ کو اور دوسروں کو (ہلاکت سے) بچا لیتا ہے۔ جب وہ کوتاہی کرتا اور دعوت دینا چھوڑ دیتا ہے تو اپنے آپ کو ہلاکت میں ڈال دیتا ہے اور دوسرے بھی ہلاک ہو جاتے ہیں۔

نیکی کی دعوت نہ دینے کا انجام:

اللہ عَزَّوَجَلَّ نے سورۂ مائدہ میں پچھلی اُمتوں کے ایک شخص کا قصہ بیان فرما کر اُمَّتِ محمدیہ کو ایمان کے اس عظیم شعبہ کو چھوڑنے سے ڈرایا ہے تاکہ یہ اُمت نصیحت حاصل کرے۔ خوش بخت ہے وہ شخص جو دوسروں سے نصیحت حاصل کرے۔ ہم وہ قصہ یوں ہی بیان کرتے ہیں جیسے قرآنِ پاک اور حدیثِ شریف میں ہے۔ چنانچہ،

حضرتِ سیِّدُنا عبداللہ بن مسعود رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ سے روایت ہے کہ حُسنِ اَخلاق کے پیکر، نبیوں کے تاجور صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''بنی اسرائیل پر

سب سے پہلی بلا یہ آئی کہ ایک شخص (پہلے دن) دوسرے سے ملاقات کرتا تو کہتا: اے فلاں! اللہ عَزَّوَجَلَّ سے ڈر اور جو تو کر رہا ہے اسے چھوڑ دے کیونکہ یہ تیرے لئے جائز نہیں۔ مگر جب دوسرے دن اس سے ملاقات کرتا تو اسے نہ روکتا بلکہ اس کے ساتھ کھاتا پیتا، اٹھتا بیٹھتا۔ جب انہوں نے ایسا کیا تو اللہ عَزَّوَجَلَّ نے ان لوگوں کے دل ایک جیسے کر دیئے۔ پھر یہ آیت مبارکہ تلاوت فرمائی:

لُعِنَ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا مِنْۢ بَنِیْۤ اِسْرَآءِیْلَ عَلٰى لِسَانِ دَاوٗدَ وَ عِیْسَى ابْنِ مَرْیَمَؕ ذٰلِكَ بِمَا عَصَوْا وَّ كَانُوْا یَعْتَدُوْنَ(۷۸) كَانُوْا لَا یَتَنَاهَوْنَ عَنْ مُّنْكَرٍ فَعَلُوْهُؕ لَبِئْسَ مَا كَانُوْا یَفْعَلُوْنَ(۷۹) تَرٰى كَثِیْرًا مِّنْهُمْ یَتَوَلَّوْنَ الَّذِیْنَ كَفَرُوْاؕ لَبِئْسَ مَا قَدَّمَتْ لَهُمْ اَنْفُسُهُمْ اَنْ سَخِطَ اللّٰهُ عَلَیْهِمْ وَ فِی الْعَذَابِ هُمْ خٰلِدُوْنَ(۸۰) وَ لَوْ كَانُوْا یُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَ النَّبِیِّ وَ مَاۤ اُنْزِلَ اِلَیْهِ مَا اتَّخَذُوْهُمْ اَوْلِیَآءَ وَ لٰكِنَّ كَثِیْرًا مِّنْهُمْ فٰسِقُوْنَ(۸۱)

(پ ٦، المائدہ: ۷۸ تا ۸۱)

ترجمۂ کنز الایمان: لعنت کیے گئے وہ جنہوں نے کفر کیا بنی اسرائیل میں داؤد اور عیسیٰ بن مریم کی زبان پر یہ بدلہ ان کی نافرمانی اور سرکشی کا جو بری بات کرتے آپس میں ایک دوسرے کو نہ روکتے ضرور بہت ہی برے کام کرتے تھے ان میں تم بہت کو دیکھو گے کہ کافروں سے دوستی کرتے ہیں کیا ہی بری چیز اپنے لیے خود آگے بھیجی یہ کہ اللہ کا ان پر غضب ہوا اور وہ عذاب میں ہمیشہ رہیں گے اور اگر وہ ایمان لاتے اللہ اور ان نبی پر اور اس پر جو ان کی طرف اترا تو کافروں سے دوستی نہ کرتے مگر ان میں تو بہتیرے فاسق ہیں۔

پھر آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''خبردار! اللہ عَزَّوَجَلَّ کی قسم! تم ضرور نیکی کی دعوت دیتے رہنا اور برائی سے منع کرتے رہنا۔ ظالم کا ہاتھ پکڑ کر اسے حق کی طرف جھکا دینا اور حق بات قبول کرنے پر اسے مجبور کر دینا۔'' (1)

(1)......سنن ابی داؤد، کتاب الملاحم، باب الامر والنهی، الحدیث: ٤٣٣٦، ص ١٥٣٩.

حدیثِ پاک میں لفظ ''تَاْطُرُوْنَھُمْ ''کا معنی ہے'' تَلْزَمُوْنَھُمْ بِاِتِّبَاعِ الْحَقِّ یعنی انہیں حق کی پیروی کرنے پر مجبور کر دینا۔''اور شہنشاہِ مدینہ،قرارِقلب وسینہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے اس باب میں نیکی کی دعوت نہ دینے اور برائی سے منع نہ کرنے کے نقصانات بیان کرنے کے لئے ایک اور مثال بیان فرمائی۔ چنانچہ،

حضرتِ سیِّدُنا نعمان بن بشیر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْھُمَا سے مروی ہے کہ حضور نبیِّ پاک صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا:''اللہ عَزَّوَجَلَّ کے احکامات پر قائم رہنے والے (یعنی نیکی کی دعوت دینے والے)اور اس کی حدود کو پامال کرنے والے کی مثال ان لوگوں کی سی ہے جنہوں نے کشتی کے حصے باہم تقسیم کر لئے بعض کو اوپر والا حصہ ملا اور بعض کو نیچے والا۔ نیچے والوں کو جب پیاس لگتی تو اوپر والوں کے پاس جانا پڑتا۔انہوں نے کہا: ہم اپنے حصے میں سوراخ کر لیتے ہیں اس سے اوپر والوں کے پاس جانے کی زحمت سے بچ جائیں گے۔ اگر اوپر والے ان کو چھوڑ دیتے ہیں تو تمام ہلاک ہو جائیں گے۔لیکن اگر وہ ان کو روکتے ہیں تو یہ بھی بچ جائیں گے اور دیگر تمام لوگ بھی نجات پا جائیں گے۔'' (1)

اس عظیم کام میں سستی کرنا ایسے فتنوں کو دعوت دینے کے مترادف ہے جن میں عقلیں حیران رہ جائیں گی اور ان سے چھٹکارے کی راہ نکالنے سے عاجز آ جائیں گی۔ جیسا کہ حدیثِ پاک میں ہے۔ چنانچہ،

حضرتِ سیِّدُنا ابواُمامہ باہلی رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ سے مروی ہے کہ شہنشاہِ خوش خِصال، پیکرِ حُسن و جمال صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا:''اس وقت تمہارا کیا حال ہوگا جب تمہاری عورتیں نافرمان ہو جائیں گی،تمہارے نوجوان فسق و فجور میں مبتلا ہو جائیں

(1)......صحیح البخاری، کتاب الشرکۃ،باب ھل یقرع فی القسمۃ والاستھام فیہ،الحدیث:۲۴۹۳،ص۱۹۶.

گے اور تم جہاد کو چھوڑ دو گے؟'' لوگوں نے عرض کی: ''یَارَسُوْلَ اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم ! کیا ایسا بھی ہوگا؟'' ارشاد فرمایا: ''اس ذات کی قسم جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے! معاملہ اس سے بھی سخت ہوگا۔'' لوگوں نے عرض کی: ''یَارَسُوْلَ اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم ! اس سے زیادہ سخت کیا ہوگا؟'' ارشاد فرمایا: ''اس وقت تمہارا کیا حال ہوگا جب تم نیکی کی دعوت دینا اور برائی سے منع کرنا چھوڑ دو گے؟'' عرض کی: ''یَارَسُوْلَ اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم ! کیا ایسا بھی ہوگا؟'' ارشاد فرمایا: ''ہاں! اس ذات کی قسم جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے! آنے والے وقت میں معاملہ اس سے بھی سخت ہوگا۔'' لوگوں نے عرض کی: ''یَارَسُوْلَ اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم ! اس سے بھی سخت کیا ہوگا؟'' اِرشاد فرمایا: ''اس وقت تمہارا کیا حال ہوگا جب تم نیکی کو برائی اور برائی کو نیکی سمجھو گے؟'' عرض کی: ''یَارَسُوْلَ اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کیا ایسا بھی ہوگا؟'' ارشاد فرمایا: ''ہاں! اس ذات کی قسم جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے! معاملہ اس سے زیادہ سنگین ہوگا۔''

لوگوں نے عرض کی: ''اس سے زیادہ سنگین کیا ہوگا؟'' ارشاد فرمایا: ''اس وقت تمہاری حالت کیسی ہوگی جب تم برائی کی دعوت دو گے اور نیکی سے منع کرو گے؟'' لوگوں نے عرض کی: ''یَارَسُوْلَ اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کیا ایسا بھی ہوگا؟'' ارشاد فرمایا: ''ہاں! اس ذات کی قسم جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے! معاملہ اس سے بھی زیادہ شدید ہوگا۔ اَللّٰہ عَزَّوَجَلَّ ارشاد فرماتا ہے: مجھے اپنی عزت وجلال کی قسم! مَیں اُنہیں ایسی آزمائش میں مبتلا کر دوں گا جس میں سمجھدار شخص بھی حیران رہ جائے گا۔'' (1)

......احیاء علوم الدین، کتاب الامر بالمعروف والنھی عن المنکر، الباب الاول، ج۲، ص۳۸۰.

سیِّدُ نا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کی قرآن فہمی:

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا عَلَیْكُمْ اَنْفُسَكُمْۚ لَا یَضُرُّكُمْ مَّنْ ضَلَّ اِذَا اهْتَدَیْتُمْؕ اِلَى اللّٰهِ مَرْجِعُكُمْ جَمِیْعًا فَیُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ﴿۱۰۵﴾ (پ۷، المائدہ: ۱۰۵)

ترجمۂ کنزالایمان: اے ایمان والو! تم اپنی فکر رکھو تمہارا کچھ نہ بگاڑے گا جو گمراہ ہوا جب کہ تم راہ پر ہو تم سب کی رجوع اللہ ہی کی طرف ہے پھر وہ تمہیں بتادے گا جو تم کرتے تھے۔

اس آیت کا صحیح مفہوم اور لوگوں کو اس سے آگاہ کرنے والے سب سے پہلے شخص امیر المؤمنین حضرتِ سیِّدُ نا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ ہیں۔ کیونکہ آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے لوگوں کو اس آیت کی غلط تاویل اور ایسی تفسیر کرنے سے ڈرایا جس سے مسلمانوں کو نیکی کی دعوت دینے کا اِہتمام فوت ہو رہا تھا۔ چنانچہ،

امیر المؤمنین حضرتِ سیِّدُ نا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کے متعلق مروی ہے کہ آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے (مذکورہ آیتِ مبارکہ کے بارے میں) ارشاد فرمایا: اے لوگو! تم اس آیتِ مقدسہ کی تلاوت کرتے ہو اور اسے اس کے صحیح مقام سے ہٹا کر رکھتے ہو۔ بے شک ہم نے نور کے پیکر، تمام نبیوں کے سَرْوَر صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو ارشاد فرماتے سنا: ''جب لوگ ظالم کو (ظلم کرتا) دیکھیں اور اس کے ہاتھ نہ پکڑیں تو قریب ہے کہ اللہ عَزَّوَجَلَّ انہیں عذاب میں مبتلا کر دے۔'' (1)

صحابیٔ رسول حضرتِ سیِّدُ نا ابوثعلبہ خُشَنِی رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے مذکورہ آیتِ مبارکہ پر تنبیہ کرنے میں امیر المؤمنین حضرتِ سیِّدُ نا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کی پیروی کی۔ چنانچہ، حضرت سیِّدُ نا ابواُمیَّہ شَعبانی رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرتِ سیِّدُ نا

---

1 ……سنن ابی داؤد، کتاب الملاحم، باب الامر والنهی، الحدیث ٤٣٣٨، ص ١٥٣٩.

ابوثعلبہ خُشَنِی رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنہ سے عرض کی: ''اے ابوثعلبہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنہ! آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنہ اس آیت کے متعلق کیا کہتے ہیں؟'' ارشاد فرمایا: اللہ عَزَّوَجَلَّ کی قسم! میں نے اس آیت کے متعلق حقیقی طور پر واقف ذات یعنی حضور نبی مُکَرَّم، نُورِ مُجَسَّم، شاہِ بنی آدم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم سے پوچھا تو آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''نیکی کی دعوت دو اور برائی سے منع کرو یہاں تک کہ جب تم دیکھو کہ بخل کی اطاعت، خواہش کی پیروی، دُنیا کو ترجیح دی جارہی ہے اور ہر رائے والا اپنی رائے کو اچھا سمجھ رہا ہے تو تم پر اپنی اصلاح لازم ہے اور عام لوگوں (کا خیال) چھوڑ دو، کیونکہ تمہارے بعد صبر کے دن ہیں۔ اُن میں صبر کرنا ایسے ہے جیسے انگارے کو پکڑنا، ان میں نیک عمل کرنے والے کا اجر 50 آدمیوں کے برابر ہوگا۔'' (1)

ایک روایت میں یوں ہے، عرض کی گئی: ''یَارَسُوْلَ اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم! ہم میں سے 50 آدمیوں کا اجر یا اُن میں سے؟'' ارشاد فرمایا: ''بلکہ تم میں سے 50 آدمیوں کا اجر۔'' (2)

معروف کا مفہوم:

معروف ایسا وسیع معنی رکھنے والا لفظ ہے جو تمام پسندیدہ اُمور کو شامل ہے۔ جیسے اللہ عَزَّوَجَلَّ کی اطاعت کرنا۔ اس کا قرب حاصل کرنا۔ لوگوں سے حسن سلوک کرنا۔ شریعتِ مطہرہ کی پسندیدہ باتوں کو اپنانا اور ممنوعاتِ شرعیہ سے بچنا اور معروف صفاتِ غالبہ میں سے ہے یعنی لوگوں کے درمیان ایسا مشہور و معروف ہے کہ جب اسے دیکھتے ہیں تو اس کا انکار

......سنن ابی داؤد، کتاب الملاحم، باب الامر والنھی، الحدیث: ۴۳۴۱، ص ۱۵۳۹.

......سنن ابی داؤد، کتاب الملاحم، باب الامر والنھی، الحدیث: ۴۳۴۱، ص ۱۵۳۹، مفھوماً.

نہیں کرتے۔ کبھی نیکی کی دعوت صرف قول سے ہوتی ہے۔ جیسے فقرا کی مدد کی دعوت دینا اور کبھی صرف فعل سے جیسے مال خرچ کرنا اور کبھی قول وفعل دونوں کے ذریعے۔ ''**قول**'' کے ذریعے جیسے کسی کو زکوۃ ادا کرنے کی دعوت دینا۔ ''**فعل**'' کے ذریعے جیسے زکوۃ کی دعوت دینے والے کا خود زکوۃ ادا کرنا۔

مُنکَر کی تعریف:

یہ (معروف کی تعریف میں مذکور) تمام اُمور کی ضد ہے اور اس سے مراد ہر وہ بات ہے جس کی شریعت نے برائی بیان کی ہو۔ اسے حرام ٹھہرایا ہو یا اسے ناپسند کیا ہو۔ کبھی قول کے ذریعے برائی سے منع کیا جاتا ہے جیسے شراب نوشی سے منع کرنا۔ کبھی صرف فعل سے جیسے شراب کو بہا دینا۔ جب قول کے ذریعے برائی سے منع کیا جائے تو اسے **نَہْیٌ عَنِ الْمُنْکَر** کہتے ہیں اور فعل کے ذریعے منع کرنے کو تَغْیِیْرٌ لِلْمُنْکَر (یعنی برائی کو بدلنا) کہتے ہیں۔

اَمْرٌ بِالْمَعْرُوْف وَنَہْیٌ عَنِ الْمُنْکَر کا حکم:

حضرتِ سیِّدُنا ابوسعید خدری رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ فرماتے ہیں: میں نے اللہ عَزَّوَجَلَّ کے محبوب، دانائے غُیوب، مُنَزَّہٌ عَنِ الْعُیوب صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو ارشاد فرماتے سنا: ''مَنْ رَاٰی مِنْکُمْ مُنْکَرًا فَلْیُغَیِّرْہُ بِیَدِہٖ فَاِنْ لَّمْ یَسْتَطِعْ فَبِلِسَانِہٖ فَاِنْ لَّمْ یَسْتَطِعْ فَبِقَلْبِہٖ وَذٰلِکَ اَضْعَفُ الْاِیْمَانِ یعنی تم میں سے جو شخص برائی کو دیکھے تو اُسے چاہئے کہ اسے اپنے ہاتھ سے روک دے۔ اگر اس کی طاقت نہیں رکھتا تو زبان سے روک دے۔ اگر اس کی بھی طاقت نہیں رکھتا تو دل سے برا جانے اور یہ ایمان کا کمزور ترین درجہ ہے۔'' (1)

حضرتِ سیِّدُنا عبداللہ بن مسعود رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ سے روایت ہے کہ سرکارِ مدینہ،

---

(1)......صحیح المسلم، کتاب الایمان، باب بیان کون نھی عن المنکر......الخ، الحدیث: ۱۷۷، ص ۶۸۸۔

قرارِقلب وسینہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''اللہ عَزَّوَجَلَّ نے مجھ سے پہلے جس اُمت میں بھی کوئی نبی بھیجا اس کے لئے اُس امت میں سے مددگار اور رفیق ہوئے ہیں جو اپنے نبی عَلَیْہِ السَّلَام کی سنت پر عمل کرتے اور اس کے حکم کی اِتباع کرتے۔ پھر ان کے بعد ایسے گروہ آئے جو ایسی بات کہتے جس پر خود عمل نہیں کرتے اور ایسے کام کرتے جن کا انہیں حکم نہیں دیا جاتا۔ پس جو شخص ان کے ساتھ ہاتھ سے جہاد کرے وہ مومن ہے۔ جو ان کے ساتھ زبان سے جہاد کرے وہ بھی مومن ہے اور جو ان کے ساتھ دل سے جہاد کرے وہ بھی مومن ہے۔ اس سے نیچے رائی کے دانے کے برابر بھی ایمان نہیں۔'' (1)

حضرتِ سیِّدُنا ابو سعید خدری رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ ارشاد فرماتے ہیں کہ میں نے حضورِ انور، نُورِ مُجَسَّم، شاہِ بنی آدم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو ارشاد فرماتے سنا: ''جس شخص نے کوئی برائی دیکھی اور اسے اپنے ہاتھ سے بدل دیا تو وہ بَری ہوگیا اور جو ہاتھ سے بدلنے کی طاقت نہیں رکھتا پس اس نے اپنی زبان سے بدل دیا تو وہ بھی بَرِیُ الذِّمَّہ ہوگیا اور جو زبان سے بدلنے کی استطاعت نہیں رکھتا اس نے اپنے دل سے بُرا جانا تو وہ بھی بَری ہوگیا اور یہ ایمان کا کمزور ترین درجہ ہے۔'' (2)

حضرتِ سیِّدُنا حذیفہ بن یمان رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ سے مروی ہے کہ ''نور کے پیکر، تمام نبیوں کے سَرْوَر صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''اس ذات کی قسم جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے! تم ضرور نیکی کی دعوت دیتے رہنا اور برائی سے منع کرتے رہنا (اگر تم نے ایسا نہ کیا تو) قریب ہے کہ اللہ عَزَّوَجَلَّ تم پر اپنا عذاب نازل فرمائے پھر تم اس

......صحیح المسلم، کتاب الایمان، باب بیان کون نهی عن المنکر......الخ، الحدیث: ۱۷۹، ص۶۸۸.

......سنن نسائی، کتاب الایمان و شرائعه، باب تفاضل اهل الایمان، الحدیث: ۵۰۱۲، ص۲۴۱۱.

سے دعا مانگتے رہو گے لیکن قبول نہ ہوگی۔'' (1)

حضرتِ سیِّدُنا جریر بن عبد اللہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ فرماتے ہیں، میں نے حضور نبیِّ پاک، صاحبِ لَولاک، سیَّاحِ اَفلاک صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو ارشاد فرماتے سنا: ''جس قوم میں گناہ ہوتے ہوں اور وہاں ایسے لوگ موجود ہوں جو انہیں بدلنے پر قادر ہوں اور پھر بھی نہ بدلیں تو ان کی موت سے پہلے اللّٰہ عَزَّ وَجَلَّ ان پر اپنا عذاب نازل فرمائے گا۔'' (2)

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! جب نیکی کی دعوت دینا اور برائی سے منع کرنا چھوڑ دیا جائے تو مذکورہ بالا اَحادیثِ مبارکہ میں لفظ ''فَلْیُغَیِّرْہُ'' (یعنی لازم ہے کہ وہ اسے بدل دے) اور لفظ ''لَتَاْمُرُنَّ'' (یعنی ضرور تم حکم دینا) اور سورۂ آلِ عمران کی آیت 104 میں لفظ ''وَلْتَکُنْ مِّنْکُمْ'' اور آیت 110 میں لفظ ''کُنْتُمْ خَیْرَ اُمَّۃٍ'' کی روشنی میں بعض فقہائے کرام رَحِمَہُمُ اللّٰہُ السَّلَام کے نزدیک نیکی کا حکم دینا جبکہ نہ دی جارہی ہو اور برائی سے منع کرنا جبکہ منع نہ کیا جارہا ہو فرضِ عین یعنی ہر ایک پر فرض ہے اور بعض کے نزدیک فرضِ کفایہ ہے کہ اگر چند لوگ یہ فریضہ انجام دے دیں تو بقیہ لوگوں سے فرض ساقط ہو جاتا ہے اور اگر سب ہی اسے ترک کر دیں تو وہ تمام لوگ گنہگار رہوں گے جو بغیر کسی عذر اور خوف کے اس پر قادر ہوں اور کبھی کبھار نیکی کی دعوت دینا اور برائی سے منع کرنا اس شخص پر لازم ہو جاتا ہے جو ایسے مقام پر ہو جہاں اس کے علاوہ کسی اور کو اس فریضے کا علم نہ ہو یا (علم تو ہو مگر) اس کو مٹانے یا اس سے روکنے پر قادر نہ ہو (تو اس صورت میں اسی شخص واحد پر نیکی کی دعوت دینا اور برائی سے منع کرنا لازم ہے)۔

عظیم شِعار:

نیکی کی دعوت دینا اور برائی سے منع کرنا شعائرِ اسلام میں سے ایک عظیم شعار ہے جسے

---

1 ......جامع الترمذی، ابواب الفتن، باب ماجاء فی الامر بالمعروف......الخ، الحدیث: ۲۱۶۹، ص ۱۸۶۹۔

2 ......سنن ابی داؤد، کتاب الملاحم، باب الامر والنھی، الحدیث: ۴۳۳۹، ص ۱۵۳۹۔

اَللّٰہ عَزَّوَجَلَّ اور اس کے پیارے حبیب صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے اس لئے واجب فرمایا ہے تاکہ معاشرہ درست رہے اور گناہ و جرائم کم ہوں۔ جو عُلمائے کرام رَحِمَہُمُ اللّٰہُ السَّلَام اس بات کے قائل ہیں کہ نیکی کی دعوت دینا اور برائی سے منع کرنا فرضِ عین ہے، وہ فرماتے ہیں: ''(یہ کام جاہل پر بھی فرض ہے کیونکہ) جاہل کو جس بات کا علم ہے وہ اس میں نیکی کی دعوت دینے اور برائی سے منع کرنے کی اِستطاعت رکھتا ہے۔ مثلاً نماز اور روزے کی ادائیگی اور اس چیز سے منع کرے جو اس پر پوشیدہ نہیں، جیسے چوری اور زنا۔'' (مزید) فرماتے ہیں: ''تمام لوگوں پر نیکی کی دعوت دینا اور برائی سے منع کرنا اس لئے فرض ہے تاکہ اُمت کی حفاظت ہو اور اسے فساد و بگاڑ سے بچایا جائے۔''

جن عُلما کے نزدیک یہ فرضِ کفایہ ہے وہ اَللّٰہ عَزَّوَجَلَّ کے اس فرمانِ عالیشان:

وَلْتَكُنْ مِّنْكُمْ اُمَّةٌ يَّدْعُوْنَ اِلَى الْخَيْرِ ترجمۂ کنزالایمان: اور تم میں ایک گروہ ایسا ہونا چاہئے کہ بھلائی کی طرف بلائیں۔ (پ ٤، اٰل عمران: ١٠٤)

سے استدلال کرتے ہیں اور فرماتے ہیں کہ آیتِ مبارکہ میں لفظ ''مِنْ'' تَبْعِیْضِیَّہ ہے (یعنی بعض کے لئے ہے)۔ پس نیکی کی دعوت دینا اور برائی سے منع کرنا فرضِ کفایہ ہے اور یہ بھی فرماتے ہیں کہ ''یہ عُلمائے کرام کی ذمہ داری ہے۔'' لیکن صحیح یہ ہے کہ یہ تمام لوگوں پر فرضِ کفایہ ہے اور نیکی کی دعوت کو ترک کرنے میں جاہل کے لئے کوئی عذر نہیں اس لئے کہ وہ اسی کام کے کرنے یا نہ کرنے کی دعوت دے گا جس کا اسے علم ہے اور اس میں کسی کو اختلاف نہیں۔ مثلاً نماز کی ادائیگی، چوری اور زنا سے روکنا۔

نیکی کا حکم دینے اور برائی سے منع کرنے والے کی شرائط:

نیکی کی دعوت دینے اور برائی سے منع کرنے والے کے لئے درج ذیل شرائط ہیں:

(1)......مکلّف ہونا (یعنی اہلیت ہونا): نیکی کی دعوت دینا اور برائی سے منع کرنا صرف

مکلَّف پر واجب ہے اس اعتبار سے کہ یہ کام واجب ہے۔اس کا یہ معنی نہیں کہ بچے کے لئے یہ کام کرنا جائز ہی نہیں۔پس (بچے کے حق میں) اس کا حکم وہی ہے جو نماز و روزے کا ہے حالانکہ دونوں اس پر واجب نہیں اور بچے کو نماز و روزے سے منع کرنا بھی جائز نہیں اور اگر بچہ نیکی کی دعوت نہ دے اور برائی سے منع نہ کرے تو گنہگار بھی نہ ہوگا۔

(2)......مسلمان ہونا: نیکی کی دعوت دینا اور برائی سے منع کرنا صرف مسلمان پر واجب ہے غیر مسلم پر لازم نہیں۔

(3)......قدرت ہونا: نیکی کی دعوت دینے اور برائی سے منع کرنے والے کے لئے ضروری ہے کہ وہ حکم دینے اور منع کرنے پر قادر ہو اور برائی کو بدلنے کی طاقت بھی رکھتا ہو۔اگر بدلنے کی طاقت نہ رکھتا ہو تو اب اس پر واجب نہیں صرف دل سے برا جاننا ضروری ہے۔یعنی گناہوں کو ناپسند کرے،انہیں برا جانے اور ان میں مبتلا لوگوں سے قطع تعلّق کرے اور اسی طرح جب اسے تکلیف پہنچنے کا خوف ہو یا پھر برائی سے منع کرنا کسی بڑی برائی تک لے جائے (تو بھی اس پر نیکی کی دعوت دینا اور برائی سے منع کرنا واجب نہیں)۔

جس شخص کو معلوم ہو کہ اس کا نیکی کی دعوت دینا یا برائی سے منع کرنا ہرگز فائدہ نہ دے گا اور جب بات کرے گا تو اسے مارا جائے گا تو اب اس پر یہ کام واجب نہیں صرف یہی واجب ہے کہ وہ گناہ سے نفرت کا اظہار کرے اور اسے دل سے برا جانے۔اس میں مبتلا لوگوں سے قطع تعلّق کرتے ہوئے گناہوں اور برائیوں کی جگہوں سے دور رہے اور جسے یہ معلوم ہو کہ جب وہ برائی سے منع کرے گا تو اسے ختم کرنے میں کامیاب ہو جائے گا یا اس کو تو ختم کر دے گا مگر لوگ اس سے کم درجہ برائی میں مبتلا ہو جائیں گے تو اس پر برائی سے منع کرنا واجب ہے اور جب اسے معلوم ہو کہ برائی سے منع کرنا دوسری برائی تک لے جائے

گا جو درجہ میں اس کے برابر ہے تو اب اسے اختیار ہے چاہے تو برائی سے منع کرے چاہے نہ کرے۔ بہر حال جب اسے معلوم ہو کہ برائی کو ختم کرنا دوسری اس سے بڑی برائی تک لے جائے گا تو اب اس سے واجب ساقط ہو جائے گا بلکہ اس صورت میں برائی سے منع کرنا حرام ہوگا اور جسے (یقینی طور پر) یہ معلوم ہو کہ نیکی کی دعوت دینا یا برائی سے منع کرنا کوئی خاطر خواہ فائدہ نہ دے گا لیکن کسی مصیبت کا خوف بھی نہیں تو اس پر نیکی کا حکم دینا اور برائی سے منع کرنا واجب نہیں کیونکہ اس سے کوئی فائدہ ہی حاصل نہیں ہو رہا لیکن پھر بھی اس کے لئے نیکی کی دعوت دینا اور برائی سے منع کرنا مستحب ہے تاکہ شعائرِ اسلام کا اظہار ہو اور لوگوں کو معلوم ہو جائے کہ یہ دینی کام ہے۔

جو شخص اپنے فعل سے برائی کو مٹانے کی طاقت رکھتا ہو لیکن وہ جانتا ہے کہ برائی کو ختم کرنے کے سبب اسے کوئی مصیبت پہنچے گی تو اس پر برائی کو مٹانا واجب نہیں البتہ! مستحب ضرور ہے مگر واجب ہونے کی وجہ سے نہیں بلکہ اس لئے کہ یہ ایک نیکی ہے اور جسے صرف واضح اُمور کا علم ہو تو اس پر (انہی اُمور میں) نیکی کی دعوت دینا اور برائی سے منع کرنا واجب ہے۔ جیسے شراب نوشی، زنا، چوری اور نماز کو ترک کرنا۔ ان کے علاوہ اُمور (جن کا اسے واضح علم نہ ہو اُن) میں اس پر نیکی کی دعوت دینا اور برائی سے منع کرنا واجب نہیں کیونکہ اگر وہ (ان اُمور میں) نیکی کی دعوت دے گا اور برائی سے منع کرے گا تو بسا اَوقات برائی کا حکم دے دے گا اور نیکی سے منع کر بیٹھے گا اور اس کا فساد و بگاڑ اس کی اِصلاح سے زیادہ ہو جائے گا۔ اور نیکی کی دعوت دینے اور برائی سے منع کرنے کے وجوب کے ساقط ہونے میں ظنِّ غالب کافی ہے۔ لہٰذا جب اس بات کا ظنِّ غالب ہو جائے کہ اس کا منع کرنا کوئی خاطر خواہ فائدہ نہ دے گا تو اس پر منع کرنا واجب نہیں اور جسے ظنِّ غالب ہو کہ (منع کرنے کی وجہ سے)

کسی مصیبت میں مبتلا ہوجائے گا تو بھی منع کرنا واجب نہیں اور اگر ظنِّ غالب ہو کہ (منع کرنے کی وجہ سے) اسے کوئی مصیبت نہ پہنچے گی تو اس صورت میں نیکی کی دعوت دینا اور برائی سے منع کرنا واجب ہو جائے گا۔ لہٰذا اگر ظنِّ غالب حاصل نہ ہو بلکہ صرف شک ہو تو اس صورت میں واجب ساقط نہ ہوگا۔

(4)......عادل ہونا: بعض علمائے کرام رَحِمَهُمُ اللّٰهُ السَّلَام فرماتے ہیں: ''نیکی کی دعوت دینے اور برائی سے منع کرنے والے کے لئے ضروری ہے کہ وہ فاسق نہ ہو۔'' وہ اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ کے ان دو فرامین مبارکہ سے اِستدلال کرتے ہیں:

{1}

اَتَاْمُرُوْنَ النَّاسَ بِالْبِرِّ وَتَنْسَوْنَ اَنْفُسَكُمْ (پ ۱، البقرۃ: ۴۴)

ترجمۂ کنز الایمان: کیا لوگوں کو بھلائی کا حکم دیتے ہو اور اپنی جانوں کو بھولتے ہو۔

{2}

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لِمَ تَقُوْلُوْنَ مَا لَا تَفْعَلُوْنَ ﴿۲﴾ كَبُرَ مَقْتًا عِنْدَ اللّٰهِ اَنْ تَقُوْلُوْا مَا لَا تَفْعَلُوْنَ ﴿۳﴾ (پ ۲۸، الصف: ۲، ۳)

ترجمۂ کنز الایمان: اے ایمان والو کیوں کہتے ہو وہ جو نہیں کرتے کیسی سخت ناپسند ہے اللّٰہ کو وہ بات کہ وہ کہو جو نہ کرو۔

ان کی رائے یہ ہے کہ دوسروں کو ہدایت کی طرف لانا اپنے ہدایت یافتہ ہونے پر موقوف ہے اور یوں ہی دوسروں کو راہِ راست پر لانا اپنی اِستقامت پر موقوف ہے اور جو شخص اپنی اصلاح کرنے سے عاجز ہو وہ دوسروں کی اِصلاح کیسے کرے گا؟ اور حق یہ ہے کہ نیکی کی دعوت دینے والے میں فسق و فجور کا بالکل نہ ہونا شرطِ کمال ہے اور اس پر لازم ہے کہ اپنی اِصلاح کی کوشش کرے اور دوسروں کو نصیحت کرنے سے پہلے اپنے آپ کو نصیحت کرے۔ جیسا کہ کسی شاعر نے خوب کہا ہے:

لَا تَنْـهَ عَنْ خُلُقٍ وَتَاْتِی مِثْلَـهُ　　عَـارٌ عَلَيْكَ اِذَا فَعَلْتَ عَظِيْمُ

اِبْدَاْ بِنَفْسِكَ فَانْهَهَا عَنْ غَيِّهَا　　فَاِذَا انْتَهَتْ عَنْهُ فَاَنْتَ حَكِيْمُ

ترجمہ: (۱)......ایسی بری بات سے منع نہ کر جس کی مثل تو خود کرتا ہے جب تو ایسا کرے تو تجھ پر بڑی ملامت ہے۔

(۲)......اپنے نفس سے ابتدا کر اسے سرکشی سے منع کر اگر یہ سرکشی سے باز آجائے تو تُو صاحبِ حکمت ہے۔

ایک اور شاعر نے کچھ اس طرح کہا ہے:

وَغَيْرُ تَقِيٍّ يَاْمُرُ النَّاسَ بِالتُّقٰى　　طَبِيْبٌ يُدَاوِی النَّاسَ وَهُوَ عَلِيْلُ

ترجمہ: لوگوں کو نیکی کا حکم دینے والا بے عمل شخص اس طبیب کی طرح ہے جو خود تو بیمار ہے لیکن دوسروں کا علاج کرتا ہے۔

حضرتِ سیِّدُنا اُسامہ بن زید رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا فرماتے ہیں: میں نے سرکارِ مدینہ، قرارِ قلب وسینہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو یہ ارشاد فرماتے سنا: قیامت کے دن ایک شخص کو لاکر جہنم میں ڈالا جائے گا تو اس کے پیٹ کی آنتیں نکل پڑیں گی، وہ اس طرح چکر کھائے گا جس طرح گدھا چکی کے ساتھ گھومتا ہے اس پر تمام دوزخی جمع ہو جائیں گے اور کہیں گے: ''اے فلاں! تجھے کیا ہوا؟ کیا تو لوگوں کو نیکی کی دعوت نہیں دیتا تھا اور برائی سے منع نہیں کرتا تھا؟'' وہ کہے گا: ''ہاں! کیوں نہیں! میں نیکی کی دعوت دیتا تھا لیکن خود عمل نہیں کرتا تھا برائی سے روکتا تھا مگر خود اس کا مرتکب تھا۔'' (1)

حضرتِ سیِّدُنا اَنس بن مالک رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ سے مروی ہے کہ حُسنِ اَخلاق کے پیکر، نبیوں کے تاجور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: مَیں نے لَیْلَۃُ الْاَسْرَاء

(1)......صحیح المسلم، کتاب الزھد (والرقائق)، باب عقوبة من یأ مربالمعروف ولا یفعلہ......الخ، الحدیث: ۷۴۸۳، ص ۱۱۹۵۔

(یعنی معراج کی رات) ایسے لوگوں کو دیکھا جن کے ہونٹ آگ کی قینچیوں سے کاٹے جا رہے تھے تو مَیں نے پوچھا: ''اے جبرائیل! یہ کون لوگ ہیں؟'' جبرائیل عَلَیْہِ السَّلَام نے عرض کی: ''یہ آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی اُمت کے خطیب ہیں جو لوگوں کو تو نیکی کی دعوت دیتے تھے مگر اپنے آپ کو بھول جاتے تھے حالانکہ قرآنِ پاک میں اس فرمانِ باری تعالیٰ اَفَلَا یَعْقِلُوْنَ ﴿۶۸﴾ (پ ٢٣، یٰس: ٦٨) ترجمۂ کنزالایمان: تو کیا سمجھتے نہیں۔ کی تلاوت کیا کرتے تھے۔'' (1)

حضرتِ سیِّدُنا جندب بن عبداللہ ازدی رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ سے مروی ہے کہ حضور نبیِّ کریم، رَءُوفٌ رَّحیم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''لوگوں کو اچھی بات بتانے اور اپنے آپ کو بھول جانے والے کی مثال اس چراغ کی سی ہے جو دوسروں کو تو روشن کرتا ہے لیکن اپنے آپ کو جلاتا ہے۔'' (2)

مروی ہے کہ ایک شخص حضرتِ سیِّدُنا عبداللہ بن عباس رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا کی بارگاہ میں حاضر ہوا اور عرض کی: ''اے ابن عباس رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا! میں چاہتا ہوں کہ نیکی کی دعوت دوں اور برائی سے منع کروں۔'' آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے فرمایا: ''کیا تم (اپنی اِصلاح کرنے میں) حدکمال کو پہنچ چکے ہو؟'' اس نے عرض کی: ''اُمید ہے۔'' ارشاد فرمایا: ''اگر تمہیں قرآنِ پاک کے تین حروف کی وجہ سے رسوا ہونے کا خوف نہ ہو تو یہ کام کرو۔'' اس نے عرض کی: ''وہ حروف کون سے ہیں؟'' آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے یہ آیتِ مبارکہ:

---

(1)......الترغیب والترهیب، کتاب الحدود وغیرها، باب الترهیب من ان یأمر بمعروف......الخ، الحدیث: ٣٥٤٨، ج٣، ص١٨٧.

(2)......الترغیب والترهیب، کتاب الحدود وغیرها، باب الترهیب من ان یأمر بمعروف......الخ، الحدیث: ٣٥٥٣، ج٣، ص١٨٨.

اَتَاْمُرُوْنَ النَّاسَ بِالْبِرِّ وَ تَنْسَوْنَ اَنْفُسَكُمْ (پ۱،البقرۃ:۴۴) ترجمۂ کنز الایمان: کیا لوگوں کو بھلائی کا حکم دیتے ہو اور اپنی جانوں کو بھولتے ہو۔

تلاوت کرنے کے بعد اس سے پوچھا: ''کیا تمہیں اس آیت کا حکم معلوم ہے؟'' اس نے عرض کی: ''نہیں۔'' پھر اس نے عرض کی: ''دوسرا حرف کون سا ہے؟'' آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے یہ آیتِ مبارکہ تلاوت کی:

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لِمَ تَقُوْلُوْنَ مَا لَا تَفْعَلُوْنَ ﴿۲﴾ كَبُرَ مَقْتًا عِنْدَ اللّٰهِ اَنْ تَقُوْلُوْا مَا لَا تَفْعَلُوْنَ ﴿۳﴾ (پ۲۸،الصف:۲،۳) ترجمۂ کنز الایمان: اے ایمان والو کیوں کہتے ہو وہ جو نہیں کرتے۔ کیسی سخت ناپسند ہے اللہ کو وہ بات کہ وہ کہو جو نہ کرو۔

پھر فرمایا: ''اس آیت کا حکم جانتے ہو؟'' عرض کی: ''نہیں۔'' پھر اس نے عرض کی: ''تیسرا حرف کون سا ہے؟'' آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے فرمایا: ''وہ اللہ عَزَّوَجَلَّ کے نبی حضرتِ سیِّدُنا شعیب عَلٰی نَبِیِّنَا وَعَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کا قول ہے (جو قرآنِ پاک میں مذکور ہے)۔''

چنانچہ، اِرشاد باری تعالیٰ ہے:

وَ مَاۤ اُرِیْدُ اَنْ اُخَالِفَكُمْ اِلٰى مَاۤ اَنْهٰىكُمْ عَنْهُؕ (پ۱۲،ھود:۸۸) ترجمۂ کنز الایمان: اور میں نہیں چاہتا ہوں کہ جس بات سے تمہیں منع کرتا ہوں آپ اس کے خلاف کرنے لگوں۔

اسے تلاوت کرنے کے بعد ارشاد فرمایا: ''کیا اس آیت کے حکم سے آگاہ ہو؟'' اس نے عرض کی: ''نہیں۔'' تو آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے ارشاد فرمایا: ''اپنے نفس سے اِبتدا کرو۔'' (1)

فقہائے کرام رَحِمَھُمُ اللّٰہُ السَّلَام کے نزدیک صحیح قول یہ ہے کہ نیکی کی دعوت دینے اور

(1) ......شعب الایمان للبیھقی، باب فی الامر بالمعروف والنھی عن المنکر، الحدیث: ۷۵۶۹، ج۶، ص۸۸.

برائی سے منع کرنے والے کے لئے یہ ضروری نہیں کہ جس کی دعوت دے رہا ہے کامل طور پر اس پر عمل کرنے والا ہو اور جس سے منع کر رہا ہے مکمل طور پر اس سے بچنے والا ہو۔ بلکہ اس پر نیکی کی دعوت دینا واجب ہے اگرچہ جس کی دعوت دے رہا ہے مکمل طور پر اس کو اپنانے والا نہ ہو اور برائی سے منع کرنا واجب ہے اگرچہ جس سے روک رہا ہے مکمل طور پر اس سے بچنے والا نہ ہو۔ کیونکہ اس پر دو چیزیں واجب ہیں: (١)......خود کو نیکی کی دعوت دینا اور برائی سے منع کرنا۔ (٢)......دوسروں کو نیکی کی دعوت دینا اور برائی سے منع کرنا۔ اگر دونوں میں سے کسی ایک میں سستی کر رہا ہو تو دوسرے میں کوتاہی کرنا جائز نہیں۔ نیکی کی دعوت دینے اور برائی سے منع کرنے والے کے لئے یہ شرط نہیں کہ وہ تمام گناہوں سے محفوظ بھی ہو اس لئے کہ اس شرط کو لازم قرار دینے سے نیکی کی دعوت دینے اور برائی سے منع کرنے کا دروازہ ہی بند ہو جائے گا۔ یہی وجہ ہے کہ حضرتِ سیِّدُنا سعید بن جبیر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے فرمایا: ''اگر نیکی کی دعوت دینے اور برائی سے منع کرنے والے کے لئے یہ ضروری ہو کہ وہ ہر برائی سے مُبَرَّا (مُ۔بَرْ۔رَا) اور ہر اچھائی سے مُزَیَّن (مُ۔زَیْ۔یَن) ہو تو پھر نہ تو کوئی نیکی کی دعوت دینے والا ہوگا اور نہ ہی کوئی برائی سے منع کرنے والا۔''

حضرتِ سیِّدُنا اُسامہ اور حضرتِ سیِّدُنا اَنس رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْھُمَا سے مروی اَحادیث میں وارد سخت وعید نیکی کی دعوت دینے والے پر نہیں بلکہ برائی کے مرتکب پر ہے جبکہ وہ عالم ہو۔ لوگوں کو نصیحت کرتا ہو اور برائی سے نفرت دلاتا ہو۔ نیکی کی دعوت دینا نہ تو با عمل سے ساقط ہے اور نہ ہی بے عمل سے اور اس کام میں تو بھلائی ہی بھلائی ہے اور وعید سے شارع عَلَیْہِ السَّلَام کا مقصود یہ ہے کہ نیکی کی دعوت دینے اور برائی سے منع کرنے والا اپنے فعل کو قول کے مطابق کرے تا کہ جب وہ برائی کو ختم کرے اور نیکی کو عام کرے تو اس کی بات میں تاثیر ہو۔

(5)……اجازت ہونا: اس اِعتبار سے اجازت ضروری ہے کہ سب سے پہلے حکمران ہی سے نیکی کی دعوت دینے اور برائی سے منع کرنے کے متعلق سوال کیا جائے گا۔ بعض فقہائے کرام رَحِمَہُمُ اللہُ السَّلَام نے اِذْن کو ضروری قرار دیا ہے تاکہ نیکی کی دعوت دینا اور برائی سے منع کرنا فتنہ وفساد کی طرف نہ لے جائے اس لئے کہ حاکم ایسے شخص کو منتخب کرنے کی اِستطاعت رکھتا ہے جو اس اہم کام کو اَحسن طریقے سے سرانجام دے اور صحیح قول یہ ہے کہ نیکی کی دعوت دینے سے کسی کو منع نہ کیا جائے کیونکہ قرآن وسنت میں اس کا حکم عام ہے جو ہر ایک پر نیکی کی دعوت دینے اور برائی سے منع کرنے کو واجب کرتا ہے اور برائی کو دیکھ کر خاموش رہنے والے ہر اس شخص کو گناہگار قرار دیتا ہے جو روکنے پر قادر ہو۔ یہی وجہ ہے کہ حاکمِ وقت کی طرف سے مقرَّر مُحْتَسِب (یعنی پوچھ گچھ کرنے والے) کی موجودگی اور عدم موجودگی کے باوجود ہر دور میں لوگ نیکی کی دعوت دیتے اور برائی سے منع کرتے رہے۔

اَمْرٌ بِالْمَعْرُوْف وَنَھْیٌ عَنِ الْمُنْکَر کی شرائط:

نیکی کی دعوت دینا، نصیحت، ہدایت، راہنمائی کرنے اور علمِ دین کی تعلیم دینے کا نام ہے۔ اس کے لئے نہ تو کوئی شرط ہے اور نہ ہی کوئی خاص وقت۔ بلکہ ہر وقت اور ہر حالت میں جائز ہے۔ ہاں! برائی کو بدلنے اور اس سے منع کرنے کے لئے خاص شرائط ہیں جن کا پایا جانا ضروری ہے اور وہ شرائط درج ذیل ہیں:

(1)……برائی کا پایا جانا: منکر ہر اس برائی کو کہتے ہیں جسے شریعت نے حرام یا ناپسند کیا ہو یا ہر وہ کام جس کا اِرتکاب شریعت میں ممنوع ہو۔ اس لئے کہ ممنوع فعل اگر مکلَّف سے سرزد ہو تو اس کے حق میں گناہ ہے اور غیر مکلف سے ہو تو اس کے حق میں ممنوع ہے اور برائی کا مُرتکِب مکلَّف ہو یا غیر مکلَّف، سابقہ شرائط کے مطابق اسے منع کیا جائے گا۔ تو جو شخص

کسی بچے یا پاگل کو شراب پیتے دیکھے تو اس پر لازم ہے کہ شراب کو بہادے اور اسے اس فعل سے روکے اگرچہ پینے والے پر مؤاخذہ نہیں اور برائی چھوٹی ہو یا بڑی اس سے روکنا اور منع کرنا واجب ہے۔ کسی بھی کام کو اس وقت تک برا نہیں کہا جاسکتا جب تک اس پر قرآن وحدیث اور اِجماعِ امت سے دلیل قائم نہ ہوجائے اور رہے وہ مسائلِ اِجتہادیہ کہ جن کے متعلق کوئی دلیل وارد نہ ہو تو کسی بھی مجتہد پر برائی کے ارتکاب کا حکم نہیں لگا سکتے، بلکہ اگر وہ حق پر ہے تو اس کے لئے دو نیکیاں ہیں اور خطا پر ہے تو ایک نیکی۔

(2)...... برائی سے روکتے وقت اس کا پایا جانا: جب کوئی مرد کسی اجنبی عورت کے ساتھ تنہائی میں بیٹھا ہو تو اسے منع کیا جائے گا یا شراب پی رہا ہو تو اسی وقت اسے بہا دیا جائے گا۔ بہرحال جب برائی سے فارغ ہوجائے تو اب منع کرنے کا کوئی موقع نہیں۔ ہاں! اس جرم پر اس کی گرفت کی جائے گی مگر یہ کام صرف حاکمِ وقت کا ہے عوام الناس کے لئے جائز نہیں کہ اس کو سزا دیں یہاں تک کہ اگر کسی عام شخص نے اس پر زیادتی کی تو اُس نے اِسے اذیت دی اور اس کے حق میں جرم کا مرتکب ہوا اور جب برائی کا امکان ہو جیسے وہ شخص جو لڑکیوں سے ملاقات کرنے کے لئے اسکول اور کالج کے گیٹ پر کھڑا ہوتا ہے یا وہ شخص جو شراب نوشی کے لئے میز تیار کرتا ہے تو اس صورت میں اسے وعظ ونصیحت کرنا جائز ہے۔ ہاں! اگر وہ شخص زنا یا شراب نوشی سے نفرت کا اظہار کرے اور اس نے میز کھانے کے لئے تیار کی ہو تو اب اس کو وعظ ونصیحت کرنا اور برائی سے منع کرنا جائز نہیں کہ اس میں مسلمان بھائی کے ساتھ بدگمانی کا پہلو نکلتا ہے۔

(3)...... ٹوہ میں پڑے بغیر برائی کا ظاہر ہونا: اگر تفتیش یا پوچھ گچھ کے بغیر برائی ظاہر نہ ہوسکتی ہو تو اسے ظاہر کرنا جائز نہیں کیونکہ اللہ عَزَّوَجَلَّ نے دوسروں کی ٹوہ میں پڑنے کو

حرام فرمایا ہے۔

چنانچہ، اِرشاد باری تعالیٰ ہے:

وَلَا تَجَسَّسُوْا (پ۲۶،الحجرات:۱۲) ترجمۂ کنزالایمان: اور عیب نہ ڈھونڈھو۔

دوسری وجہ یہ ہے کہ ہر مکان اور ہر شخص کی عزت وحرمت ہے جسے برائی ظاہر ہونے سے پہلے پامال کرنا جائز نہیں۔ تیسری وجہ یہ ہے کہ مصطفٰی جانِ رحمت صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے لوگوں کے عیوب تلاش کرنے سے منع فرمایا ہے۔ چنانچہ، حضرتِ سیِّدُنا ابو برزہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ سے مروی ہے کہ سرکارِ مدینہ، قرارِ قلب وسینہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''اے وہ لوگو جو زبانی تو ایمان لے آئے لیکن ابھی تک ایمان تمہارے دلوں میں داخل نہیں ہوا! مسلمانوں کی غیبت مت کیا کرو اور نہ ہی ان کے عیب تلاش کرو کیونکہ جو شخص دوسروں کے عیب تلاش کرتا ہے اللہ عَزَّوَجَلَّ اس کے عیب ظاہر فرما دیتا ہے اور جس کے عیب اللہ عَزَّوَجَلَّ ظاہر فرما دے تو اسے اس کے گھر میں بھی رسوا کر دیتا ہے۔'' (1)

امیر المؤمنین حضرتِ سیِّدُنا امیرِ معاویہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ فرماتے ہیں: میں نے حضور نبیٔ پاک، صاحب لولاک، سیاحِ افلاک صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو ارشاد فرماتے سنا: ''اگر تم لوگوں کے عیبوں کے پیچھے پڑے تو تم نے ان کی عزتوں کو خراب کر دیا یا عنقریب تم ان کی عزتوں کو خراب کر دو گے۔'' (2)

جس نے اپنے گھر میں چُھپ کر برائی کی تو اس کی تفتیش کرنا جائز نہیں کیونکہ اللہ عَزَّوَجَلَّ نے اس سے منع فرمایا ہے۔ چنانچہ، ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

وَلَا تَجَسَّسُوْا (پ۲۶،الحجرات:۱۲) ترجمۂ کنزالایمان: اور عیب نہ ڈھونڈھو۔

---

1 ......سنن ابی داؤد، کتاب الادب، باب فی الغیبۃ، الحدیث: ۴۸۸۰، ص ۱۵۸۱.

2 ......سنن ابی داؤد، کتاب الادب، باب فی التجسس، الحدیث: ۴۸۸۸، ص ۱۵۸۲.

عیب تلاش نہ کرو:

حضرتِ سیِّدُ نا عبدالرحمٰن بن عوف رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنہ فرماتے ہیں: ''میں ایک رات مدینۂ منورہ زَادَھَا اللّٰہُ شَرَفًا وَّتَعۡظِیۡمًا میں امیرالمؤمنین حضرتِ سیِّدُ نا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنہ کے ساتھ باہر نکلا۔ ہم چل رہے تھے کہ اچانک ہمیں ایک چراغ دکھائی دیا تو ہم اس کا قصد کرکے چلنے لگے۔ جب ہم اس کے قریب پہنچے تو دروازہ بند تھا اور اندر سے شوروغل کی آوازیں آرہی تھیں۔ امیرالمؤمنین حضرتِ سیِّدُ نا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنہ نے میرا ہاتھ پکڑ کر فرمایا: ''جانتے ہو یہ کس کا گھر ہے؟'' میں نے عرض کی: ''نہیں۔'' ارشاد فرمایا: ''یہ ربیعہ بن اُمیہ بن خلف کا گھر ہے اور یہ لوگ اس وقت شراب نوشی کر رہے ہیں (ان کے بارے میں) آپ کی کیا رائے ہے؟'' میں نے عرض کی: ''میرا خیال ہے کہ جس چیز سے اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ نے ہمیں منع فرمایا ہے ہمیں اسے ملحوظِ خاطر رکھنا چاہئے۔ چنانچہ،

اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ نے قرآنِ مجید میں ارشاد فرمایا:

وَلَا تَجَسَّسُوۡا (پ٢٦، الحجرات: ١٢) ترجمۂ کنزالایمان: اور عیب نہ ڈھونڈھو۔

تو امیرالمؤمنین حضرتِ سیِّدُ نا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنہ واپس لوٹ آئے اور انہیں چھوڑ دیا۔''

خلیفۂ ثانی کی انوکھی حکایت:

مروی ہے کہ ایک رات امیرالمؤمنین حضرتِ سیِّدُ نا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنہ مدینۂ منورہ زَادَھَا اللّٰہُ شَرَفًا وَّتَعۡظِیۡمًا میں گھوم رہے تھے کہ ایک مکان سے کسی شخص کے گانا گانے کی آواز سنی آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنہ دیوار پھلانگ کر اندر تشریف لے گئے تو اس کے پاس ایک عورت اور شراب کو موجود پایا۔ ارشاد فرمایا: ''اے اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ کے دشمن! کیا تو یہ سمجھتا

ہے کہ تو گناہ کرتا رہے گا اور اللہ عَزَّوَجَلَّ تیری پردہ پوشی فرماتا رہے گا؟'' اس نے عرض کی: ''اے امیرالمؤمنین رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ! جلدی نہ کیجئے! میں نے تو اللہ عَزَّوَجَلَّ کی ایک نافرمانی کی جبکہ آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے تین نافرمانیاں کی ہیں۔ اللہ عَزَّوَجَلَّ ارشاد فرماتا ہے:

وَلَا تَجَسَّسُوْا (پ۲۶، الحجرات: ۱۲) ترجمۂ کنزالایمان: اور عیب نہ ڈھونڈھو۔

جبکہ آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ دوسروں کی ٹوہ میں پڑے ہیں۔ اللہ عَزَّوَجَلَّ ارشاد فرماتا ہے:

وَلَیْسَ الْبِرُّ بِاَنْ تَاْتُوا الْبُیُوْتَ مِنْ ظُهُوْرِهَا (پ۲، البقرۃ: ۱۸۹) ترجمۂ کنزالایمان: اور یہ کچھ بھلائی نہیں کہ گھروں میں پچھیت (پچھلی دیوار) توڑ کر آؤ۔

جبکہ آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ میری دیوار پھلانگ کر آئے ہیں۔ اللہ عَزَّوَجَلَّ ارشاد فرماتا ہے:

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَدْخُلُوْا بُیُوْتًا غَیْرَ بُیُوْتِكُمْ حَتّٰى تَسْتَاْنِسُوْا (پ۱۸، النور: ۲۷) ترجمۂ کنزالایمان: اے ایمان والو! اپنے گھروں کے سوا اور گھروں میں نہ جاؤ جب تک اجازت نہ لے لو۔

جبکہ آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ میرے گھر میں اچانک اور بغیر سلام کئے داخل ہو گئے ہیں۔'' اس پر امیرالمؤمنین حضرتِ سیِّدُنا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے فرمایا: ''اگر میں تمہیں معاف کر دوں تو کیا بھلائی کی اُمید ہے؟'' عرض کی: ''جی ہاں! اے امیرالمؤمنین! اللہ عَزَّوَجَلَّ کی قسم! اگر آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ مجھے معاف فرما دیں تو میں ایسا کام کبھی نہیں کروں گا۔'' آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ اسے معاف فرما کر وہاں سے تشریف لے گئے اور اسے چھوڑ دیا۔''

جو شخص اپنے گھر میں چھپ جائے اور دروازہ بند کر لے تو اسے امان دی جائے گی اگرچہ وہ کیسا ہی جرم کرے۔ ہاں! اگر اس کا جرم مسلمانوں کو اپنی لپیٹ میں لے رہا ہو تو اب اسے امان نہیں دی جائے گی۔ حضور نبی کریم، رَءُوفٌ رَّحیم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے دوسروں کی ٹوہ میں پڑنے اور ان کی باتیں چوری چھپے سننے سے منع فرمایا ہے۔ جیسا کہ

آپ جان چکے ہیں اور حضرتِ سیِّدُنا عبداللہ بن عباس رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا سے مروی ہے کہ نور کے پیکر، تمام نبیوں کے سَرْوَر صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''جو شخص چپکے چپکے سے لوگوں کی باتیں سنے اور اِنہیں یہ ناگوار گزرے تو قیامت کے دن اس کے کانوں میں سیسہ انڈیلا جائے گا۔'' (1)

مروی ہے کہ حضرتِ سیِّدُنا عقبہ بن عامر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کے کاتب حضرت سیِّدُنا ابوہیثم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ سے عرض کی: ''میرے پڑوسی شراب نوشی کرتے ہیں اور میں پولیس کو بلانا چاہتا ہوں تاکہ وہ انہیں گرفتار کرلے۔'' حضرتِ سیِّدُنا عقبہ بن عامر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے فرمایا: ''ایسا مت کرو، انہیں وعظ ونصیحت کرو۔'' عرض کی: ''میں نے انہیں منع کیا ہے لیکن اس کے باوجود وہ باز نہیں آتے، (تو اب) میں پولیس کو بلانا چاہتا ہوں تاکہ انہیں گرفتار کرلے۔'' تو حضرتِ سیِّدُنا عقبہ بن عامر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے فرمایا: ''تیری ہلاکت ہو، ایسا مت کر کیونکہ میں نے اللہ عَزَّوَجَلَّ کے محبوب، دانائے غُیوب، مُنَزَّہٌ عَنِ الْعُیوب صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو یہ ارشاد فرماتے سنا کہ ''جس نے کسی کا عیب چھپایا گویا اس نے زندہ درگور لڑکی کو اس کی قبر میں زندہ کیا۔'' (2)

جب تک گناہ کرنے والا اپنے گناہ کو چھپاتا رہے اس وقت تک ہمارے لئے جائز نہیں کہ اس کی پردہ دری کریں جس کی اللہ عَزَّوَجَلَّ نے پردہ پوشی فرمائی ہے۔ ہاں! اگر اس نے اعلانیہ طور پر گناہ کیا تو اس نے خود اپنا پردہ فاش کیا کہ اللہ عَزَّوَجَلَّ نے تو اس پر پردہ ڈالا تھا۔ لہٰذا اب اس کی عزت وحرمت باقی نہ رہی۔ پس کسی کی تفتیش کرنا اور ٹوہ میں پڑنا حرام ہے۔

---

1 ......صحیح البخاری، کتاب التعبیر، باب من کذب فی حلمه، الحدیث: ۷۰۴۲، ص ۵۸۸.
2 ......صحیح ابن حبان، کتاب البر والاحسان، باب الجار، الحدیث: ۵۱۸، ج ۱، ص ۳۶۷.

(4)...... برائی کو اچھے طریقے سے دور کرنا: جب برائی سے روکنے والا اس کو دور کرنے پر قادر ہو تو اس کے لئے اس میں کمی یا زیادتی کرنا جائز نہیں اس لئے کہ جب تک وہ اپنی پوری طاقت صرف نہیں کرے گا اس وقت تک کماحقُّہٗ برائی کا خاتمہ نہیں کرسکتا کیونکہ وہ اسے اپنی قدرت سے دُور کرسکتا ہے اور اگر برائی کے خاتمے میں مبالغہ کرے گا جبکہ برائی آسان طریقے سے ختم ہوسکتی ہے تو اس نے برائی کرنے والے کے حق میں جرم کا اِرتکاب (اِر۔تِ۔کاب) کیا کیونکہ اس نے برائی کرنے والے پر زیادتی کی ہے اور اگر برائی کو ختم کرنے پر قادر نہ ہو تو اس کے لئے جائز ہے کہ ممکنہ حد تک اس کو روکے۔ پس اگر برائی ہاتھ سے دور ہو سکتی ہو مگر یہ شخص ہاتھ سے دُور کرنے کی اِستطاعت نہیں رکھتا تو اسے زبان سے دُور کرے۔ اور اگر زبان سے منع کرنے سے بھی عاجز ہے تو دل میں برا جانے۔

ہماری اس تقریر سے یہ بات واضح ہوگئی کہ برائی اور اس کے مُرتکِب دونوں کے اِعتبار سے اُسے دور کرنے کے مختلف طریقے اختیار کئے جائیں۔ کیونکہ بعض اوقات ایک شخص برائی کو ختم کرنے پر قادر ہوتا ہے مگر دوسرا نہیں ہوتا اور کبھی ایک شخص ایک ہی برائی کو ختم کرنے کی طاقت رکھتا ہے لیکن دوسری کو ختم نہیں کرسکتا۔

برائی ختم کرنے کے مختلف طریقے:

بعض فقہائے کرام رَحِمَهُمُ اللّٰهُ السَّلَام نے برائی ختم کرنے کے لئے درج ذیل طریقے بیان فرمائے ہیں:

(1)...... برائی کی نشان دہی کرنا: بعض اَوقات ایک شخص برائی کا اِرتکاب کرتا ہے لیکن اسے معلوم نہیں ہوتا کہ یہ برائی ہے تو اسے دور کرنے کا بہترین طریقہ یہ ہے کہ اُسے بتایا جائے کہ یہ برائی ہے اور پیار و محبت کے ساتھ اس کی راہنمائی کی جائے کیونکہ برائی بتانے

میں ایک طرح سے اس کی جہالت کو ظاہر کرنا پایا جاتا ہے اور یہ اس کی ذات کے اعتبار سے اسے ایذا دینا ہے۔لیکن برائی دور کرنا بھی ضروری ہے۔ لہٰذا واجب ہے کہ انتہائی محبت بھرے انداز میں اسے سمجھایا جائے کہیں ایسا نہ ہو کہ بجائے خیر خواہی کے ایذائے مسلم کے جرم میں مبتلا ہو جائے۔ کیونکہ کسی مسلمان کو (بلا اجازتِ شرعی) تکلیف دینا حرام ہے۔

(2)......**وعظ و نصیحت کے ذریعے برائی دُور کرنا:** یہ طریقہ اس وقت اِختیار کیا جائے گا جب برائی کرنے والا جانتا ہو کہ یہ برائی ہے اور ظنِّ غالب ہو کہ برائی چھوڑ دے گا۔ مثلاً غیبت کرنے والا شخص جانتا ہے کہ یہ حرام ہے۔ اگر اسے سمجھایا جائے تو قوی اُمید ہے کہ وہ اسے ترک کر دے گا تو اسے اللہ عَزَّوَجَلَّ کا خوف دلایا جائے اور اس کے سامنے احادیثِ مبارکہ سے مثالیں بیان کی جائیں۔

مَدَنی پھول: برائی سے منع کرنے والے پر لازم ہے کہ وہ برائی کرنے والے کو شفقت بھری نگاہوں سے دیکھے اور یہ گمان کرے کہ یہ شخص جو برائی کرنا چاہتا ہے وہ اس کی جان پر مصیبت ہے اور منع کرنے والا اپنے آپ کو ہرگز اس سے اچھا گمان نہ کرے۔ اگر اس نے یہ گمان کیا کہ میں اس سے بہتر اور افضل ہوں۔ اس سے زیادہ پرہیزگار ہوں اور اللہ عَزَّوَجَلَّ کے نزدیک میرا مقام اس سے بلند ہے۔ اپنے آپ کو عالم اور اسے جاہل سمجھا تو اِس نے اُس سے بدتر گناہ کا اِرتکاب کیا۔ کیونکہ شیطان کو اس کے تکبر نے ہی جنت سے نکالا اور اس کے تکبر و فخر نے ہی اسے ملعون بنایا۔ منع کرنے والے پر لازم ہے کہ جسے منع کر رہا ہے اسے اپنا بھائی سمجھے۔ وہ اسے اس گناہ سے بچائے جس میں اس کے پڑنے کا اِمکان ہے اور شیطان کے خلاف اس کا مددگار ثابت ہو اور اسے گنہگاروں کی صف سے نکال کر نیکوکار مؤمنین کی صف میں لا کھڑا کرے۔ اس کی علامت یہ ہے کہ اسے انتہائی محبت

وشفقت کے ساتھ منع کرے کہ جس میں سختی وغصہ کا نام تک نہ ہو۔

(3)......سختی سے منع کرنا: اس طریقۂ کار کو اس وقت اپنایا جائے جب محبت سے سمجھانا بے کار ہو اور یہ واضح ہو جائے کہ برائی کرنے والا رُکنے کے بجائے اِصرار کرنے والا اور وعظ ونصیحت پر مذاق اڑانے والا ہے۔ حضرتِ سیِّدُنا ابراہیم عَلٰی نَبِیِّنَاوَعَلَیْہِ الصَّلٰوۃُوَالسَّلَام نے اپنی قوم سے پوچھا (جسے قرآن پاک میں یوں بیان فرمایا گیا):

مَا هٰذِهِ التَّمَاثِیْلُ الَّتِیْۤ اَنْتُمْ لَهَا عٰكِفُوْنَ ﴿۵۲﴾ قَالُوْا وَجَدْنَاۤ اٰبَآءَنَا لَهَا عٰبِدِیْنَ ﴿۵۳﴾ قَالَ لَقَدْ كُنْتُمْ اَنْتُمْ وَاٰبَآؤُكُمْ فِیْ ضَلٰلٍ مُّبِیْنٍ ﴿۵۴﴾ قَالُوْۤا اَجِئْتَنَا بِالْحَقِّ اَمْ اَنْتَ مِنَ اللّٰعِبِیْنَ ﴿۵۵﴾

ترجمۂ کنزالایمان: یہ مورتیں کیا ہیں جن کے آگے تم آسن مارے (پوجا کے لیے بیٹھے) ہو بولے ہم نے اپنے باپ دادا کو ان کی پوجا کرتے پایا کہا بیشک تم اور تمہارے باپ دادا سب کھلی گمراہی میں ہو بولے کیا تم ہمارے پاس حق لائے ہو یا یونہی کھیلتے ہو۔

(پ۱۷، الانبیاء:۵۲تا۵۵)

تو آپ عَلَیْہِ السَّلَام پر اچھی طرح واضح ہو گیا کہ یہ قوم توبہ کرنے کے بجائے بتوں کی پوجا کرنے اور میرا مذاق اڑانے پر مُصِرّ ہے کیونکہ مذکورہ آیات ان کے مذاق اڑانے پر علامت ہیں تو آپ عَلَیْہِ السَّلَام نے اُن پر سختی اور شدت اِختیار کرتے ہوئے فرمایا (جسے قرآن مجید میں اس طرح بیان فرمایا گیا):

اُفٍّ لَّكُمْ وَلِمَا تَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِؕ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ ﴿۶۷﴾ (پ۱۷، الانبیاء:۶۷)

ترجمۂ کنزالایمان: تف ہے تم پر اور ان بتوں پر جن کو اللہ کے سوا پوجتے ہو تو کیا تمہیں عقل نہیں۔

سختی سے منع کرنے والے پر دو باتوں کا خیال رکھنا بہت ضروری ہے: (۱)......سختی سے اس وقت پیش آئے جب نرمی سے فائدہ نہ ہو اور (۲)......صرف سچی بات کرے اور بقدرِ

حاجت کلام کرے۔ کیونکہ سختی برائی دور کرنے کا علاج ہے اور اگر اس پر سختی کرنے کے لئے اُسے ''اے فاسق! اے اَحمق! اے بیوقوف!'' کہنا پڑے تو ایسے اَلفاظ اِستعمال کرنا حق اور سچ ہے کیونکہ فاسق، احمق اور بیوقوف ہے اور اللہ عَزَّوَجَلَّ کا نافرمان یقیناً فاسق ہے۔ اگر اس میں جہالت، فسق اور حماقت نہ ہوتی تو وہ نافرمانی نہ کرتا۔ (حدیثِ پاک میں ہے:) ''سمجھ دار وہ ہے جو اپنے نفس کو تابع کرے اور موت کے بعد کے لئے عمل کرے۔'' [1]

سختی سے پیش آنا بھی برائی کو ختم کرنے والے طریقوں میں سے ایک طریقہ ہے۔

(4)...... برائی کو ہاتھ سے ختم کرنا: یہ حاکمِ وقت کی ذمہ داری ہے اور حاکمِ وقت وہ ہوتا ہے جو گانے بجانے کے آلات ختم کر دے، شراب بہادے، غاصب کو چھینے ہوئے گھر سے باہر نکال دے اور ان تمام تکلیف دِہ چیزوں کو دور کر دے جنہیں رکھ کر مسلمانوں کے راستے تنگ کر دیئے گئے ہوں۔

(5)...... مارنے یا قتل کرنے کی دھمکی دینا: یہ کام بھی مسلمان بادشاہ کا ہے۔ عام لوگوں کو صرف زبان سے روکنے کی اجازت ہے اور ڈرانے دھمکانے کا اختیار صرف حاکمِ وقت کو ہے اور بوقتِ ضرورت اپنی دھمکی کو عملی جامہ بھی پہنا دے اور جھوٹ نہ بولے ورنہ اس کا رُعب ودبدبہ لوگوں کے دلوں سے نکل جائے گا۔

(6)...... مجرم کو سزا دینا یا قتل کرنا: ایسا کرنا صرف مسلمان حکمران کے لئے جائز ہے نیکی کا حکم دینے اور برائی سے منع کرنے کے متعلق سب سے پہلے وہی جواب دِہ ہے اور مسلم معاشرے میں یہ کام بہت ضروری ہے۔

---

[1] ......جامع الترمذی، ابواب صفة القیامة، باب حدیث الکیِّس من دان نفسه......الخ، الحدیث: ٢٤٥٩، ص ١٨٩٩.

ضروری وضاحت : گذشتہ زمانوں میں برائی ختم کرنے کے مذکورہ تمام طریقے اپنانے کا ہر ایک کو اِختیار تھا کیونکہ ہر ایک ان سے آگاہ تھا۔ جبکہ اب بیان کردہ طریقوں میں سے آخری تین طریقوں کا اِختیار صرف حاکمِ وقت کو حاصل ہے تاکہ معاشرے کی امن وسلامتی میں کسی قسم کا فساد برپا نہ ہو اور ہمارے پیارے آقا، مکی مدنی مصطفٰے صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''تم میں سے جو شخص برائی کو دیکھے تو اسے چاہئے کہ اپنے ہاتھ سے بدل دے۔ اگر اس کی استطاعت نہیں رکھتا تو زبان سے بدل دے، اگر اس کی بھی طاقت نہیں رکھتا تو دل میں برا جانے اور یہ ایمان کا کمزور ترین درجہ ہے۔'' (1)

حدیثِ پاک کی تشریح:

مذکورہ حدیثِ پاک کی وضاحت میں محدثین کرام رَحِمَہُمُ اللّٰہُ السَّلَام ارشاد فرماتے ہیں: ''برائی کو ہاتھ سے دور کرنا حاکمِ وقت کا کام ہے۔ زبان سے دور کرنا عالم اور اس شخص کا کام ہے جو اچھے طریقے سے نیکی کی دعوت پیش کرنے کی قدرت رکھتا ہو اور دل سے برا جاننا عام مسلمانوں کا کام ہے جو زبان (اور ہاتھ) سے روکنے پر قادر نہیں۔''

ایک اِشکال کا جواب:

اس پر یہ وہم پیدا ہوسکتا ہے کہ ''کیا والدین کو برائی سے منع کرنے کے لئے اَولاد اور یوں ہی شوہر کو برائی سے منع کرنے کے لئے بیوی کو مذکورہ بالا طریقے اختیار کرنا جائز ہے؟'' تو اس کا جواب یہ ہے کہ اَولاد اپنے والدین کو صرف پہلے اور دوسرے طریقے سے منع کرسکتی ہے یعنی والدین کے سامنے برائی کی نشان دہی کر دیں اور اگر انہیں معلوم ہو کہ یہ برائی ہے

(1) ......صحیح المسلم، کتاب الایمان، باب بیان کون نھی عن المنکرمن......الخ، الحدیث: ١٧٧، ص ٦٨٨.

توان کے سامنے اس کی وعیدیں بیان کریں۔اَولاد کے لئے ان پر سختی کرنا، ڈرانا دھمکانا یا مارنا پیٹنا جائز نہیں۔ ہاں! اگر وہ برائی کی عادت بنالیں تو اُس (برائی) کو ختم کردے لیکن ان کی شخصیت پر کسی طرح کی آنچ نہ آنے پائے۔ مثال کے طور پر اُن کی شراب بہا دے ان کا چھینا یا چوری کیا ہوا مال مالک کے حوالے کردے۔ برائی سے منع کرنے کا حکم عام ہے مگر والدین کو اس سے خارج کرنے کی وجہ یہ ہے کہ اللہ عَزَّوَجَلَّ نے انہیں اُف تک کہنے سے منع فرمایا ہے۔ جیسا کہ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

فَلَا تَقُلْ لَّهُمَاۤ اُفٍّ وَّ لَا تَنْهَرْهُمَا وَ قُلْ لَّهُمَا قَوْلًا كَرِیْمًا ﴿۲۳﴾ (پ۱۵،بنی اسرائیل:۲۳)

ترجمۂ کنزالایمان: تو ان سے ہُوں نہ کہنا اور انہیں نہ جھڑکنا اور ان سے تعظیم کی بات کہنا۔

اور بیوی کے لئے وہی حکم ہے جو اَولاد کے لئے بیان کیا گیا ہے یعنی شوہر کو برائی سے روکنے کے لئے مذکورہ بالا 6 طریقوں میں سے پہلے دو طریقے اختیار کرسکتی ہے (یعنی برائی کی نشاندہی کرنا اور اُس کو دور کرنے کے لئے وعظ و نصیحت کرنا)۔ کیونکہ حضرتِ سیِّدُنا ابو ہریرہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ سے مروی ہے کہ حُسنِ اَخلاق کے پیکر، نبیوں کے تاجور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''اگر میں کسی کو (مخلوق میں سے) کسی کے لئے سجدہ کرنے کا حکم دیتا تو بیوی کو حکم دیتا کہ اپنے شوہر کو سجدہ کرے۔'' (1)

خلاصۂ کلام:

نیکی کی دعوت دینا اور برائی سے منع کرنا ہر مسلمان پر تین شرائط کے ساتھ واجب ہے:

(۱)...... علم ہونا: نیکی کی دعوت دینے والا نیکی اور برائی کو جانتا ہو کیونکہ اگر اسے ان دونوں کی پہچان نہیں تو اس کے لئے نیکی کا حکم دینا اور برائی سے منع کرنا درست ہی نہیں کیونکہ اس

(1)......جامع الترمذی، ابواب الرضاع، باب ماجاء فی حق الزوج......الخ، الحدیث:۱۱۵۹، ص۱۷۶۵.

طرح ممکن ہے کہ وہ برائی کا حکم دے بیٹھے اور نیکی سے منع کر بیٹھے۔

(۲)...... بڑی برائی کا اندیشہ نہ ہونا: چھوٹی برائی کو ختم کرنے کی وجہ سے بڑی برائی کا اندیشہ نہ ہو۔ مثلاً شراب نوشی سے منع کرنے کی وجہ سے قتل وقتال کی نوبت آجائے۔ لہٰذا جب اس بات کا اندیشہ ہو تو اس کے لئے نیکی کی دعوت دینا اور برائی سے منع کرنا جائز نہیں۔

(۳)...... برائی کے خاتمے کا ظنِّ غالب ہونا: اسے اس بات کا یقین ہو یا ظنِّ غالب ہو کہ اس کے منع کرنے سے برائی ختم ہو جائے گی اور نیکی کی دعوت دینا مؤثر اور نفع بخش ہوگا۔ کیونکہ اگر اسے معلوم نہ ہو یا ظنِّ غالب نہ ہو تو اس پر نیکی کی دعوت دینا اور برائی سے منع کرنا واجب نہیں۔

پہلی اور دوسری شرط جواز کے لئے اور تیسری وجوب کے لئے ہے۔ پس جب پہلی اور دوسری شرط نہ پائی جائے تو نیکی کی دعوت دینا اور برائی سے منع کرنا جائز ہی نہیں اور جب تیسری شرط نہ پائی جائے اور پہلی اور دوسری موجود ہو تو نیکی کی دعوت دینا اور برائی سے منع کرنا جائز ہے، واجب نہیں۔

کچھ برائیاں ایسی ہیں جنہیں ختم کرنا ہر مسلمان کے لئے ممکن نہیں ہوتا جیسے ظاہری برائیاں۔ ہر شخص انہیں مٹانے پر قادر نہیں ہوتا کیونکہ اس سے امن وامان اور نظامِ عالم خراب ہوتا اور آپس میں عداوت پیدا ہوتی ہے۔ ان کو حُکّام ہی ختم کر سکتے ہیں۔ لہٰذا اس کی ذمہ داری اُنہیں پر ہے۔ چنانچہ، سرکارِ مدینہ، قرارِ قلب وسینہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ عظمت نشان ہے: ''اللہ عَزَّوَجَلَّ خاص لوگوں کے عمل کی وجہ سے عام لوگوں کو عذاب نہیں دے گا۔ ہاں! اگر عام لوگ ان سے برائی کو بدلنے پر قادر ہوں پھر بھی انہیں برائی سے منع نہ کریں تو اللہ عَزَّوَجَلَّ عام وخاص کو عذاب میں مبتلا فرما دے گا۔'' (1)

(1)......جامع الاحادیث الکبیر للسیوطی، الحدیث ۵۵۱۲، ج۲، ص۲۹۶.

حضرتِ سیِّدُ ناعبداللہ بن عمرو بن عاص رَضِیَ اللّٰہُ تعَالٰی عَنْھُمافرماتے ہیں: ہم اللہ عَزَّوَجَلَّ کے مَحبوب، دانائے غُیوب، مُنَزَّہٌ عَنِ الْعُیوب صَلَّی اللّٰہُ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے اردگرد بیٹھے ہوئے تھے کہ فتنے کا ذکر ہوا تو آپ صَلَّی اللّٰہُ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''جب تم لوگوں کو دیکھو کہ وہ وعدوں کا پاس چھوڑ دیں اور امانتوں کی پرواہ نہ کریں۔ پھر آپ صَلَّی اللّٰہُ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ایک ہاتھ کی انگلیاں دوسرے ہاتھ کی انگلیوں میں ڈال کر اِرشادفرمایا: اورلوگ یوں (گُتھم گُتھا) ہوجائیں۔'' (راوی فرماتے ہیں) میں نے آپ صَلَّی اللّٰہُ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی خدمت میں کھڑے ہوکر عرض کی: ''یَارَسُوْلَ اللہ صَلَّی اللّٰہُ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم! اللہ عَزَّوَجَلَّ مجھے آپ صَلَّی اللّٰہُ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم پرقربان فرمائے، اس وقت مجھے کیا کرنا چاہیے؟'' ارشادفرمایا: ''اپنے گھر کولازم پکڑلینا۔ اپنی زبان کوقابو میں رکھنا۔ اچھی باتوں کواختیارکرنا۔ بری بات کوچھوڑ دینا۔ اپنی ہی اِصلاح کی فکرکرنا اورعام لوگوں کاخیال ترک کردینا۔'' (1)

حدیثِ پاک کی تشریح:

جب تم لوگوں کودیکھو کہ ان کے عہدو پیمان خراب اور امانتوں کی طرف توجہ کم ہو جائے۔ان کا معاملہ بگڑ جائے۔امانت دار اورخیانت کرنے والے کے مابین امتیازنہ ہو سکے۔نیکوکار اور بدکار کی پہچان نہ ہوسکے تو اپنے گھروں میں ٹھہر جاؤ۔لوگوں کے حالات کے متعلق گفتگوکرنے سے بچوتاکہ وہ تمہیں کسی قسم کی تکلیف نہ دیں۔نیکیوں پر کمربستہ ہوجاؤ اور برائیوں سے مکمل اجتناب کرواوراپنے خاص دینی اور دنیوی کاموں میں مشغول ہوجاؤ اور اللہ عَزَّوَجَلَّ کایہ فرمان ایسی حالت کے متعلق ہے:

---

(1)……سنن ابی داؤد، کتاب الملاحم، باب الامر والنھی، الحدیث:۴۳۴۳، ص۱۵۴۰.

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا عَلَیْكُمْ اَنْفُسَكُمْۚ لَا یَضُرُّكُمْ مَّنْ ضَلَّ اِذَا اهْتَدَیْتُمْؕ (پ۷، المائدۃ:۱۰۵)

ترجمۂ کنزالایمان: اے ایمان والو! تم اپنی فکر رکھو تمہارا کچھ نہ بگاڑے گا جو گمراہ ہوا جب کہ تم راہ پر ہو۔

اور حضور نبیٔ پاک، صاحبِ لولاک، سیّاحِ اَفلاک صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا یہ فرمان بھی ایسی حالت کے متعلق ہے: ''بلکہ نیکی کی دعوت دو اور برائی سے منع کرو یہاں تک کہ جب تم دیکھو کہ بخل کی اِطاعت اور خواہش کی پیروی کی جارہی ہے۔ دنیا کو ترجیح دی جارہی ہے اور ہر رائے والا اپنی رائے پر خوش ہو رہا ہے تو اپنی اِصلاح کی فکر کرو اور عام لوگوں کا خیال چھوڑ دو۔'' (1)

کیونکہ ایسے حالات میں فائدہ نہ ہونے کی وجہ سے نیکی کی دعوت دینا اور برائی سے منع کرنا واجب نہیں رہتا اور کبھی نیکی کی دعوت دینے والے کو اذیت کا سامنا بھی کرنا پڑتا ہے لیکن ایسے حالات میں بھی نیکی کی دعوت دینا مستحب ہے۔

نیکی کا حکم دینے اور برائی سے منع کرنے والے کے آداب:

پیارے پیارے اسلامی بھائیو! نیکی کی دعوت دینا اور برائی سے منع کرنا ایک نیکی کا کام ہے۔ جب نیکی کی دعوت دینے والا علم، بردباری اور حسنِ اَخلاق سے مُزَیَّن (مُ۔زَیْ۔یَن) ہو تو اس سے برائی کو مٹایا جاسکتا ہے۔ پس اس فریضے کو سرانجام دینے والے میں درج ذیل خوبیوں کا پایا جانا بے حد ضروری ہے:

(1)......خوش اَخلاق ہونا: نیکی کی دعوت دینے والا خوش اَخلاق ہو۔ چنانچہ، اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ نے اپنے محبوب صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم سے ارشاد فرمایا:

......سنن ابن ماجه، ابواب الفتن، باب قوله تعالی یایها الذین امنوا علیکم انفسکم، الحدیث:٤٠١٤، ص ٢٧١٨.

فَبِمَا رَحْمَةٍ مِّنَ اللّٰهِ لِنْتَ لَهُمْ ۚ وَ لَوْ كُنْتَ فَظًّا غَلِيْظَ الْقَلْبِ لَا نْفَضُّوْا مِنْ حَوْلِكَ ۪ فَاعْفُ عَنْهُمْ وَ اسْتَغْفِرْ لَهُمْ وَ شَاوِرْهُمْ فِي الْاَمْرِ ۚ فَاِذَا عَزَمْتَ فَتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُتَوَكِّلِيْنَ ﴿۱۵۹﴾

(پ ٤، اٰل عمران: ١٥٩)

ترجمۂ کنزالایمان: تو کیسی کچھ اللہ کی مہربانی ہے کہ اے محبوب! تم ان کے لئے نرم دل ہوئے اور اگر تند مزاج سخت دل ہوتے تو وہ ضرور تمہارے گرد سے پریشان ہوجاتے تو تم انہیں معاف فرماؤ اور ان کی شفاعت کرو اور کاموں میں ان سے مشورہ لو اور جو کسی بات کا ارادہ پکا کرلو تو اللہ پر بھروسہ کرو بیشک توکل والے اللہ کو پیارے ہیں۔

(2)...... بردبار ہونا: نیکی کی دعوت دینے والے کا بردبار، صاحبِ حکمت اور صابر ہونا ضروری ہے۔ اگر پہلی مرتبہ نیکی کی دعوت کار آمد نہ ہو تو دوسری مرتبہ پیش کرے اور نرمی سے کام لے۔ اس لئے کہ جسے نیکی کی دعوت دی جارہی ہے وہ نفس وشیطان کی قید میں ہے۔ پس نہ چاہتے ہوئے بھی اس کے ساتھ نرمی کا برتاؤ کرے یہاں تک کہ اسے اللہ عَزَّوَجَلَّ کے اذن سے نفس وشیطان پر غالب اور حقیقی مؤمنین کے حلقے میں داخل کردے۔

(3)......علم ہونا: نیکی کی دعوت دینے اور برائی سے منع کرنے والے کا صاحبِ علم ہونا بھی ضروری ہے اور ایسے کام سے منع کرے جس کے مذموم ہونے پر فقہا کا اِتفاق ہو۔ البتہ! فروعی مسائل (یعنی وہ مسائل جو کسی عقلی دلیل وقاعدہ کے تحت اُصول سے نکالے جائیں) میں کسی کو بھی منع کرنے کی اجازت نہیں۔ اس کی مثال یہ ہے کہ ایک شخص نمازِ عصر کے بعد نمازِ مغرب کے اِنتظار میں مسجد میں بیٹھا ہوا تھا۔ اس وقت دوسرا شخص مسجد میں داخل ہوا اور دو رکعت نَفْل نماز تحیة المسجد ادا کرنے لگا جبکہ وہ نمازِ عصر ادا کرچکا تھا تو پہلے شخص کے لئے جائز نہیں کہ اسے نماز سے منع کرے اور دلیل یہ دے کہ نمازِ عصر کے بعد نَفْل پڑھنا جائز نہیں کیونکہ نماز پڑھنے

والے کی نظر میں وہ نَفْل نماز ہے جس کا ایک سبب ہے (اور وہ مسجد میں داخل ہونا ہے)۔[1]

اسی طرح کوئی شخص نمازِ مغرب کے انتظار میں مسجد میں بیٹھا ہوا تھا اور ایک شخص مغرب سے تھوڑا پہلے مسجد میں داخل ہوا اور تحیة المسجد ادا کئے بغیر بیٹھ گیا تو بیٹھے ہوئے شخص کے لئے جائز نہیں کہ اس پر اعتراض کرے اور دو رکعت نماز تحیة المسجد ادا کرنے کا مطالبہ کرے کیونکہ آنے والے کی نظر میں یہ جائز نہیں اور رسولِ اکرم، نُورِ مُجَسَّم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے تین اوقات میں نَفْل ادا کرنے سے منع فرمایا ہے: (۱)......طلوعِ آفتاب کے وقت (۲)......زوال کے وقت اور (۳)......غروبِ آفتاب کے وقت۔

اگر نیکی کی دعوت دینے والا علم، تقوٰی اور حسنِ اَخلاق کے زیور سے آراستہ نہ ہو تو وہ برائی کو ختم نہیں کر سکے گا۔ بلکہ بعض اَوقات جب نیکی کی دعوت حدِ شرع سے بڑھ جائے تو برائی بن جاتی ہے۔ حضرتِ سیِّدُنا عبد اللّٰہ بن عمرو بن عاص رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا سے روایت ہے کہ تاجدارِ رِسالت، شہنشاہِ نُبوت صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ نصیحت نشان ہے: ''جو شخص نیکی کا حکم دے تو اسے چاہئے کہ نرمی وشفقت سے نیکی کا حکم دے۔''[2]

(4)......باعمل ہونا: نیکی کی دعوت دینے والے کے آداب میں سے یہ بھی ہے کہ وہ خود نیکیوں پر کمر بستہ ہو اور برائیوں سے بچنے والا ہو۔ جیسا کہ ہم نے ابھی بیان کیا کیونکہ نیکی

---

1 ......اَحناف کے نزدیک نمازِ عصر کے بعد نفل نماز پڑھنا منع ہے۔ چنانچہ، دعوتِ اسلامی کے اشاعتی ادارے مکتبۃ المدینہ کی مطبوعہ 1250 صَفحات پر مشتمل کتاب، ''بہارِ شریعت'' جلد اوّل صَفْحَہ 456 پر صدرُ الشریعہ، بدرُ الطریقہ حضرت علامہ مولانا مفتی محمد امجد علی اعظمی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْقَوِی فرماتے ہیں: ''نمازِ عصر سے آفتاب زرد ہونے تک نفل منع ہے، نفل نماز شروع کر کے توڑ دی تھی اس کی قضا بھی اس وقت منع ہے اور پڑھ لی تو ناکافی ہے قضا اس کے ذمہ سے ساقط نہ ہوئی۔''

2 ......الجامع الصغیر للسیوطی، حرف المیم، الجزء الثانی، الحدیث: ۸۵۳۱، ص ۵۱۹.

کی دعوت دینے سے مقصود برائی کو مٹانا اور بھلائی کو پھیلانا ہے۔ لوگ جب نیکی کی دعوت دینے والے کو باعمل دیکھیں گے تو اس کی پیروی کریں گے اور برائیوں کو ترک کرنے میں جلدی کریں گے، اور اگر وہ خود ہی بے عمل ہوگا تو لوگ اس کی بات کو کوئی اہمیت نہیں دیں گے اور برائیوں پر قائم رہیں گے۔

حضرت سیِّدُنا منصور بن زاذان عَلَیْہِ رَحْمَۃُ الرَّحْمٰن فرماتے ہیں: مجھے بتایا گیا ہے کہ کچھ لوگوں کو جب جہنم میں ڈالا جائے گا تو دوزخیوں کو اس کی بدبو سے سخت تکلیف ہوگی۔ اُس سے کہا جائے گا: ''تیری بربادی ہو، تو کیا کرتا تھا؟ کیا پہلے ہمیں تکلیف کم تھی کہ اب ہم تیری بدبو کی اذیت میں مبتلا کر دیئے گئے ہیں؟'' تو وہ کہے گا: ''میں علم رکھتا تھا مگر میں نے اپنے علم سے نفع حاصل نہ کیا۔''

حضرتِ سیِّدُنا امام حسن بصری عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْقَوِی فرماتے ہیں: ''اگر تو نیکی کی دعوت دینے والوں میں سے ہے تو ایسا ہو جا کہ جس کی لوگ پیروی کریں ورنہ تو ہلاک ہو جائے گا۔''

کسی شاعر نے کیا خوب کہا ہے:

یَـا اَیُّھَـا الـرَّجُـلُ الْـمُـعَـلِّـمُ غَیْـرَہٗ　　هَلَّا لِـنَـفْـسِکَ کَـانَ ذَا التَّـعْـلِیْـمُ

تَصِفُ الدَّوَاءَ لِذِی السِّقَامِ وَذِی الضَّنَا　　وَمِـنَ الـضَّـنَـا وَالـدَّاءِ اَنْـتَ سَقِیْمُ

اِبْـدَاْ بِـنَـفْـسِکَ فَانْھَھَا عَنْ غَیِّھَا　　فَـاِذَا انْتَھَـتْ عَنْـہُ فَأَنْتَ حَکِیْمُ

فَھُـنَـاکَ یُقْبَلُ مَا وَعَظْتَ وَیُقْتَدٰی　　بِـالْـعِلْـمِ مِنْکَ وَیَـنْـفَـعُ التَّـعْـلِیْـمُ

ترجمہ: (۱)......اے دوسرے کو تعلیم دینے والے تو نے اپنے آپ کو تعلیم کیوں نہ دی؟

(۲)......تو دوسرے بیماروں کے لئے دوا تجویز کرتا ہے حالانکہ تو خود بیمار ہے۔

(۳)......اپنے نفس سے ابتدا کر اسے سرکشی سے منع کر اگر یہ سرکشی سے باز آ گیا تو تُو صاحبِ حکمت ہے۔

(۴)......پھر تیری نصیحت قبول کی جائے گی تیرے علم کی اقتدا کی جائے گی اور تیرا سمجھانا فائدہ دے گا۔

(5)......صابر ہونا: نیکی کی دعوت دینے والے کو صبر و استقلال والا ہونا چاہیے۔ اللہ عَزَّ وَجَلَّ نے حضرتِ سیِّدُنا لقمان رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کا قول بیان کرتے ہوئے صبر کو نیکی کی دعوت کے ساتھ ملا دیا ہے۔ چنانچہ، قرآنِ پاک میں ہے:

یٰبُنَیَّ اَقِمِ الصَّلٰوةَ وَاْمُرْ بِالْمَعْرُوْفِ وَانْهَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَاصْبِرْ عَلٰى مَاۤ اَصَابَكَؕ (پ ۲۱، لقمٰن: ۱۷)

ترجمۂ کنزالایمان: اے میرے بیٹے! نماز برپا رکھ اور اچھی بات کا حکم دے اور بری بات سے منع کر اور جو افتاد تجھ پر پڑے اس پر صبر کر۔

صبر و تحمل کی اعلیٰ مثال:

ایک بزرگ کے بارے میں منقول ہے کہ وہ ایک تاجر کے پاس کھڑے ہو کر اسے نیکی کی دعوت دے رہے تھے اور اسے ایسے محلّہ میں مسجد بنانے کے لئے صدقہ وخیرات کرنے پر اُبھار رہے تھے جہاں مسجد کی ضرورت تھی مگر اس نے بزرگ سے تعاون کرنے کے بجائے انہیں گالیاں دیں اور ان کے چہرے پر تھوکتے ہوئے کہا: ''تم لوگ اپنے لئے مال جمع کرتے ہو اور صحیح مَصرَف (یعنی خرچ کرنے کی جگہ) میں اِستعمال نہیں کرتے۔'' اس نیک شخص نے اپنے چہرے سے تھوک صاف کرتے ہوئے کہا: ''تم نے جو کچھ میرے ساتھ کیا میں نے اپنی ذات کے لئے اسے قبول کیا لیکن میں مسجد بنانے کے لئے فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہ تم سے سوال کر رہا ہوں۔'' یہ سن کر اسے ندامت وشرمندگی ہوئی اور اپنی تھیلی میں ہاتھ ڈال کر وافر مقدار میں مال نکالا اور اپنے فعل پر معذرت کرتے ہوئے وہ مال ان کے حوالے کر دیا۔ اگر نیکی کی دعوت دینے والے بزرگ صبر و تحمل سے کام نہ لیتے اور تاجر کی طرف سے اذیت کو برداشت نہ کرتے تو ان سے معذرت نہ کی جاتی اور نہ ہی وہ چندہ حاصل کرنے میں کامیاب ہوتے۔

(6)......حریص نہ ہونا: نیکی کی دعوت دینے والے کے لئے ضروری ہے کہ جس کو دعوت

دے رہا ہے اس کے مال میں لالچ نہ کرے حتی کہ اس کی چاپلوسی بھی نہ کرے اور یوں ہی وہ نیکی کی دعوت دینے اور نصیحت کرنے میں جرأت مند ہو۔اور اگر وہ لوگوں کے مال و دولت کی حرص کرے گا تو انہیں وعظ و نصیحت نہ کر سکے گا۔

(7)......جھوٹی تعریف کرنے والا نہ ہونا: لوگوں کی خوشامد کرنے کی عادت نہ ہو۔اس لئے کہ جس میں یہ چیز پائی جاتی ہے اس کے لئے نیکی کی دعوت دینا اور برائی سے منع کرنا مشکل ہو جاتا ہے۔اسی وجہ سے صوفیائے کرام رَحِمَهُمُ اللّٰهُ السَّلَام فرماتے ہیں:''اگر بالفرض امیر المؤمنین حضرتِ سیِّدُنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ اور امیر المؤمنین حضرتِ سیِّدُنا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کا کوئی معاملہ ہو تب بھی حق کا ساتھ نہ چھوڑا جائے۔''

(8)......نرم خُو ہونا: نیکی کی دعوت دینے والے کے لئے ضروری ہے کہ وہ وعظ و نصیحت کرنے میں نرمی کرنے والا ہو۔ہم ابھی بیان کر آئے ہیں کہ نیکی کی دعوت کا اہم ترین مقصد مأمور (یعنی جسے نیکی کی دعوت دی جا رہی ہے اس) کو شیطان کی قید سے آزاد کرانا ہے اور جو اس دُور اندیشی کو مدِّ نظر رکھتا ہے وہ مأمور کے ساتھ نرمی سے پیش آتا ہے اور اسے سختی و دُرُشتی کے بغیر نصیحت کرتا ہے۔

نرم مزاجی کے متعلق حکایت:

منقول ہے کہ مامونُ الرشید کو کسی نے نصیحت کی اور سختی سے پیش آیا تو مامونُ الرشید نے کہا: اے شخص! نرمی اختیار کر کہ اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ نے تم سے بہتر (یعنی حضرتِ سیِّدُنا موسیٰ کَلِیْمُ اللّٰہ عَلٰی نَبِیِّنَا وَعَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام) کو مجھ سے بدتر (یعنی فرعون) کے پاس بھیجا تو نرمی سے پیش آنے کا حکم دیا۔چنانچہ، ارشاد فرمایا:

فَقُوْلَا لَهٗ قَوْلًا لَّیِّنًا لَّعَلَّهٗ یَتَذَكَّرُ اَوْ یَخْشٰى ﴿۴۴﴾ (پ١٦،طٰہٰ:٤٤)

ترجمۂ کنزالایمان: تو اُس سے نرم بات کہنا اس امید پر کہ وہ دھیان کرے یا کچھ ڈرے۔

پس اے نیکی کی دعوت دینے والے! نرمی اختیار کر اور حضور سیّدُ المرسلین صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی اِتباع کو اپنے اوپر لازم کرلے۔ چنانچہ،

برائی سے منع کرنے کا بہترین انداز:

حضرتِ سیّدُنا ابواُمامہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ سے مروی ہے کہ ''ایک انصاری نوجوان اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ کے محبوب، دانائے غُیوب، مُنَزَّہٌ عَنِ الْعُیوب صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی بارگاہ میں حاضر ہوا اور عرض کی: ''یَارَسُوْلَ اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم! مجھے زنا کی اجازت دیجئے۔'' لوگ اس کی طرف بڑھے اور ڈانٹ ڈپٹ کرتے ہوئے کہا: ''باز آجا! باز آجا!'' تو رَسُوْلُ اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''اسے میرے پاس لاؤ۔'' وہ آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے قریب ہو کر بیٹھ گیا۔ مصطفٰی جانِ رحمت صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے اِستفسار فرمایا: ''کیا اپنی ماں کے حق میں یہ (یعنی زنا) پسند کرتے ہو؟'' عرض کی: ''اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ مجھے آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم پر قربان فرمائے، اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ کی قسم! میں یہ پسند نہیں کرتا۔'' ارشاد فرمایا: ''لوگ بھی اپنی ماں کے حق میں اسے ناپسند کرتے ہیں۔'' پھر ارشاد فرمایا: ''کیا اپنی بیٹی کے حق میں پسند کرتے ہو؟'' عرض کی: ''اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ مجھے آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم پر قربان فرمائے، اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ کی قسم! ہرگز نہیں۔''

ارشاد فرمایا: ''لوگ بھی اپنی بیٹیوں کے حق میں اسے ناپسند کرتے ہیں۔'' پھر پوچھا: ''کیا اپنی بہن کے حق میں پسند کرتے ہو؟'' عرض کی: ''اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ مجھے آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم پر فدا کرے، اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ کی قسم! ہرگز نہیں۔'' ارشاد فرمایا: ''لوگ بھی اپنی بہنوں کے حق میں اسے پسند نہیں کرتے۔'' پھر اِستفسار فرمایا: ''کیا اپنی پھوپھی کے حق

میں پسند کرتے ہو؟'' عرض کی: ''اللہ عَزَّوَجَلَّ مجھے آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم پر قربان فرمائے، اللہ عَزَّوَجَلَّ کی قسم! ہرگز نہیں۔'' اِرشاد فرمایا: ''لوگ بھی اپنی پھوپھیوں کے حق میں اسے ناپسند کرتے ہیں۔'' پھر اِستفسار فرمایا: ''کیا اپنی خالہ کے حق میں پسند کرتے ہو؟'' عرض کی: ''اللہ عَزَّوَجَلَّ مجھے آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم پر قربان فرمائے، اللہ عَزَّوَجَلَّ کی قسم! ہرگز نہیں۔'' ارشاد فرمایا: ''لوگ بھی اپنی خالاؤں کے حق میں اسے ناپسند کرتے ہیں۔'' پھر حضور نبیِّ پاک، صاحبِ لَولاک، سیّاحِ اَفلاک صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے اپنا دستِ اقدس اس کے سینے پر رکھا اور دعا فرمائی: اے اللہ عَزَّوَجَلَّ! اس کا دل ستھرا فرما۔ اس کے گناہ معاف فرما اور اس کی شرمگاہ کی حفاظت فرما۔ اس کے بعد وہ نوجوان کبھی کسی گناہ کی طرف مائل نہ ہوا۔'' (1)

(9)......تنہائی میں سمجھانے والا ہونا: نیکی کی دعوت کے آداب میں سے یہ بھی ہے کہ وعظ و نصیحت، ناصح (یعنی نصیحت کرنے والے) اور منصوح (یعنی جسے نصیحت کی جائے) کے درمیان راز رہے۔ حضرتِ سیِّدُنا امام محمد بن ادریس شافعی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْکَافِی فرماتے ہیں: ''جس نے اپنے بھائی کو علیحدگی میں نصیحت کی اس نے اس کی اصلاح کی اور اسے مُزَیَّن کیا اور جس نے اسے سب کے سامنے نصیحت کی اس نے اسے ذلیل ورسوا کیا۔'' تنہائی میں نصیحت کرنا نرمی کی ایک قسم ہے۔

برائیوں کی اَقسام:

پیارے پیارے اسلامی بھائیو! بنیادی طور پر برائیوں کی دو اَقسام ہیں:

1 ......المسندللامام احمدبن حنبل، مسندالانصار، حدیث ابی امامۃ الباہلی، الحدیث: ۲۲۲۷۴، ج۸، ص ۲۸۵.

(ا)......**مکروہ برائیاں:** یہ اس درجہ کی ہیں کہ ان سے منع کرنا مستحب اور خاموشی اختیار کرنا مکروہ ہے، حرام نہیں۔ ہاں! اگر ان کے مرتکب کو معلوم نہ ہو کہ یہ مکروہ ہے تو اسے بتا دینا ضروری ہے۔

(۲)......**حرام برائیاں:** ان پر خاموشی اِختیار کرنا حرام اور اِستطاعت کے مطابق منع کرنا فرض ہے۔ مختلف مقامات ومواقع پر ہونے والی برائیاں درج ذیل ہیں:

(1)......مساجد میں ہونے والی برائیاں:

مساجد میں زیادہ تر یہ برائیاں ہوتی ہیں:

(ا)......**نماز ضائع کرنا:** یعنی تعدیلِ اَرکان نہ کرنا[1]۔ اکثر فقہائے کرام رَحِمَهُمُ اللّٰهُ السَّلَام نے تو حدیث کی رُو سے ایسی نماز کو باطل قرار دیا ہے۔ جبکہ حضرتِ سیِّدُنا امام اعظم عَلَيْهِ رَحْمَةُ اللّٰهِ الْاَكْرَم نے (حدیث پاک کو کمالِ صلوۃ کی نفی پر محمول کرتے ہوئے ایسی نماز کو) مکروہ تحریمی واجب الاعادہ قرار دیا ہے اور اپنی نماز کو ضائع کرنے والے (یعنی جلدی جلدی پڑھنے والے) شخص کے متعلق مشہور حدیث ہے کہ حضور نبیٔ پاک صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّم نے اسے ارشاد فرمایا: ''لوٹ جا اور دوبارہ نماز ادا کر کیونکہ تو نے نماز پڑھی ہی نہیں۔''[2]

لہٰذا جو شخص نماز میں جلدی کرنے والے کو دیکھے تو اس پر لازم ہے کہ اسے محبت وشفقت کے ساتھ سمجھائے جیسا کہ معلوم ہو چکا ہے۔

(۲)......**غَلَط قراءَت کرنا:** یعنی قرآنِ پاک کو قراءَت کے قواعد کے خلاف پڑھنا۔ اس

[1] ......دعوتِ اسلامی کے اشاعتی ادارے مکتبۃ المدینہ کی مطبوعہ 1250 صَفحات پر مشتمل کتاب، ''**بہارِ شریعت**'' جلد اوّل صَفحَہ 518 پر صَدرُ الشَّرِیعَہ، بَدرُ الطَّرِیقَہ **مفتی محمد امجد علی اعظمی** عَلَيْهِ رَحْمَةُ اللّٰهِ الْقَوِی فرماتے ہیں: ''تعدیلِ اَرکان (یہ ہے کہ) رکوع وسجود وقومہ اور جلسہ میں کم از کم ایک بار سُبْحٰنَ اللّٰه کہنے کی قدر ٹھہرنا۔''

[2] ......صحیح البخاری، کتاب الاذان، باب وجوب القرأۃ للامام......الخ، الحدیث: ۷۵۷، ص ۶۰۔

سے منع کرنا اور صحیح انداز میں پڑھنے کی تلقین کرنا واجب ہے۔ پس جو شخص اکثر قرآنِ پاک غلط پڑھتا ہے اگر وہ صحیح قراءت سیکھنے پر قادر ہے تو جب تک صحیح طرح سے پڑھنا سیکھ نہیں لیتا اس وقت تک قراءت نہ کرے۔ کیونکہ اس طرح تو وہ گنہگار ہوتا رہے گا اور اگر اس کی زبان اس کا ساتھ نہیں دیتی (یعنی الفاظ اس کی زبان پر صحیح طور پر جاری نہیں ہوتے) تو وہ فاتحہ شریف اور چھوٹی سورتیں سیکھنے کی پوری کوشش کرے۔ اگر اس کی اکثر قراءت درست ہے مگر خوبصورت انداز میں نہیں پڑھ سکتا تو اس کے قرآن پڑھنے میں کوئی حرج نہیں۔ لیکن اسے چاہئے کہ آہستہ آواز میں قراءت کرے تاکہ دوسرے نہ سنیں۔

(۳)......قصہ گو مقررین کا وعظ کرنا: مساجد میں ایسے قصہ گو اور واعظین کا کلام کرنا جو خلاف شرع باتیں کرتے ہوں۔ لہٰذا درس دینے والا اگر جھوٹی اور غلط باتیں بیان کرے تو وہ فاسق ہے اور اسے منع کرنا واجب ہے اور ایسا بدعتی و بدمذہب جو اللہ عَزَّوَجَلَّ کی صفات میں نازیبا کلمات کہتا ہو اسے منع کرنا واجب اور اس کی محفل میں جانا جائز نہیں۔ ہاں! اگر اس کا رد کرنا مقصود ہو تو جانا جائز ہے (لیکن یہ عُلما کا کام ہے)۔

مسجد میں وعظ و نصیحت کرنے والوں کو اجازت دینے سے پہلے ان کی حقیقتِ حال سے باخبر ہو لینا ضروری ہے (کہ کہیں وہ بدمذہب تو نہیں)۔ وعظ و نصیحت کرنے کی اجازت اللہ عَزَّوَجَلَّ، اس کے رسول صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم اور حُکّام کی طرف سے متصور ہوگی۔ اللہ عَزَّوَجَلَّ اور اس کے پیارے حبیب صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم سے تو اس وقت تک اِجازت باقی ہے جب تک وعظ کرنے والا قرآن وحدیث کے دائرے میں رہے اور اگر قرآن وحدیث کے دائرے سے باہر ہو جائے اور خلافِ شرع باتیں بیان کرنے لگے تو اب اللہ و رسول عَزَّوَجَلَّ و صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی طرف سے اسے وعظ کرنے کی اجازت باقی نہ رہے

گی اگرچہ حُکّام کی جانب سے منع نہ کیا جائے اور حُکّام سے اجازت لینا امیر المؤمنین، حضرتِ سیِّدُ نا علی المرتضٰی کَرَّمَ اللّٰہُ تعَالٰی وَجْہَہُ الْکَرِیْم کے عمل سے معلوم ہوتا ہے۔ چنانچہ،

سیِّدُ ناحسن بصری عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْقَوِی کا علمی مقام:

امیر المؤمنین حضرتِ سیِّدُ نا علی المرتضٰی کَرَّمَ اللّٰہُ تَعَالٰی وَجْہَہُ الْکَرِیْم بصرہ کی مسجد میں داخل ہوئے تو لوگ حلقوں کی صورت میں قصہ گوئی کر رہے تھے۔ جب آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ حقیقتِ حال سے باخبر ہوئے تو ان کو وہاں سے بھگا دیا۔ یہاں تک کہ حضرتِ سیِّدُ نا حسن بصری عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْقَوِی کے حلقے میں تشریف لے گئے اس وقت آپ رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ جوانی کے عالم میں تھے۔ امیر المؤمنین رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے پوچھا: ''اے نوجوان! دین کی بنیاد کس چیز پر ہے؟'' عرض کی: ''تقویٰ و پرہیز گاری پر۔'' آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے دوبارہ پوچھا: ''کون سی چیز دین میں آفت ہے؟'' عرض کی: ''طمع و لالچ۔'' تو آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے انہیں بیٹھا دیا اور فرمایا: ''تم جیسے لوگ ہی وعظ و نصیحت کرنے کے حق دار ہیں۔''

(۴)......مساجد میں مردوں عورتوں کا اکٹھا ہونا: اگر مسجد میں مردوں اور عورتوں کا اجتماع ہو تو ان کے درمیان کوئی چیز حائل کرنا واجب ہے تاکہ ان کی ایک دوسرے پر نظر نہ پڑے کیونکہ یہاں فتنہ و فساد کا اندیشہ ہے۔ یہاں تک کہ اگر کوئی عالم عورتوں کو وعظ و نصیحت کرے تو اس کے اور عورتوں کے درمیان بھی کوئی چیز حائل کرنا واجب ہے، اس لئے کہ اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ اور اس کے رسول عَزَّوَجَلَّ وَصَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو یہی پسند ہے۔ (1)

1...... **مجددِ اعظم، اعلیٰ حضرت، امام اہلسنّت مولانا شاہ احمد رضا خان** عَلَیْہِ رَحْمَۃُ الرَّحْمٰن فرماتے ہیں: ''عورتیں نمازِ مسجد سے ممنوع ہیں اور واعظ (یعنی وعظ کہنے والا) یا میلاد خواں اگر عالم سنی صحیح العقیدہ ہو اور اس کا وعظ و بیان صحیح و مطابقِ شرع ہو اور (عورت کی آنے) جانے میں پوری احتیاط اور کامل پردہ ہو اور کوئی اِحتمال......

(۵)......قرآنِ پاک کا اِحترام نہ کرنا: بعض لوگ قرآنِ پاک کو زمین پر رکھ دیتے ہیں جو پاؤں رکھنے کی جگہ ہے یا سجدہ کرنے کی جگہ پر رکھ دیتے ہیں جو اس لئے ہے کہ بندہ اللہ عَزَّوَجَلَّ کے حضور اپنے حقیر ہونے کا اِظہار کرے اور اپنے جسم کا افضل حصہ یعنی پیشانی قدم رکھنے کی جگہ پر رکھ دے، کیونکہ قرآنِ پاک رکھنے کا مقام زمین نہیں بلکہ اسے بلند جگہ پر رکھنا اور اس کی تعظیم وتوقیر کرنا ضروری ہے۔اور جو اس کی تعظیم نہ کرے اسے محبت وشفقت سے سمجھانا ضروری ہے۔

(٦)...... پاگلوں اور آلودہ بچوں کو مسجد میں لانا: سمجھ دار بچے کے مسجد میں داخل ہونے میں کوئی حرج نہیں جبکہ وہ کھیل کود نہ کرے۔اگرچہ بچے کا مسجد میں کھیلنا حرام نہیں اور اسے نہ روکنا بھی حرام نہیں، لیکن اگر بچے مسجد کو کھیل کود کا میدان بنا لیں اور انہیں مسجد میں کھیلنے کی عادت پڑ جائے تو منع کرنا واجب ہے۔چھوٹے بچوں کا مسجد میں تھوڑا بہت کھیلنا جائز ہے مگر زیادہ کھیلنا ممنوع ہے۔تھوڑا بہت کھیلنے کے جائز ہونے کی دلیل یہ حدیثِ مبارکہ ہے کہ ایک مرتبہ عید کے موقع پر سرکارِ مدینہ، قرارِ قلب وسینہ، صاحبِ معطر پسینہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم اُمُّ المؤمنین حضرتِ سیِّدَتُنا عائشہ صدیقہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہَا کے سامنے کھڑے ہوگئے اور انہوں نے حبشیوں کا کھیل ملاحظہ فرمایا جو مسجد میں رقص کر رہے تھے اور نیزوں اور ڈھالوں کے ساتھ کھیل رہے تھے۔'' (1)

اگر حبشی مسجد کو کھیل کود کا میدان بنا لیتے تو انہیں ضرور منع کر دیا جاتا۔

پاگل شخص جب مسجد میں سکون سے بیٹھا ہو تو اسے مسجد سے نکالنا واجب نہیں۔مگر جب

......فتنہ (یعنی فتنے کا خوف) نہ ہو اور مجلسِ رجال (یعنی مردوں کی بیٹھک) سے دُور (جہاں ایک دوسرے پر نظر نہ پڑتی ہو) ان کی نشست ہو تو حرج نہیں۔'' (فتاوی رضویہ، ج۲۲، ص ۲۳۹، رضافاؤنڈیشن لاھور)

(1)......صحیح البخاری، کتاب العیدین، باب الحراب والدرق یوم العید، الحدیث: ۹۵۰، ص۷٤، مفهومًا.

اس سے مسجد آلودہ ہونے، اس کے گالی گلوچ یا بدکلامی کرنے یا اس کی بے پردگی ہونے کا خوف ہو تو اس صورت میں اسے مسجد سے نکالنا واجب ہے۔ (1)

(٧)...... بدبودار جسم یا کپڑوں کے ساتھ مسجد میں آنا: کام کاج کرنے والے بعض لوگ بدبودار کپڑوں کے ساتھ مساجد میں داخل ہوجاتے ہیں اور یوں ہی اذیت ناک بو والے مچھلی فروش، نمازیوں کو تکلیف پہنچاتے، مسجد کا فرش گندہ کرتے اور نمازیوں کی کمی کا باعث بنتے ہیں۔ ایسے لوگوں پر واجب ہے کہ بدبودار کپڑے اُتاریں اور پاک وصاف لباس پہن کر مسجد میں آئیں۔ کیونکہ مسجدیں اللہ عَزَّوَجَلَّ کا گھر ہیں، انہیں صاف ستھرا اور خوشبودار رکھنا اور تکلیف دہ چیز باہر نکالنا واجب ہے۔ لہٰذا اگر کوئی شخص گندے اور بدبودار کپڑے پہن کر مسجد میں آئے تو اسے حکمِ شرعی بتا دیا جائے۔ پھر ایسا کرے تو وعظ ونصیحت

---

(1)......شیخِ طریقت، امیرِ اہلسنّت، بانیٔ دعوتِ اسلامی حضرت علامہ مولانا ابو بلال **محمد الیاس عطّار قادری رضوی** دَامَتْ بَرَکَاتُھُمُ الْعَالِیَۃ کے مدنی پھولوں کے ایک پمفلٹ کی تحریر ملاحظہ فرمائیے:

بچے کو مسجد میں لانے کی حدیث میں ممانعت ہے

سلطانِ مدینہ، قرارِ قلب وسینہ، فیض گنجینہ، صاحبِ معطر پسینہ، باعثِ نُزولِ سکینہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ باقرینہ ہے: ''مسجدوں کو بچوں اور پاگلوں اور خرید وفروخت اور جھگڑے اور آواز بلند کرنے اور حدود قائم کرنے اور تلوار کھینچنے سے بچاؤ۔'' (ابن ماجة، ج ١، ص ٤١٥، حدیث ٧٥٠)

ایسا بچّہ جس سے نجاست (یعنی پیشاب وغیرہ کر دینے) کا خطرہ ہو اور پاگل کو مسجد کے اندر لے جانا حرام ہے اگر نجاست کا خطرہ نہ ہو تو مکروہ۔ جو لوگ جوتیاں مسجد کے اندر لے جاتے ہیں ان کو اِس کا خیال رکھنا چاہئے کہ اگر نجاست لگی ہو تو صاف کر لیں اور جوتا پہنے مسجد میں چلے جانا بے اَدبی ہے۔ (بہار شریعت، حصہ ٣، ص ٩٢)

مسجد میں بچہ یا پاگل (یا بے ہوش یا جس پر جِنّ آیا ہوا ہو اس) کو مسجد میں دَم کروانے کے لئے بھی لانے کی شریعت میں اجازت نہیں۔ بچہ کو اچھی طرح کپڑے میں لپیٹ کر بھی نہیں لاسکتے۔ اگر آپ بچہ وغیرہ کو مسجد میں لانے کی بھول کر چکے ہیں تو برائے کرم فوراً توبہ کر کے آئندہ نہ لانے کا عہد کیجئے۔ (جو ایسے وقت پرچہ پڑھے کہ بچہ اُس کے ساتھ ہے تو درخواست ہے کہ فوراً بچہ کو مسجد سے باہر لے جائے اور توبہ بھی کرے ہاں فنائے مسجد میں بچہ کو لا سکتے ہیں جبکہ مسجد کے اندر سے نہ گزرنا پڑے)

کی جائے۔اس کے باوجود وہی کپڑے پہن کر آئے تو سختی کی جائے۔ پھر بھی باز نہ آئے تو مسجد سے نکال دیا جائے۔جیسا کہ حضور نبیِّ پاک صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے لہسن کھانے والے کو مسجد کے قریب آنے سے بھی منع فرمایا۔ چنانچہ، حضور نبیِّ کریم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ حقیقت بیان ہے: ''جس نے لہسن یا پیاز کھایا وہ ہم سے دور ہو جائے یا فرمایا ہماری مسجدوں سے دور ہو جائے اور اپنے گھر میں بیٹھا رہے۔''(1)

حضور انور، نُورِ مُجَسَّم ،شاہِ بنی آدم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ نصیحت نشان ہے: ''جس نے پیاز، لہسن اور گَنْدنا(2) کھایا وہ ہرگز ہماری مسجدوں کے قریب نہ آئے۔کیونکہ جس چیز سے انسانوں کو تکلیف ہوتی ہے اس سے فرشتوں کو بھی اذیت ہوتی ہے۔''(3)

مکی مدنی مصطفٰی صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''جس نے پیاز، لہسن، گَنْدنا اور مولی کھائی، وہ ہرگز ہماری مساجد کے قریب نہ آئے۔کیونکہ جن چیزوں سے ابن آدم کو تکلیف ہوتی ہے ان سے فرشتوں کو بھی تکلیف ہوتی ہے۔''(4)

جب لہسن، پیاز، مُولی اور گَنْدنا (یعنی تیز بو والی سبزی) کھانے والے کو مسجد میں آنے سے منع کر دیا گیا حالانکہ ان کی بدبو صرف ڈکار کے وقت محسوس ہوتی ہے تو ایسا شخص جس سے مسلسل مچھلی، تیل یا چربی کی بو آرہی ہو تو اس کے لئے اس سے بھی سخت حکم ہوگا۔

(۸)......مساجد کو بازار بنالینا: مساجد کو خرید و فروخت کی جگہ بنالینا بھی جائز نہیں جبکہ

1 ......صحیح مسلم، کتاب الصلوۃ،باب نھی من اکل ثوما او بصلا او کراثا......الخ، الحدیث:١٢٥٣، ص٧٦٤.

2 ......گندنا ایک ترکاری کا نام جو لہسن (یعنی تھوم) سے مشابہ ہوتی ہے۔(فیروز اللغات،ص١١٦٨)

3 ......صحیح مسلم، کتاب الصلوۃ،باب نھی من اکل ثوما او بصلا او کراثا......الخ، الحدیث:١٢٥٤،ص٧٦٤.

4 ......المعجم الصغیر للطبرانی،باب الالف من اسمہ احمد،الحدیث:٣٧،ج١،ص٢٢.

مسجد نمازیوں پر تنگ ہو جائے اور انہیں نماز پڑھنے میں دشواری ہو۔ ہاں! اگر اس سے کوئی شرعی خرابی لازم نہ آئے تو حرام نہیں (1) لیکن پھر بھی ایسا نہ کرنا بہتر ہے۔ حضرتِ سیّدُنا امام محمد غزالی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْوَالِی نے مساجد میں خرید وفروخت کی اجازت کو مخصوص ایام اور اَوقات کے ساتھ مشروط کیا اور فرمایا: ''مسجد کو مستقل خرید وفروخت کی جگہ بنا لینا حرام اور اس سے منع کرنا واجب ہے۔''

بازاروں میں ہونے والی برائیاں:

بازاروں میں زیادہ تر درج ذیل برائیاں ہوتی ہیں:

(۱)......خرید وفروخت میں جھوٹ بولنے اور اپنی چیز کے عیب چھپانے کی برائی عام ہو چکی ہے۔ اس کی مثال یہ ہے کہ اگر کوئی شخص کہے: ''میں نے زمین کا یہ ٹکڑا دس درہم میں خریدا ہے اور اس میں اتنا نفع لے رہا ہوں۔'' حالانکہ وہ غلط بیانی سے کام لے رہا ہے تو ایسا شخص فاسق ہے اور جسے اس کی اس غلط بیانی اور دھوکا دہی کا علم ہو تو اس پر واجب ہے کہ خریدار کو اس کے جھوٹ کی خبر دے۔ اگر اس نے بیچنے والے کی رِعایت کرتے ہوئے خاموشی اختیار کی تو خیانت کے جرم میں اس کا شریک ہوگا اور اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ کا نافرمان کہلائے گا اور اسی طرح اگر اسے بیچی جانے والی چیز میں موجود عیب کا علم ہے تو اس پر لازم ہے کہ خریدار کو اس سے آگاہ کرے۔ اگر اس نے آگاہ نہ کیا تو وہ مسلمان بھائی کا مال ضائع کرنے پر راضی شمار ہوگا اور یہ حرام ہے اور حق سے خاموشی اختیار کرنے والا گونگا شیطان ہے۔

---

(1)......دعوتِ اسلامی کے اشاعتی ادارے مکتبۃ المدینہ کی مطبوعہ 1250 صفحات پر مشتمل کتاب، ''بہارِ شریعت'' جلد اوّل صَفْحَہ 648 پر صَدْرُالشَّرِیْعَہ، بَدْرُالطَّرِیْقَہ مفتی محمد امجد علی اعظمی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْقَوِی فرماتے ہیں: ''بیع وشرا وغیرہ ہر عقدِ مبادلہ مسجد میں منع ہے، صرف معتکف کو اجازت ہے جب کہ تجارت کے لئے خرید تا بیچتا نہ ہو، بلکہ اپنی اور بال بچوں کی ضرورت سے ہو اور وہ شے مسجد میں نہ لائی گئی ہو۔''

(۲)......آلاتِ مُوسِیقی (مُو۔سِیْ۔قِیْ) کی خرید وفروخت مثلاً سارنگی اور گانے باجے کے دیگر آلات خریدنا۔

(۳)......جانداروں کی تصاویر کی خرید وفروخت۔جیسے حیوانات کی منقش تصاویر اور انسانوں کی تصاویر جیسے انبیائے کرام عَلَیْہِمُ السَّلَام وغیرہ کی تصویریں جو گھروں میں فرشتگانِ رحمت کے داخل ہونے سے مانع ہیں۔

(۴)......شطرنج، تاش اور (نشہ آور) سگریٹ کی خرید وفروخت۔

(۵)......ایسے ریشمی ملبوسات کی خرید وفروخت جو صرف مرد پہنتے ہوں۔

(۶)......ایسے زیورات کی خرید وفروخت جو فقط مَردوں کے لئے تیار کئے جاتے ہیں اور وہی انہیں پہنتے ہیں۔

(۷)......سجاوٹ کے لئے میزوں پر رکھے جانے والے جانداروں کی تصاویر والے گلدان بنانا جیسے مہنگے تحائف وغیرہ۔

(۸)......ناجائز خرید وفروخت کرنا مثلاً کوئی چیز خرید کر اس پر قبضہ کرنے سے پہلے اسے بیچ دینا۔

راستوں میں ہونے والی برائیاں:

راستوں میں عام طور پر یہ برائیاں ہوتی ہیں:

(۱)......گزرنے والوں پر راستہ تنگ کر دینا جیسے راستے میں درخت لگا دینا۔ ہاں! اگر اس طرح درخت بوئے جائیں کہ کافی راستہ خالی ہو تو کوئی حرج نہیں۔ یوں ہی راستوں پر گندگی ڈال دینا جس سے گزرنے والوں کو تکلیف ہو اور ان کا نقصان ہو اور مدتِ دراز تک عمارتوں کا ملبہ سڑک پر پڑا رہنے دینا۔

(۲)......راستوں کو خرید وفروخت کے لئے تجارت گاہ بنا لینا اور سامان رکھ دینا۔

چبوترہ مِسمار کر دیا:

جیسا کہ ایک مرتبہ مَوسِم سرما میں حضرتِ سیّدُ نا ابوسفیان رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ اپنے گھر کے باہر چبوترے پر بیٹھے ہوئے تھے کہ امیر المؤمنین حضرتِ سیّدِ نا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ وہاں سے گزرے۔ اس وقت حضرتِ سیّدُ نا ابوسفیان رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ عمر رسیدہ اور نابینا ہو چکے تھے اور حضرتِ سیّدُ نا عمرِ فاروق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ منصبِ خلافت پر فائز تھے۔ آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے حضرتِ سیّدُ نا ابوسفیان رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ سے پوچھا: ''تم نے یہ کیا کیا ہوا ہے؟ کیا مسلمانوں پر راستہ تنگ کرنا چاہتے ہو؟'' حضرتِ سیّدُ نا ابوسفیان رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے عرض کی: ''میں تو ایسے ہی بیٹھتا ہوں جیسے اس مَوسم میں دستور ہے۔'' آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے ارشاد فرمایا: ''میں واپسی پر تمہیں یہاں بیٹھا نہ دیکھوں۔'' حضرتِ سیّدُ نا ابوسفیان رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے عرض کی: ''اے امیر المؤمنین رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ! میرا بیٹا آجائے تو اُٹھ جاتا ہوں۔'' ارشاد فرمایا: ''ابھی اور اسی وقت اُٹھ جاؤ۔'' امیر المؤمنین حضرتِ سیّدُ نا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ تھوڑا آگے جا کر ایک کونے میں کھڑے ہو گئے اور دیکھنے لگے کہ ابوسفیان کیا کرتے ہیں۔ حضرتِ سیّدُ نا ابوسفیان رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ اسی وقت کھڑے ہوئے اور چبوترے کو توڑنا شروع کر دیا اور توڑ پھوڑ کر دور پھینک دیا۔ امیر المؤمنین حضرتِ سیّدُ نا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ اپنے آپ سے مخاطب ہو کر فرمانے لگے: ''عمر بن خطاب نے سردارِ قریش ابوسفیان کو حکم دیا تو اس نے مان لیا۔ اے عمر! یہ صرف اِسلام کی برکت ہے۔''

(۳)......ان برائیوں میں سے ایک یہ بھی ہے کہ قصّاب (یعنی گوشت فروش) حضرات اپنی دُکانوں کے سامنے جانوروں کو ذبح کر ڈالتے ہیں تو خون اور نجاست سے لوگوں کو تکلیف

ہوتی ہے، ان کے لئے وہاں سے گزرنا دشوار ہوجاتا اور ان پر راستہ تنگ ہوجاتا ہے اور ایسا اکثر دیہاتوں میں ہوتا ہے۔

(۴)......بعض اوقات خصوصاً مَوسِمِ سرما میں گھروں میں سے سڑکوں پر پانی نکال دیا جاتا ہے اور کبھی پانی سڑک پر جم جاتا ہے جس سے گزرنے والے پھسلتے اور گرتے رہتے ہیں۔

(۵)......سڑکوں پر نوجوان لڑکے اور لڑکیاں ایک ساتھ گھومتے پھرتے ہیں اور ایک دوسرے سے خوب گپ شپ کرتے ہیں جس سے عورتوں کے فتنے ظاہر ہوتے ہیں اور مردوں کو فتنوں میں مبتلا کرنے کے لئے عورتیں اپنے جسم کی نمائش کرتی ہیں اور یہ چیز انسان کو برائی پر دلیر کرتی ہے جبکہ دِینِ حنیف ان تمام باتوں سے سختی کے ساتھ منع کرتا ہے۔

شادی وخوشی کے موقع پر ہونے والی برائیاں:

شادی بیاہ اور دیگر خوشی کے مواقع پر عموماً درج ذیل برائیوں کا اِرتکاب کیا جاتا ہے:

(۱)......ایسے مواقع پر مَردوں کے لئے ریشم کے قالین بچھائے جاتے ہیں اور یہ حرام ہے۔ مگر عورتوں کے لئے ان کا استعمال جائز ہے۔

(۲)......سونے چاندی کی انگیٹھی وغیرہ سے دھونی لینا یا مشروبات کے لئے مَردوں اور عورتوں کا سونے چاندی کے برتن اِستعمال کرنا (اور یہ مطلقاً منع ہے)۔

(۳)......ایسے پردوں کا اِستعمال عام ہے جن پر جانداروں کی تصاویر منقش کی ہوتی ہیں۔ اسی طرح ایسی کرسیاں بچھائی جاتی ہیں جن پر جانداروں کی تصویریں کندہ ہوتی ہیں۔

(۴)......(ایسی محافل میں) مُوسیقی اور گانے باجے دلچسپی سے سُنے جاتے ہیں۔ مردوں اور عورتوں کا اختلاط عام ہوتا ہے۔ لہٰذا جو شخص برائی کو ختم کرنے سے عاجز ہو اس پر وہاں سے چلے جانا ضروری ہے اور اسے وہاں بیٹھ کر برائیاں دیکھنے کی قطعاً اجازت نہیں۔ (1)

......دعوتِ اِسلامی کے اشاعتی ادارے مکتبۃ المدینہ کی مطبوعہ 312 صَفحات پر مشتمل کتاب ''بہارِ شریعت''......

(۵)......زمین پر بچھائے جانے والے قالین یا کرسیوں اور تکیوں پر ڈالے جانے والے کَوَر اگر تصویروں والے ہوں تو ان کے اِستعمال میں کوئی حرج نہیں اور یہی حکم عام تصویروں والے اِستعمالی برتنوں کا ہے۔مگران کا تزئین وآرائش کے لئے رکھنا جائز نہیں۔

(٦)......ایسے برتن کہ جن کو کسی ذی روح کی صورت پر تیار کیا گیا ہو۔مثلاً ایسی انگیٹھی جس کا اوپری حصہ پرندے کی شکل کی طرح ہوتا ہے ایسے برتنوں کا استعمال حرام ہے اوران کے اوپری حصے کو توڑنا واجب ہے۔چنانچہ،حضور نبیٔ مُکَرَّم،نُورِ مُجَسَّم،شاہِ بنی آدم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم اِرشاد فرماتے ہیں:جبرائیل عَلَیْہِ السَّلَام میرے پاس آئے اور کہا: ''گزشتہ رات میں آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے پاس حاضر ہوا تو آپ کے دروازۂ اَقدس پر اور دولت خانے کے اندر لٹکے ہوئے پردوں پر تصویریں تھیں اور کاشانۂ اطہر میں کُتّا موجود تھا۔آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم حکم فرمائیے کہ گھر میں موجود تصویروں کے سر کاٹ دیئے جائیں تاکہ وہ درختوں کی طرح ہو جائیں اور پردے کے متعلق حکم دیجئے کہ انہیں کاٹ کر دو تکیے بنا لئے جائیں تاکہ وہ (تصویریں) پاؤں سے روندی جائیں اور کُتّے کو گھر سے نکلوا دیجئے۔'' (1)

......حصہ 16 صَفْحَہ 35 پر صَدْرُ الشَّرِیْعَہ،بَدْرُ الطَّرِیْقَہ مفتی محمد امجد علی اعظمی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْقَوِی فرماتے ہیں:''دعوت میں جانا اس وقت سنت ہے جب معلوم ہو کہ وہاں گانا بجانا،لہو ولعب نہیں ہے اور اگر معلوم ہے کہ یہ خرافات وہاں ہیں تو نہ جائے۔جانے کے بعد معلوم ہوا کہ یہاں لغویات ہیں،اگر وہیں یہ چیزیں ہوں تو واپس آئے اور اگر مکان کے دوسرے حصے میں ہیں جس جگہ کھانا کھلایا جاتا ہے وہاں نہیں ہیں تو وہاں بیٹھ سکتا ہے اور کھا سکتا ہے۔پھر اگر یہ شخص ان لوگوں کو روک سکتا ہے تو روک دے اور اگر اس کی قدرت اسے نہ ہو تو صبر کرے۔یہ اس صورت میں ہے کہ یہ شخص مذہبی پیشوا نہ ہو اور اگر مقتدیٰ وپیشوا ہو،مثلاً علما ومشائخ،یہ اگر نہ روک سکتے ہوں تو وہاں سے چلے آئیں،نہ وہاں بیٹھیں،نہ کھانا کھائیں اور پہلے ہی سے یہ معلوم ہو کہ وہاں یہ چیزیں ہیں تو مقتدیٰ ہو یا نہ ہو کسی کو جانا جائز نہیں اگرچہ خاص اس حصۂ مکان میں یہ چیزیں نہ ہوں بلکہ دوسرے حصہ میں ہوں۔''

1......سنن ابی داؤد،کتاب اللباس،باب فی الصور،الحدیث:٤١٥٨،ص١٥٢٦.

(۷)......خوشی کے مواقع پر ہونے والی برائیوں میں سے ایک یہ بھی ہے کہ ایسے موقع پر چوسَر (یعنی نردِشیر)(1)، شطرنج اور تاش وغیرہ کھیلنے کا بھی اہتمام کیا جاتا ہے اور چوسر کھیلنا گناہ ہے۔ چنانچہ، حضرت سیِّدُنا بریدہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ سے مروی ہے، سرکارِ مدینہ، قرارِ قلب وسینہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ حقیقت نشان ہے: ''جس نے چوسر کا کھیل کھیلا گویا اس نے اپنا ہاتھ خنزیر کے گوشت اور خون میں رنگا۔'' (2)

ایک روایت میں ہے: ''گویا اس نے اپنا ہاتھ خنزیر کے گوشت اور خون میں ڈالا۔''(3)

حضرتِ سیِّدُنا ابوموسیٰ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ سے مروی ہے کہ حضور نبیِّ پاک، صاحبِ لولاک، سیاحِ اَفلاک صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ حق بیان ہے: ''جس نے چوسر کا کھیل کھیلا تحقیق اس نے اللہ عَزَّوَجَلَّ اور اس کے رسول صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی نافرمانی کی۔''(4)

حضور نبیِّ کریم، رَءُوفٌ رَّحیم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ ذیشان ہے: ''جس نے اِس کے مُہرے (یعنی چوسر کی گوٹ) اُلٹ پُلٹ کرتے ہوئے انتظار کیا کہ کیا نتیجہ نکلتا ہے تو اس نے اللہ عَزَّوَجَلَّ اور اس کے رسول صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی نافرمانی کی۔''(5)

حضرتِ سیِّدُنا حافظ عبدالعظیم بن عبدالقوی منذری عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْقَوِی فرماتے ہیں: ''جمہور فقہائے کرام رَحِمَہُمُ اللّٰہُ السَّلَام کا مؤقف یہ ہے کہ ''چوسر کھیلنا حرام ہے۔'' اور بعض

......ایک کھیل کا نام ہے جو بادشاہ اَردشیر بن بابک نے ایجاد کیا تھا۔

......صحیح المسلم، کتاب الشعر، باب تحریم اللعب بالنردشیر، الحدیث: ۵۸۹۶، ص۱۰۷۸.

......سنن ابی داؤد، کتاب الادب، باب فی النھی عن اللعب بالنرد، الحدیث: ۴۹۳۹، ص۱۵۸۵.

......موطأامام مالك، کتاب الرؤیا، باب ماجاء فی النرد، الحدیث: ۱۸۳۶، ج۲، ص۴۴۱.

......شعب الایمان للبیھقی، باب فی تحریم الملاعب والملاھی، الحدیث: ۶۴۹۹، ج۵، ص۲۳۷.

فقہائے کرام رَحِمَهُمُ اللّٰهُ السَّلَام نقل فرماتے ہیں کہ چوسر کھیلنے کے حرام ہونے پر اجماع ہے۔ جبکہ شطرنج کھیلنے میں اِختلاف ہے۔

شطرنج کے جواز کی شرائط:

بعض فقہائے کرام رَحِمَهُمُ اللّٰهُ السَّلَام نے تین شرائط کے ساتھ شطرنج کھیلنے کو جائز قرار دیا ہے کیونکہ اس کے ذریعے جنگی معاملات میں کافی مدد ملتی ہے۔ پہلی شرط یہ ہے کہ اس کے سبب نمازِ باجماعت (اور کسی بھی واجبِ شرعی) میں خلل نہ آئے۔ دوسری یہ کہ اس میں جوا نہ ہو اور تیسری یہ ہے کہ کھیل کے دوران فحش گوئی سے بچا جائے۔

لہٰذا جب کھیلنے والے نے ان شرائط میں سے کسی کا خلاف کیا تو ایسے شخص کی عدالت ساقط اور گواہی مردود ہے۔ اکثر فقہائے کرام رَحِمَهُمُ اللّٰهُ السَّلَام کا مؤقف یہ ہے کہ ''یہ (یعنی شطرنج کھیلنا) حرام ہے۔ اس کا حکم چوسر کے حکم جیسا ہے۔ حضرتِ سیِّدُنا امام شافعی عَلَیْهِ رَحْمَةُ اللّٰهِ الْکَافِی کے نزدیک مکروہِ تنزیہی ہے۔ حضرتِ سیِّدُنا امام شعبی عَلَیْهِ رَحْمَةُ اللّٰهِ الْقَوِی نے اسے جائز قرار دیا ہے اور شطرنج کے حرام ہونے پر ضعیف احادیث وارد ہیں۔[1]

(۸)......ایسے مواقع پر کھانا عموماً مالِ حرام سے ہوتا ہے یا کِھلانے کی جگہ غصب شدہ ہوتی

---

[1] ......مجدّدِ اعظم، امامِ اہلسنّت حضرت امام احمد رضا خان عَلَیْهِ رَحْمَةُ الرَّحْمٰن اس کا حکم بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں: ''شطرنج کو اگرچہ بعض عُلما نے بعض روایات میں چند شرطوں کے ساتھ جائز بتایا ہے: (۱)......بدکر (یعنی شرط باندھ کر) نہ ہو (۲)......نادراً کبھی کبھی ہو، عادت نہ ڈالیں (۳)......اُس کے سبب نمازِ باجماعت خواہ کسی واجبِ شرعی میں خلل نہ آئے (۴)......اُس پر قسمیں نہ کھایا کریں (۵)......فحش نہ بکیں۔ مگر تحقیق یہ کہ مطلقاً منع ہے اور حق یہ کہ ان شرطوں کا نباہ ہرگز نہیں ہوتا۔ خصوصاً شرطِ دوم وسوم کہ جب اس کا چسکا پڑ جاتا ہے ضرور مداومت کرتے ہیں اور لا اقل (یعنی کم از کم) وقتِ نماز میں تنگی یا جماعت میں غیر حاضری بے شک ہوتی ہے۔ جیسا کہ تجربہ اس پر شاہد اور بالفرض ہزار میں ایک آدھ آدمی ایسا نکلے کہ ان شرائط کا پورا لحاظ رکھے تو نادر پر حکم نہیں ہوتا۔''

(فتاوٰی رضویه، ج ٢٤، ص ٧٦، رضا فاؤنڈیشن لاهور)

ہے یا بچھائے جانے والے کپڑے ایسے ہوتے ہیں جن کا اِستعمال حرام ہوتا ہے اور بالخصوص جب ایسی محفل میں شراب نوشی بھی ہو تو وہاں جانا ناجائز وحرام ہے اگرچہ یہ خود شراب نہ پیتا ہو۔ کیونکہ وہاں فُسّاق شرعی طور پر حرام اَفعال کا اِرتکاب کرتے ہیں اور یوں ہی ایسے شخص کی محفل میں جانا بھی ناجائز ہے جو بغیر کسی شرعی مجبوری کے ریشم اور سونے چاندی کا لباس پہنتا ہو۔

(۹)......ایسی محافل میں مسخرے ہوتے ہیں اور فحش کلامی سے لوگوں کو خوش کرتے ہیں۔ لہٰذا اگر کسی محفل میں ایسا ہوتا ہو تو وہاں جانا بھی ناجائز ہے اور اگر وہاں پر پہلے سے موجود ہو تو اگر قدرت رکھتا ہو تو اس پر انہیں روکنا واجب ہے ورنہ وہاں سے چلا جائے اور اگر مسخرے خلافِ شرع گفتگو نہ کریں تو گناہ نہیں۔

(۱۰)......ایسے مواقع پر عموماً بہت زیادہ کھانا ضائع کیا جاتا ہے یہ بغیر کسی ضرورت کے مال کو ضائع کرنا ہے (جو کہ ناجائز ہے)۔اور گانا گانے والیوں پر مال خرچ کرنا بھی اسراف میں داخل ہے۔

اِسراف کی مختلف صورتیں:

مختلف اَحوال کے اِعتبار سے اِسراف کی مختلف صورتیں ہیں۔مثلاً ایک شخص کے پاس 5 ہزار روپے ہیں۔اَہل وعیال کا خرچ بھی اس کے ذمہ ہے اور اس رقم کے علاوہ اس کے پاس کچھ بھی نہیں۔اگر اس نے ساری رقم سے ولیمہ کر دیا تو ایسا شخص اِسراف کرنے والا کہلائے گا اور اسے ایسا کرنے سے روکنا واجب ہے۔اللہ عَزَّوَجَلَّ قرآنِ پاک میں ارشاد فرماتا ہے:

لَا تَبْسُطْهَا كُلَّ الْبَسْطِ فَتَقْعُدَ مَلُوْمًا مَّحْسُوْرًا ﴿۲۹﴾ (پ ۱۵،بنی اسرائیل:۲۹)

ترجمۂ کنزالایمان: اور نہ پورا کھول دے کہ تو بیٹھ رہے ملامت کیا ہوا تھکا ہوا۔

شانِ نزول:

مذکورہ آیتِ مبارکہ کا شانِ نزول یہ ہے کہ مدینۂ منورہ زَادَھَا اللّٰہُ شَرَفًا وَّتَعْظِیْمًا میں ایک شخص نے اپنا تمام مال تقسیم کر دیا اور اپنے اہل وعیال کے لئے کچھ باقی نہ چھوڑا۔ جب اس سے نفقے کا مطالبہ کیا گیا تو وہ نہ دے سکا۔ ایک اور مقام پر اللہ عَزَّوَجَلَّ ارشاد فرماتا ہے:

وَلَا تُبَذِّرْ تَبْذِيْرًا ﴿۲۶﴾ اِنَّ الْمُبَذِّرِيْنَ كَانُوْٓا اِخْوَانَ الشَّيٰطِيْنِ ؕ (پ ۱۵، بنی اسرائیل: ۲۶، ۲۷)

ترجمۂ کنزالایمان: اور فضول نہ اُڑا بے شک اڑانے والے شیطانوں کے بھائی ہیں۔

ایک اور جگہ ارشاد فرمایا:

وَالَّذِيْنَ اِذَآ اَنْفَقُوْا لَمْ يُسْرِفُوْا وَلَمْ يَقْتُرُوْا (پ ۱۹، الفرقان: ۶۷)

ترجمۂ کنزالایمان: اور وہ کہ جب خرچ کرتے ہیں نہ حد سے بڑھیں اور نہ تنگی کریں۔

اس قرض دار کا کیا حال ہوگا جو اپنا تمام مال خرچ کر دے۔ پس جو اِسراف کرتے ہوئے اپنا سارا مال خرچ کر دے تو اسے روکنا ضروری ہے اور قاضیٔ وقت پر واجب ہے کہ وہ اسے ایسا کرنے سے روکے۔ ہاں! جس پر کسی کا نفقہ واجب نہ ہو اور اس کا توکل بھی کامل ہو تو اس کے لئے اپنا تمام مال کارِ خیر میں خرچ کر دینا جائز ہے۔ لیکن جس پر کسی کا نفقہ واجب ہو یا وہ توکل سے عاجز ہو تو اسے سارا مال خرچ کر دینا جائز نہیں۔ ان مثالوں کو بطورِ ترغیب ذکر کیا گیا ہے۔ اگرچہ آج کل ایسے لوگ بہت کم ہیں جو اپنا سارا مال راہِ خدا میں خرچ کر دیں۔ اس موقع کی مناسبت سے امیر المؤمنین حضرتِ سیِّدُنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کا واقعہ ذکر کرنا ضروری ہے۔ چنانچہ،

اللہ عَزَّوَجَلَّ ورسول صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کافی ہیں:

ایک مرتبہ سرکارِ مدینہ، قرارِ قلب وسینہ، باعثِ نُزولِ سکینہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ

وَسَلَّم نے لشکر تیار کرنے کے لئے مال خرچ کرنے کی ترغیب دلائی تو امیر المؤمنین حضرتِ سیِّدُنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے اپنا تمام مال لاکر حضور نبی کریم ، رَءُوفٌ رَّحیم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی بارگاہ میں پیش کر دیا۔ اللہ عَزَّوَجَلَّ کے مَحبوب ، دانائے غُیوب ، مُنَزَّہٌ عَنِ الْعُیوب صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''اے ابوبکر! اپنے اہل و عیال کے لئے کیا چھوڑ کر آئے ہو؟'' امیر المؤمنین حضرتِ سیِّدُنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے عرض کی: ''ان کے لئے اللہ عَزَّوَجَلَّ اور اس کا رسول صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم ہی کافی ہیں۔'' (1)

مسئلہ: اپنے گھر کی تزئین و آرائش میں تمام مال خرچ کر دینا اِسراف ہے اور یہ حرام ہے۔ جس کے پاس مال کافی مقدار میں ہو اس کا اپنے گھر کی تزئین و آرائش میں (عرف سے زیادہ) خرچ کرنا مکروہ ہے اور کھانے اور لباس وغیرہ کا بھی یہی حکم ہے۔

عام برائیاں:

علمِ شرعی کے اعتبار سے مسلمانوں کی دو اقسام ہیں: (۱)......عالم (۲)......جاہل۔ جاہل کے لئے جہالت عذر نہیں (بلکہ بقدرِ ضرورت علم حاصل کرنا فرض ہے) اور تبلیغ نہ کرنے میں عالم کا عذر قبول نہیں۔ پس جس کے پاس جس قدر علم ہے اس پر پیارے مصطفٰی صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے اس قول پر عمل کرتے ہوئے اسے دوسروں تک پہنچانا لازم ہے۔ چنانچہ، حُسنِ اَخلاق کے پیکر، نبیوں کے تاجور، مَحبوبِ رَبِّ اَکبر صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ ذیشان ہے: ''اللہ عَزَّوَجَلَّ اس شخص کو سرسبز و شاداب رکھے جس نے میری کوئی بات سنی اور اسے اچھی طرح سمجھ کر محفوظ کرلیا۔ کتنے ہی فقہ جاننے والے فقیہ نہیں ہوتے۔'' (2)

---

(1)......سنن ابی داؤد، کتاب الزکوۃ، باب الرخصۃ فی ذالک، الحدیث: ۱۶۷۸، ص۱۳۴۸.

(2)......جامع الاحادیث للسیوطی، حرف النون مع الضاد، الحدیث: ۲۳۸۳۱، ج۷، ص۴۸۶.

سرکارِ مدینہ، راحتِ قلب وسینہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ باقرینہ ہے:
''جس نے علم کو چھپایا اللہ عَزَّوَجَلَّ بروزِ قیامت اُسے آگ کی لگام ڈالے گا۔'' (1)
ایک مقام پر ارشاد فرمایا: ''جو علم حاصل کرتا ہے لیکن اُسے آگے نہیں پہنچاتا اس کی مثال اس شخص کی سی ہے جو مال تو اکٹھا کرتا ہے مگر اُسے خرچ نہیں کرتا۔'' (2)

ہر مسجد میں فقہ کے ماہر ایسے عالم کا ہونا ضروری ہے جو لوگوں کو دین کا علم سکھائے۔ اس میں شہر، گاؤں اور دیہاتوں کا ایک ہی حکم ہے۔ اگر کسی گاؤں میں عالم نہ ہو تو اطراف کے اہلِ علم پر لازم ہے کہ اس میں عُلما کو بھیجیں تاکہ وہ لوگوں کو دینی احکام سکھائیں، انہیں نیکی کی دعوت دیں اور برائی سے منع کریں۔ اگر اہلِ علم نے یہ کام کیا تو اجر پائیں گے ورنہ سب کے سب گنہگار ہوں گے۔ اس میں کسی کو خاص نہیں کیا گیا خواہ عالم ہو یا جاہل۔ عالم تو اس لئے گنہگار ہوگا کہ اس نے نیکی کی دعوت دینے میں سستی کی اور جاہل اس لئے کہ اس نے علم حاصل کرنے میں کوتاہی کی۔ پس ہر مسلمان پر لازم ہے کہ وہ پہلے اپنی اِصلاح کرے اور اپنے نفس کو فرائض وواجبات کی ادائیگی اور مَمنُوعات ومُحرَّمات سے بچنے کا پابند کرے۔ اس کے بعد اپنے گھر والوں کی اِصلاح کرے۔ جب ان سے فارغ ہو جائے تو اپنے پڑوسیوں کی اِصلاح کرے اور اگر قدرت رکھتا ہو تو اپنے محلّہ والوں کو مسجد میں یا خوشی وفرحت کے موقعوں پر نیکی کی دعوت پیش کرے۔ اس طرح اس سے گناہ دُور ہو جائے گا۔ اگر آس پاس کے علاقوں میں جا کر نیکی کی دعوت دینے کی استطاعت ہو تو اس پر بھی عمل کرے۔ جب تک روئے زمین پر ایک بھی ایسا شخص موجود ہے جو فرائضِ دینیہ میں سے کسی فرض سے ناواقف ہے تو اس وقت تک عُلمائے کرام رَحِمَہُمُ اللّٰہُ السَّلَام اپنے اپنے

---

(1)......صحیح ابن حبان، کتاب العلم، باب الزجر عن کتبة المرء......الخ، الحدیث: ۹۶، ج۱، ص۱۵۴.

(2)......المعجم الاوسط، الحدیث: ۶۸۹، ج۱، ص۲۰۴.

فرض سے سبکدوش (یعنی بری الذمہ) نہیں ہوں گے۔

اس تقریر سے یہ بات واضح ہوگئی کہ قیامت کے دن ہر مسلمان سے یہ سوال کیا جائے گا کہ اپنی قدرت کے مطابق لوگوں کو دین کی تعلیمات دی تھیں یا نہیں؟ اور جو شخص اس سے عاجز ہے تو اللہ عَزَّوَجَلَّ کی بارگاہ میں اس کا عذر قبول ہے۔ لیکن یہ اس وقت ہے جب وہ اپنی پوری کوشش اور طاقت خرچ کر دے۔ جیسا کہ حضرتِ سیِّدُنا عقبہ بن نافع رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ نے اپنے گھوڑے کو سمندر میں ڈال کر بارگاہِ خداوندی میں عرض کی تھی: ''اے میرے رب عَزَّوَجَلَّ! اگر مجھے معلوم ہوتا کہ سمندر پار کوئی آبادی ہے تو میں تیری راہ میں جہاد کو جاری رکھتا۔''

حُکَّامِ وقت کو وعظ و نصیحت:

یہ وہ لوگ ہیں جن کو اللہ عَزَّوَجَلَّ لوگوں کے معاملات کی رِعایَت اور ان کے مفادات میں مشغول رہنے پر مقرَّر فرماتا ہے۔ یہ لوگ مکمل عقل و بصیرت کے مالک ہوتے ہیں اور رعایا کے سکون پر اپنے قیمتی اوقات قربان کر دیتے ہیں۔ حُکَّام اپنے دُنیوی اُمور میں مشغول ہونے کی وجہ سے وقتاً فوقتاً ایسے شخص کے محتاج رہتے ہیں جو انہیں نیکی کی دعوت دے اور سلطنت کی حفاظت اور مضبوطی کے لئے لوگوں کی تعریف و مذمت سے آگاہ کرے۔ کوئی بھی سلطنت اس وقت تک صحیح طور پر قائم نہیں ہوسکتی جب تک اس کی بنیاد عدل و انصاف پر نہ ہو اور حاکمِ وقت سے لوگوں کے چھوٹے بڑے معاملات پوشیدہ نہ ہوں۔

حاکمِ وقت کے نائب پر لازم ہے کہ وہ حاکم اور رعایا کے مابین معاملات میں دیانتدار ہو اور اس سے کسی چیز کا لالچ نہ رکھتا ہو ورنہ اس کی نصیحت بے اثر ہوگی۔ نیز حاکم کو رعایا کی صحیح صورتِ حال سے آگاہ کرتا رہے اور ہرگز دھوکا دہی، غلط بیانی اور چاپلوسی سے کام نہ لے۔ اسی طرح اُمورِ سلطنت میں حاکمِ وقت کی معاونت کرتا رہے کیونکہ حاکم اکیلا اپنی

رعایا کے حالات سے واقف نہیں ہوسکتا اس کی وجہ یہ ہے کہ لوگوں کے بے شمار معاملات ہوتے ہیں اور بسا اوقات سلطنت کافی وسیع ہوتی ہے اور نت نئے مسائل پیدا ہوتے رہتے ہیں۔ بادشاہ کے ہم نشین پر لازم ہے کہ وہ نصیحت کرنے والا، امانت دار، بھلائی کے کاموں پر راہنمائی کرنے والا اور عمدہ کارکردگی کا مظاہرہ کرنے والا ہو۔ یہ اچھے ہم نشین کی صفات ہیں اور اگر حاکم کا نائب مذکورہ اوصاف کا حامل نہ ہو تو وہ بُرا ہم نشین اور نقصان دِہ ہوگا۔ چنانچہ،

حضرتِ سیِّدُنا ابوسعید خدری رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ سے مروی ہے کہ پیارے آقا، مکی مدنی مصطفٰی صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''کچھ حکام ایسے ہوں گے جنہیں ان کے مصاحبین اور غَــوَاش (یعنی عَیّار) لوگ رعایا کے معاملات سے اندھیرے میں رکھیں گے، وہ جھوٹ بولیں گے اور ظلم کریں گے۔ تو جو شخص ان کے پاس آئے، ان کے جھوٹ کے باوجود ان کی تصدیق کرے اور ظلم پر ان کی مدد کرے اس کا مجھ سے کوئی تعلق ہے نہ مجھے اس سے کوئی سروکار اور جو ان کے پاس نہ جائے اور ان کے جھوٹ کی وجہ سے ان کی تصدیق نہ کرے اور ظلم پر ان کی مدد نہ کرے میں اس سے ہوں اور وہ مجھ سے ہے۔'' (1)

غَوَاش، غَاشِیَہ کی جمع ہے اور غَاشِیَہ سے مراد وہ شخص ہے جو چالاک و ہوشیار ہو خواہ بھلائی میں ہو یا برائی میں یا کسی ناپسندیدہ معاملے میں اور حاکمِ وقت سے ملنے اس کے پاس آنے والے لوگوں کو بھی غَاشِیَہ کہا جاتا ہے۔

مفہومِ حدیث:

اس حدیثِ پاک کا معنی یہ ہے کہ ''عنقریب کچھ اُمرا ایسے ہوں گے جن کے ہم نشین و مصاحبین جھوٹے، منافق، ظالم، بدتر اور فتنہ باز ہوں گے اور یہ لوگ حاکمِ وقت اور رعایا

(1) ......المسند للامام احمد بن حنبل، مسند ابی سعید خدری، الحدیث: ۱۱۱۹۲، ج ٤، ص ٥٠، تقدَّمًا و تأخُّرًا.

دونوں کے لئے فتنہ کا باعث ہوں گے۔''

حاکم کے ہم نشین پر یہ بھی ضروری ہے کہ وہ ظالم کے خلاف مظلوم کی مدد کرے تا کہ اجر وثواب کا ذخیرہ اکٹھا کرے نہ کہ اپنی گردن پر گناہوں کا بوجھ ڈال لے۔ چنانچہ،

حضرتِ سیِّدُ نا جابر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ اور حضرتِ سیِّدُ نا ابوطلحہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ سے مروی ہے کہ نور کے پیکر، تمام نبیوں کے سَرْ وَر صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''جو کسی مسلمان کو ایسے مقام پر ذلیل کرے جہاں اس کی بے عزتی اور آبرو ریزی کی جارہی ہو تو اَللّٰہ عَزَّوَجَلَّ اسے ایسی جگہ ذلیل ورسوا کرے گا جہاں وہ اس کی مدد چاہتا ہوگا اور جو کسی مسلمان کی ایسی جگہ مدد کرے جہاں اس کی عزت گھٹائی جارہی ہو اور اس کی حرمت کا خیال نہ رکھا جا رہا ہو تو اَللّٰہ عَزَّوَجَلَّ اس کی ایسی جگہ مدد فرمائے گا جہاں اُسے مددِ الٰہی درکار ہوگی۔'' (1)

اب حُکّامِ وقت کو وعظ و نصیحت کرنے کے متعلق عبرت وفائدہ کے لئے چند واقعات ذکر کئے جاتے ہیں۔ چنانچہ،

سیِّدُ نا ابوموسیٰ اور ضَبَّہ مِحْصَن رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا کا واقعہ:

حضرتِ سیِّدُ نا ضَبَّہ بن مِحْصَن عَنَزِی رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ بیان کرتے ہیں کہ ''حضرتِ سیِّدُ نا ابوموسیٰ اشعری رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ بصرہ میں ہم پر حاکم مقرَّر تھے۔ آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ جب خطبہ دیتے تو اَللّٰہ عَزَّوَجَلَّ کی حمد وثناء کرتے، حضور نبی کریم، رءُوف رَّحیم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم پر درود وسلام پڑھتے اور امیر المؤمنین حضرتِ سیِّدُ نا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کے لئے دعائے خیر کیا کرتے۔ مجھے ان کا یہ طریقہ اچھا نہ لگا، میں نے کھڑے ہو کر عرض کی: ''آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ امیر المؤمنین حضرتِ سیِّدُ نا عمر

(1) ......سنن ابی داؤد، کتاب الادب، باب الرجل یذب عن عرض اخیہ، الحدیث: ۴۸۸۴، ص ۱۵۸۱.

فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کو ان کے دوست (یعنی حضرتِ سیِّدُنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ) پر اتنی فضیلت کیوں دیتے ہیں؟'' ایسا انہوں نے چند جمعوں میں کیا تھا۔ میری اس بات پر انہوں نے امیر المؤمنین حضرتِ سیِّدُنا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کی طرف ایک مکتوب لکھا جس میں میری یہ شکایت کی گئی تھی کہ ضَبَّہ بن مِحْصَن عَنَزِی میرے خطبہ میں مداخلت کرتے ہیں۔

امیر المؤمنین حضرتِ سیِّدُنا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے انہیں مکتوب کا جواب دیا اور لکھا کہ ضَبَّہ کو میرے پاس بھیج دو۔ حضرتِ سیِّدُنا ابوموسیٰ اشعری رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے مجھے امیر المؤمنین حضرتِ سیِّدُنا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کے پاس بھیج دیا۔ میں نے وہاں پہنچ کر امیر المؤمنین حضرتِ سیِّدُنا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کا دروازہ کھٹکھٹایا، آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ باہر تشریف لائے اور پوچھا: ''تم کون ہو؟'' میں نے عرض کی: ''ضَبَّہ بن مِحْصَن۔'' آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے مجھ سے فرمایا: ''نہ تو تیرے لئے خوش آمدید ہے اور نہ ہی خیر مقدمی۔'' میں نے عرض کی: ''خوش آمدید تو اللہ عَزَّوَجَلَّ کی طرف سے ہے۔ اور باقی نہ تو میرا اہل ہے اور نہ ہی کوئی مال۔ آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے بلاوجہ مجھے میرے شہر سے کیوں طلب فرمایا؟'' امیر المؤمنین حضرتِ سیِّدُنا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے ارشاد فرمایا: ''میرے گورنر (یعنی ابوموسیٰ اشعری) اور تیرے مابین کیا جھگڑا ہوا؟'' میں نے عرض کی: ''ابھی بتاتا ہوں۔ بات دراصل یہ ہے کہ حضرتِ سیِّدُنا ابوموسیٰ اشعری رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ جب بھی خطبہ دیتے تو اللہ عَزَّوَجَلَّ کی حمد وثناء کرتے، مصطفٰی جانِ رحمت صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم پر دُرود وسلام پڑھتے پھر آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کے لئے دعائے خیر کرتے۔ ان کا یہ فعل مجھے اچھا نہ لگا تو میں نے کھڑے ہو کر عرض کی:

''آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ امیرالمؤمنین حضرتِ سیِّدُنا عمرِ فاروق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کو ان کے دوست امیرالمؤمنین حضرتِ سیِّدُنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ پر اتنی فضیلت کیوں دیتے ہیں؟'' ایسا انہوں نے چند جمعوں میں کیا تھا۔ پھر انہوں نے بذریعۂ مکتوب آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ سے میری شکایت کی۔'' حضرتِ سیِّدُنا ضَبَّہ بن مِحْصَن عَنَزِی رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ فرماتے ہیں: ''امیرالمؤمنین حضرتِ سیِّدُنا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ روتے ہوئے پیچھے ہٹنے لگے اور فرما رہے تھے کہ تم مجھ سے زیادہ ہدایت یافتہ ہو۔ اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ تمہیں معاف فرمائے کیا تم مجھے معاف کردو گے؟'' میں نے عرض کی: ''اے امیرالمؤمنین رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ! اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کو معاف فرمائے۔'' پھر آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ روتے ہوئے پیچھے ہٹنے لگے اور یہ فرما رہے تھے: ''امیرالمؤمنین حضرتِ سیِّدُنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کا ایک دن اور ایک رات عمر اور آلِ عمر سے بہتر ہے۔ کیا میں تمہیں ان کے اس دن اور رات کے متعلق نہ بتاؤں؟'' میں نے عرض کی: ''کیوں نہیں۔''

امیرالمؤمنین حضرتِ سیِّدُنا عمرِ فاروق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے ارشاد فرمایا: امیرالمؤمنین حضرتِ سیِّدُنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کی رات تو یہ ہے کہ جب رَسُوْلُ اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے کفار سے دامن بچاتے ہوئے مکۂ مکرمہ زَادَھَا اللّٰہُ شَرَفًا وَّتَعْظِیْمًا سے تشریف لے جانے کا ارادہ فرمایا تو آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم رات میں تشریف لے گئے اور امیرالمؤمنین حضرتِ سیِّدُنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ بھی آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے ساتھ ہو لئے۔ کبھی تو آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ حضور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے آگے چلنے لگتے اور کبھی پیچھے، کبھی دائیں جانب تو کبھی بائیں جانب۔ اس پر آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''اے ابوبکر! یہ کیا ہے؟ پہلے تو تم نے

ایسا کبھی نہیں کیا۔'' آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے عرض کی: ''یَارَسُوْلَ اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم! جب مجھے یہ اندیشہ ہوتا ہے کہ کوئی گھات لگائے نہ بیٹھا ہو تو میں آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے آگے آجاتا ہوں اور جب یہ فکر دامن گیر ہوتی ہے کہ کوئی آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے تعاقب میں نہ آرہا ہو تو آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے پیچھے ہو جاتا ہوں اور اسی وجہ سے آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی دائیں بائیں طرف سے چلنا شروع کر دیتا ہوں۔ کیونکہ مجھے آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم پر دشمن کی طرف سے خوف ہے۔''

اس رات مصطفٰی جانِ رحمت صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم اپنے پاؤں کی انگلیوں کے پوروں پر چل رہے تھے، یہاں تک کہ انگلیاں مبارک سُوج گئیں۔ جب امیر المؤمنین حضرتِ سیِّدُنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے یہ حالت دیکھی تو حضور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو اپنے کندھوں پر اٹھا کر تیز تیز چلنے لگے۔ جب غار کے منہ پر پہنچے تو رَسُوْلُ اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو کندھوں سے نیچے اُتارا اور عرض کی: ''اس ذات کی قسم جس نے آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو حق کے ساتھ مبعوث فرمایا! غار میں آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم سے پہلے میں داخل ہوں گا کیونکہ اگر اس میں کوئی موذی جانور وغیرہ ہو تو آپ سے پہلے مجھے اذیت پہنچائے۔ پھر آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ غار میں داخل ہوئے تو وہاں انہیں کوئی ایسی چیز نظر نہ آئی، پھر حضور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو اپنے کندھوں پر اُٹھایا اور غار میں لے گئے۔ غار میں ایک ایسا سوراخ تھا کہ جس میں عموماً سانپ اور بچھو وغیرہ کا ٹھکانہ ہوتا ہے تو امیر المؤمنین حضرتِ سیِّدُنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے اپنا پاؤں اس سوراخ پر رکھ دیا اس خوف سے کہ کہیں کوئی موذی جانور آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ

وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو ضرر نہ پہنچائے۔ یہ امیر المؤمنین حضرتِ سیِّدُنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کی رات کا واقعہ ہے۔ (1)

اور امیر المؤمنین حضرتِ سیِّدُنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کا دن یہ ہے کہ جب اللہ عَزَّوَجَلَّ کے محبوب، دانائے غُیوب، مُنَزَّہٌ عَنِ الْعُیوب صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم (ظاہراً) اس دنیا سے پردہ فرما گئے تو بعض نومسلم عرب (معاذ اللّٰہ) مرتد ہو گئے اور کہنے لگے: ''ہم نماز تو پڑھیں گے مگر زکوٰۃ ادا نہیں کریں گے۔'' تو میں امیر المؤمنین حضرتِ سیِّدُنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کی خدمت میں حاضر ہوا اور مسلسل عرض کرتا رہا: ''اے خلیفۂ رسول! لوگوں کے ساتھ نرمی کیجئے۔ تو آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے مجھ سے فرمایا: ''کیا ہوا زمانۂ جاہلیت میں تو بڑے سخت تھے اور اسلام میں نرم ہو گئے ہو؟ کس بناء پر میں ان کے ساتھ نرمی کروں؟ رَسُوْلُ اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم دُنیا سے پردہ فرما گئے، سلسلۂ وحی ختم ہو گیا۔ اللہ عَزَّوَجَلَّ کی قسم! اگر ان لوگوں نے مجھے (زکوٰۃ میں) وہ رسی دینے سے بھی انکار کیا جو رَسُوْلُ اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو دیا کرتے تھے تو میں ان سے جہاد کروں گا۔ ''امیر المؤمنین حضرتِ سیِّدُنا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے فرمایا: ''پھر ہم نے منکرینِ زکوٰۃ سے جہاد کیا اور اللہ عَزَّوَجَلَّ کی قسم! وہ بہترین حکمران تھے۔ یہ ان کے دن کا واقعہ ہے۔''

پھر امیر المؤمنین حضرتِ سیِّدُنا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے حضرتِ سیِّدُنا ابوموسیٰ اشعری رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کی طرف مکتوب روانہ فرمایا اور انہیں ایسا کرنے پر ملامت فرمائی۔''

---

(1)......دلائل النبوة للبیهقی، جماع ابواب المبعث، باب خروج النبی......الخ، ج۲، ص۴۷۷.

اِمام اَوزاعی رَحْمَةُ اللهِ عَلَیْه اور خلیفہ منصور کا واقعہ:

اہلِ شام کے امام حضرتِ سیِّدُ نا امام عبدالرحمٰن بن عمرو اوزاعی رَحْمَةُ اللهِ تَعَالٰی عَلَیْہ فرماتے ہیں: ''خلیفہ ابو جعفر منصور نے میرے پاس پیغام بھیجا اس وقت میں ساحل پر تھا۔ جب میں اس کے پاس آیا اور قریب پہنچ کر سلام کیا تو اس نے جواب دیا اور مجھے اپنے پاس بٹھا لیا۔ پھر مجھ سے کہنے لگا: ''آنے میں اتنی دیر کیوں کی؟'' میں نے کہا: ''اے خلیفہ! تجھے مجھ سے بھلا کیا کام ہے؟'' اس نے کہا: ''میں آپ سے کچھ سیکھنا چاہتا ہوں۔'' میں نے کہا: ''اے خلیفہ! جو کچھ میں بیان کروں اسے غور سے سننا۔'' خلیفہ منصور نے کہا: ''میں کیسے توجہ نہ دوں گا؟ حالانکہ میں خود سوال کر رہا ہوں اور اسی کے لئے آپ کی طرف متوجہ ہوا ہوں اور آپ کو عرض کی ہے۔'' حضرتِ سیِّدُ نا امام اوزاعی رَحْمَةُ اللهِ تَعَالٰی عَلَیْہ فرماتے ہیں: میں نے کہا: ''مجھے اس بات کا خوف ہے کہ تم سنو گے مگر عمل نہ کرو گے۔'' یہ سن کر (اس کا وزیر) ربیع مجھ پر چیخا اور اپنا ہاتھ تلوار کی طرف بڑھایا تو ابو جعفر منصور نے اسے جھڑک دیا اور کہا: ''یہ محفلِ ثواب ہے نہ کہ محفلِ عقاب۔'' اس سے میرا دل خوش ہو گیا اور میں نے اطمینان کے ساتھ اپنا کلام شروع کرتے ہوئے کہا: ''اے خلیفہ! حُسنِ اَخلاق کے پیکر، تمام نبیوں کے سرور، دو جہاں کے تاجور صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّم نے اِرشاد فرمایا: ''جس بندے کے پاس اس کے دین کے متعلق اللہ عَزَّوَجَلَّ کی طرف سے کوئی نصیحت آئے تو یہ اللہ عَزَّوَجَلَّ کی ایک نعمت ہے جو اس کی طرف بھیجی گئی ہے۔ اگر وہ شکر کے ساتھ قبول کرلے تو ٹھیک ورنہ وہ اس پر اللہ عَزَّوَجَلَّ کی حجت ہے تا کہ اس کے گناہوں میں اضافہ ہو اور اس کے سبب اس پر اللہ عَزَّوَجَلَّ کی ناراضی زیادہ ہو۔'' (1)

......شعب الایمان للبیهقی، باب فی طاعة اولی الامر،فصل فی نصیحة الولاة ووعظهم، الحدیث: ٧٤١٠، ج٦، ص٢٩.

اے خلیفہ! حضور نبیِّ پاک، صاحبِ لولاک، سیاحِ افلاک صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے یہ بھی ارشاد فرمایا: ''جو حاکم اس حال میں مرا کہ اپنی رعایا کے ساتھ دھوکا کرنے والا ہو تو اللہ عَزَّوَجَلَّ اس پر جنت حرام فرما دیتا ہے۔'' (1)

ایک روایت میں اس طرح ہے: ''جس امام نے اپنی رعایا کے ساتھ دغا بازی کرتے ہوئے رات گزاری اللہ عَزَّوَجَلَّ اس پر جنت حرام فرما دیتا ہے۔'' (2)

اے خلیفہ! جس نے حق کو ناپسند کیا اس نے اللہ عَزَّوَجَلَّ کو اچھا نہیں جانا بے شک وہ واضح حق ہے، اسی نے ہی تیرے لئے تیری رعایا کے دلوں کو نرم کر دیا تھا جب اس نے تجھے ان کے معاملات پر حاکم بنایا تھا کیونکہ تجھے رَسُوْلُ اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی قرابت حاصل ہے اور حضور نبیِّ کریم، رَءُوفٌ رَّحیم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم اپنی امت پر مہربان و رحیم ہیں۔ آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم اپنے ہاتھ سے ان کی غم خواری کرتے، لوگ بھی آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی تعریف کرتے ہیں اور اللہ عَزَّوَجَلَّ کے نزدیک بھی آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم قابلِ تعریف ہیں۔ تمہارے لائق یہی ہے کہ اپنی رعایا میں عدل وانصاف اور حق کے ساتھ قائم رہو۔ ان کی پردہ پوشی کرو۔ ان پر اپنے دروازے بند نہ کرو اور ان کے سامنے کوئی رکاوٹ نہ بناؤ۔ اگر انہیں کوئی نعمت ملے تو خوشی کا اظہار کرو اور اگر کوئی تکلیف پہنچے تو غمگین ہو جاؤ۔

اے خلیفہ! پہلے تم اپنی ذات میں مشغول تھے اور دیگر ان لوگوں سے بے پرواہ تھے جن

---

(1)......شعب الایمان للبیھقی، باب فی طاعة اولی الامر، فصل فی نصیحة الولاة ووعظهم، الحدیث: ۷۴۱۱، ج۶، ص۳۰، "مات" بدله "بات".

(2)......شعب الایمان للبیھقی، باب فی طاعة اولی الامر، فصل فی نصیحة الولاة ووعظهم، الحدیث: ۷۴۱۱، ج۶، ص۳۰، "مات" بدله "بات".

کے سرخ وسیاہ اور مسلم وکافر اب تمہاری ملکیت میں ہیں اور ہر ایک کے لئے عدل وانصاف کا ایک حصہ تم پر لازم ہے۔اس وقت تمہارا کیا حال ہوگا جب ان میں سے گروہ درگروہ لوگ آئیں گے اور ہر ایک اس مصیبت کی شکایت کرے گا جس میں تم نے اُسے مبتلا کیا ہوگا۔ اور ہر اس ظلم کی شکایت کرے گا جو تم نے اس پر کیا ہوگا؟

اے خلیفہ! ایک مرتبہ سرکارِ مدینہ، قرارِ قلب وسینہ، باعثِ نُزولِ سکینہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے دستِ مبارک میں ایک ٹہنی تھی جس سے آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم مسواک کرتے اور منافقین کو ڈراتے تھے۔حضرتِ سیِّدُنا جبرائیل عَلَیْہِ السَّلام آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی بارگاہ میں حاضر ہوئے اور عرض کی: ''یَارَسُوْلَ اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم ! یہ ٹہنی کیسی ہے جس سے آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی امت کے دل ٹوٹ گئے اور رعب سے بھر گئے؟'' تو اس کا کیا حال ہوگا جس نے لوگوں کے پردے چاک کئے۔ان کے خون بہائے۔ان کے گھروں کو تباہ وبرباد کیا۔انہیں جلاوطن کر دیا اور اس کے خوف نے لوگوں کو اس سے دور کر دیا؟

اے خلیفہ! ایک مرتبہ سیِّدُالْمُبَلِّغِین، رَحْمَۃٌ لِّلْعٰلَمِیْن صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ایک اَعرابی سے خراش پہنچنے پر اسے بلایا (اور اس سے قصاص لیا) جبکہ اس نے جان بوجھ کر خراش نہیں لگائی تھی تو جبرائیل عَلَیْہِ السَّلام نے حاضر ہو کر عرض کی: ''یَارَسُوْلَ اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم ! اَللّٰہ عَزَّوَجَلَّ نے آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو جبّار ومتکبر بنا کر نہیں بھیجا۔'' تو پیارے آقا صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے اس اَعرابی کو بلا کر اِرشاد فرمایا: ''مجھ سے قصاص لے لو۔'' اس نے عرض کی: ''میرے ماں باپ آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم پر قربان! میں نے معاف کیا اور میں ایسا کبھی نہیں کر سکتا اگر چہ آپ صَلَّی اللّٰہُ

تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم مجھے ہلاک فرما دیں تو حضور نبیٔ پاک، صاحبِ لَولاک، سیّاحِ اَفلاک صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے اس کے لئے دعائے خیر فرمائی۔'' (1)

اے خلیفہ! اپنے نفس کو قابو میں رکھ اور اسے نیکی کی عادت ڈال۔ اس کے لئے اپنے رب عَزَّوَجَلَّ سے امان طلب کر اور اس جنت میں رغبت رکھ جس کی چوڑائی آسمانوں اور زمین کے برابر ہے جس کے بارے میں اللہ عَزَّوَجَلَّ کے محبوب، دانائے غُیوب، مُنَزَّہٌ عَنِ الْعُیوب صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''جنت میں تمہاری کمان جتنی جگہ دُنْیَا وَمَا فِیْھَا (یعنی دُنیا اور جو کچھ اس میں ہے) سے بہتر ہے۔'' (2)

اے خلیفہ! کیا تم اس آیتِ مبارکہ:

مَالِ هٰذَا الْكِتٰبِ لَا یُغَادِرُ صَغِیْرَةً وَّ لَا كَبِیْرَةً اِلَّاۤ اَحْصٰىهَاۚ (پ ۱۵، الکھف: ۴۹)

ترجمۂ کنز الایمان: اس نوشتہ کو کیا ہوا نہ اس نے کوئی چھوٹا گناہ چھوڑا نہ بڑا جسے گھیر نہ لیا ہو۔

کی وہ تفسیر جانتے ہو جو تمہارے جدِّ امجد (حضرتِ سیِّدُنا عبد اللہ بن عباس رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْھُمَا) نے بیان کی اور ارشاد فرمایا: ''اس آیت میں مذکور لفظِ ''صغیرۃ'' سے مراد مسکرانا اور ''کبیرۃ'' سے مراد ہنسنا ہے تو ان اَعمال کا کیا حال ہو گا جن کو تمہارے ہاتھوں نے کمایا اور زبانوں نے جمع کیا؟''

اے خلیفہ! مجھے یہ بات پہنچی ہے کہ امیر المؤمنین حضرتِ سیِّدُنا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے ارشاد فرمایا: ''اگر نہرِ فرات کے کنارے کوئی بکری کا بچہ بھی بھوکا پیاسا مر گیا تو مجھے خوف ہے کہ اس کے متعلق مجھ سے پوچھا جائے گا۔'' تو اس کا کیا حال ہو گا جو تیرے عدل و انصاف سے محروم رہا حالانکہ وہ تیری نگہبانی میں تھا۔

---

1 ......المستدرك للحاكم، كتاب الرقاق، باب دعا النبی اعرابیًا الی......الخ، الحدیث: ۸۰۱۳، ج۵، ص ۴۷۱.

2 ......صحیح البخاری، كتاب الرقاق، باب صفة الجنة والنار، الحدیث ۶۵۶۸، ص ۵۵۰، ''لقید'' بدله ''لقاب''.

اے خلیفہ! کیا اس آیتِ کریمہ:

يٰدَاوٗدُ اِنَّا جَعَلْنٰكَ خَلِيْفَةً فِى الْاَرْضِ فَاحْكُمْ بَيْنَ النَّاسِ بِالْحَقِّ وَلَا تَتَّبِعِ الْهَوٰى فَيُضِلَّكَ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ؕ (پ۲۳،ص:۲۶)

ترجمۂ کنزالایمان: اے داؤد! بیشک ہم نے تجھے زمین میں نائب کیا تو لوگوں میں سچا حکم کر اور خواہش کے پیچھے نہ جانا کہ تجھے اللہ کی راہ سے بہکا دے گی۔

کی تفسیر جانتے ہو جو تمہارے جدِّ امجد رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے کی ہے۔ چنانچہ، اِرشاد فرماتے ہیں کہ اللہ عَزَّوَجَلَّ نے زبور شریف میں ارشاد فرمایا: ''اے داؤد! جب دو جھگڑا کرنے والے تیرے سامنے بیٹھیں اور کسی ایک کی طرف تیرا دل مائل ہو تو ہرگز اس کے حق میں فیصلہ کرنے کی خواہش نہ کرنا کہ وہ دوسرے کے خلاف کامیاب ہو جائے۔ اگر ایسا کیا تو میں تجھے اپنی طرف سے عطا کردہ نبوت وخلافت کے درجات میں سے تیرا ایک درجہ کم کردوں گا۔ پھر اس درجہ میں تیری کوئی فضیلت نہ ہوگی۔ اے داؤد! میں نے اپنے رسولوں کو اپنے بندوں پر اس طرح نگہبان مقرر فرمایا ہے جس طرح اونٹوں کا چرواہا ان کی دیکھ بھال کرتا، ان کے معاملات سے واقف ہوتا اور ایک تدبیر کے تحت ان پر نرمی کرتا، شکستہ حال کی مدد کرتا اور لاغر اونٹوں کو گھاس پانی کی طرف لے جاتا ہے۔

اے خلیفہ! تو ایسی آزمائش میں ڈال دیا گیا ہے کہ اگر اسے زمین وآسمان اور پہاڑوں پر پیش کیا جاتا تو وہ بھی اسے اُٹھانے سے انکار کر دیتے اور اس سے خوف زدہ ہو جاتے۔ اے خلیفہ! امیر المؤمنین حضرتِ سیِّدُنا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے ایک انصاری کو زکوٰۃ وصول کرنے پر عامل مقرر فرمایا۔ چند دن بعد اسے گھر پر دیکھا تو دریافت فرمایا: ''تم اپنے کام پر کیوں نہیں گئے؟ کیا تجھے معلوم نہیں کہ تیرے لئے اللہ عَزَّوَجَلَّ کی راہ میں جہاد کرنے

والے کی مثل اجر ہے؟'' انصاری نے عرض کی: ''ایسی بات نہیں۔'' ارشاد فرمایا: ''تو کیوں نہیں گئے؟'' انصاری نے عرض کی: مجھے یہ حدیث پہنچی ہے کہ نور کے پیکر، تمام نبیوں کے سَرْوَر صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''جو شخص لوگوں کے معاملات میں سے کسی معاملہ پر والی بنا تو قیامت کے دن اسے اس حالت میں لایا جائے گا کہ اس کا ہاتھ اس کی گردن کے ساتھ بندھا ہوا ہوگا اور اسے اس کا عدل وانصاف ہی کھول سکے گا۔'' (1)

اے خلیفہ! بے شک سخت ترین معاملہ اللہ عَزَّوَجَلَّ کے لئے اس کے حق کو قائم کرنا ہے۔ اللہ عَزَّوَجَلَّ کے نزدیک سب سے زیادہ عزت، تقویٰ میں ہے۔ جس نے اللہ عَزَّوَجَلَّ کی اِطاعت کے ساتھ عزت طلب کی تو اللہ عَزَّوَجَلَّ اسے بلندی عطا فرما کر عزت بخشے گا اور جس نے اللہ عَزَّوَجَلَّ کی نافرمانی کے ساتھ عزت طلب کی تو اللہ عَزَّوَجَلَّ اسے ذلیل ورسوا کرے گا۔ یہ میری طرف سے تجھے نصیحت ہے۔ ''وَالسَّلَامُ عَلَیْكَ''

حضرتِ سَیِّدُنا امام اوزاعی رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ فرماتے ہیں: پھر میں واپسی کے لئے اٹھا تو خلیفہ ابو جعفر منصور نے پوچھا: ''کہاں؟'' میں نے کہا: ''اِنْ شَآءَ اللّٰه عَزَّوَجَلَّ اپنی اَولاد اور وطن کی طرف، اگر اجازت ہو تو۔'' خلیفہ نے کہا: ''میں نے آپ کو اجازت دی اور اس نصیحت پر آپ کا شکریہ ادا کرتا اور اسے قبول کرتا ہوں اور اللہ عَزَّوَجَلَّ ہی نیکی کی توفیق عطا فرمانے والا اور مددگار رہے۔ میں اسی سے مدد طلب کرتا اور اسی پر توکل کرتا ہوں۔ وہ مجھے کافی ہے اور وہ سب سے اچھا کارساز ہے۔ مجھے اسی طرح کی نصیحت کرتے رہنا کیونکہ آپ کی بات قبول کی جانے والی ہے اور آپ نصیحت میں مخلص ہیں۔'' میں نے کہا: ''اِنْ شَآءَ اللّٰه عَزَّوَجَلَّ ایسا ہی کروں گا۔''

---

1 ......مجمع الزوائد، کتاب الخلافۃ، باب فی من ولی شیئا، الحدیث: ۹۰۳۵، ج۵، ص ۳۷۰، مفهومًا.

حضرتِ سیِّدُنا محمد بن مصعب رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ فرماتے ہیں: خلیفہ نے انہیں کچھ مال دینے کا حکم دیا تاکہ جاتے ہوئے آپ رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ کو کام آئے۔ مگر حضرتِ سیِّدُنا امام اوزاعی رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ نے اسے قبول نہ کیا اور ارشاد فرمایا: ''میں اس سے بے نیاز ہوں، میں اپنی نصیحت دنیوی مال ومتاع کے عوض نہیں بیچنا چاہتا۔'' منصور نے ان کی روِش کو جان لیا اور ان پر اس معاملہ میں قدرت نہ پا سکا۔ (1)

نیکی کی دعوت دینے اور برائی سے منع کرنے کے سلسلے میں ہمارے علمائے حق کی سیرت یہ ہے کہ وہ بادشاہوں کے رعب ودبدبہ کی بھی پرواہ نہ کرتے تھے کیونکہ اِن نفوسِ قدسیہ نے اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ کے فضل وکرم پر توکل کیا تھا کہ وہی ان کا محافظ ہے اور وہ اس حکمِ الٰہی پر راضی تھے کہ وہ انہیں شہادت سے نواز دے۔ جب انہوں نے اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ کے لئے اپنی نیتوں کو خالص کرلیا تو ان کے کلام میں ایسی تاثیر پیدا ہوگئی کہ سخت دلوں کو بھی نرم کردیا۔ آج کے دور میں تو بعض اہلِ علم کی زبانیں لالچ کی زنجیروں میں قید ہوگئیں اور انہوں نے خاموشی اِختیار کرلی۔ اگر کلام کرتے بھی ہیں تو ان کے قول وفعل میں موافقت نہیں ہوتی۔ اسی وجہ سے وہ کامیاب بھی نہیں ہوتے۔ بادشاہوں میں بگاڑ پیدا ہونے کی وجہ سے رعایا بگڑ جاتی ہے اور بادشاہوں میں بگاڑ اہلِ علم کے فساد کی وجہ سے ہوتا ہے اور اہلِ علم میں فساد مال ومنصب کی محبت کی وجہ سے پیدا ہوتا ہے اور جن پر دنیا کی محبت غالب آجائے وہ بگڑے ہوئے عام لوگوں کو بھی نیکی کی دعوت دینے اور برائی سے منع کرنے پر قادر نہیں ہوتے تو پھر حکماء واُمرا کو دعوت کیسے دیں گے۔ (2)

---

1 ......حلیۃ الاولیاء وطبقات الاصفیاء، ذکر طبقۃ من تابعی اھل الشام،ابوعمروالاوزاعی، الحدیث: ٨١٢٠، ج٦، ص١٤٦تا١٥١.

2 ......احیاء علوم الدین، کتاب الامربالمعروف والنھی عن المنکر،باب الرابع فی امر......الخ، ج٢، ص٤٣٧.

اللہ عَزَّوَجَلَّ حضرت سیّد شریف جرجانی قُدِّسَ سِرُّہُ النُّورَانِی پر رحم فرمائے ، انہوں نے کیا خوب فرمایا ہے:

وَلَوْ اَنَّ اَهْلَ الْعِلْمِ صَانُوْهُ صَانَهُمْ   وَلَوْعَظَّمُوْهُ فِي الْقُلُوْبِ لَعَظَّمَا

وَلٰكِنْ اَهَانُوْهُ فَهَانُوْا وَلَطَّخُوْا   مُحَيَّاهُ بِالْاَطْمَاعِ حَتّٰى تَجَهَّمَا

ترجمہ: (۱)......اگر اہلِ علم، علم کی حفاظت کرتے تو یہ ان کی حفاظت کرتا اور اگر وہ دل سے اس کی تعظیم کرتے تو یہ بھی ان کو عزت دیتا لیکن انہوں نے اس کی بے قدری وتوہین کی تو خود اپنی اہمیت کھو بیٹھے اور لالچ سے اس کا چہرہ آلودہ کر دیا یہاں تک کہ علم نے ان سے روگردانی کرلی۔

وَصَلَّى اللّٰهُ وَسَلَّمَ وَبَارَكَ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّاٰلِهٖ وَصَحْبِهٖ اَجْمَعِيْن

6 اَفراد پر لعنت

فرمانِ مصطفٰی صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّم: ''6 طرح کے لوگوں پر میں لعنت کرتا ہوں اور اللہ عَزَّوَجَلَّ بھی اُن پر لعنت فرماتا ہے اور ہر نبی کی دعا قبول ہے۔ 6 اَشخاص یہ ہیں: (۱) کتاب اللہ میں اضافہ کرنے والا (۲) تقدیر کو جھٹلانے والا (۳) میری امت پر ظلم کے ساتھ تسلط کرنے والا کہ اس شخص کو عزت دیتا ہے جسے اللہ عَزَّوَجَلَّ نے ذلیل کیا اور اسے ذلیل کرتا ہے جسے اللہ عَزَّوَجَلَّ نے عزت عطا فرمائی (۴) اللہ عَزَّوَجَلَّ کے حرم (یعنی حرمِ مکہ) کو حلال ٹھہرانے والا (۵) میرے اہل بیت کی حرمت جس کا اللہ عَزَّوَجَلَّ نے حکم دیا ہے اس کو پامال کرنے والا اور (۶) میری سنت کو چھوڑنے والا۔'' (صحیح ابن حبان، الحدیث: ۵۷۱۹، ج۷، ص ۵۰۱)

مآخذ و مراجع

مطبوعہ	مصنف/مؤلف	کتاب	نمبر شمار
ضیاء القرآن پبلیشرز لاہور	کلامِ باری تعالیٰ	قرآنِ مجید	1
ضیاء القرآن پبلیشرز لاہور	اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان رحمۃ اللہ علیہ متوفّٰی ١٣٤٠ھ	ترجمہ کنز الایمان	2
ضیاء القرآن پبلیشرز لاہور	سید محمد نعیم الدین مراد آبادی رحمۃ اللہ علیہ متوفّٰی ١٣٦٧ھ	تفسیر خزائن العرفان	3
پیر بھائی کمپنی لاہور	حکیم الامت مفتی احمد یار خان رحمۃ اللہ علیہ متوفّٰی ١٣٩١ھ	تفسیر نور العرفان	4
دار السلام ریاض	امام محمد بن اسماعیل بخاری رحمۃ اللہ علیہ متوفّٰی ٢٥٦ھ	صحیح بخاری	5
دار السلام ریاض	امام مسلم بن حجاج نیشاپوری رحمۃ اللہ علیہ متوفّٰی ٢٦١ھ	صحیح مسلم	6
دار السلام ریاض	امام ابو داؤد سلیمان بن اشعث رحمۃ اللہ علیہ متوفّٰی ٢٧٥ھ	سننِ ابی داؤد	7
دار السلام ریاض	امام محمد بن عیسٰی ترمذی رحمۃ اللہ علیہ متوفّٰی ٢٧٩ھ	جامع ترمذی	8
دار السلام ریاض	امام احمد بن شعیب نسائی رحمۃ اللہ علیہ متوفّٰی ٣٠٣ھ	سننِ نسائی	9
دار السلام ریاض	امام محمد بن یزید قزوینی ابن ماجہ رحمۃ اللہ علیہ متوفّٰی ٢٧٣ھ	سننِ ابنِ ماجہ	10
دار المعرفۃ بیروت ١٤٢٠ھ	امام مالک بن انس رحمۃ اللہ علیہ متوفّٰی ١٧٩ھ	الموطأ	11
دار الفکر بیروت ١٤١٤ھ	امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ متوفّٰی ٢٤١ھ	المسند	12
دار المعرفۃ بیروت ١٤١٨ھ	امام محمد بن عبداللہ حاکم رحمۃ اللہ علیہ متوفّٰی ٤٠٥ھ	المستدرک	13
دار الفکر بیروت ١٤١٧ھ	امام زکی الدین عبد العظیم منذری رحمۃ اللہ علیہ متوفّٰی ٦٥٦ھ	الترغیب والترہیب	14
دار الکتب العلمیہ ١٤١٧ھ	حافظ محمد بن حبان رحمۃ اللہ علیہ متوفّٰی ٣٥٤ھ	صحیح ابنِ حبان	15
دار الکتب العلمیہ ١٤٢١ھ	امام احمد بن حسین بیہقی رحمۃ اللہ علیہ متوفّٰی ٤٥٨ھ	شعب الایمان	16
دار الکتب العلمیہ ١٤٢٥ھ	امام حافظ جلال الدین سیوطی شافعی رحمۃ اللہ علیہ متوفّٰی ٩١١ھ	الجامع الصغیر	17
دار الکتب العلمیہ ١٤٠٣ھ	حافظ سلیمان بن احمد طبرانی رحمۃ اللہ علیہ متوفّٰی ٣٦٠ھ	المعجم الصغیر	18
دار الکتب العلمیۃ ١٤٢٠ھ	حافظ سلیمان بن احمد طبرانی رحمۃ اللہ علیہ متوفّٰی ٣٦٠ھ	المعجم الاوسط	19
دار الکتب العلمیہ ١٤٢٣ھ	حافظ احمد بن حسین بیہقی رحمۃ اللہ علیہ متوفّٰی ٤٥٨ھ	دلائل النبوۃ	20
دار صادر بیروت ٢٠٠٠	امام ابو حامد محمد بن احمد غزالی رحمۃ اللہ علیہ متوفّٰی ٥٠٥ھ	احیاء علوم الدین	21
دار الفکر بیروت ١٤١٤ھ	امام حافظ جلال الدین سیوطی شافعی رحمۃ اللہ علیہ متوفّٰی ٩١١ھ	جامع الاحادیث	22
دار الفکر بیروت ١٤٢٠ھ	حافظ نور الدین علی بن ابو بکر ھیثمی رحمۃ اللہ علیہ متوفّٰی ٨٠٧ھ	مجمع الزوائد	23
رضا فاؤنڈیشن لاہور	اعلیٰ حضرت امام احمد اضا خان علیہ رحمۃ اللہ علیہ متوفّٰی ١٣٤٠ھ	فتاویٰ رضویہ	24
مکتبۃ المدینہ کراچی	مفتی محمد امجد علی اعظمی رحمۃ اللہ علیہ متوفّٰی ١٣٦٧ھ	بہارِ شریعت	25

مجلس المدینة العلمیة کی طرف سے پیش کردہ 202 کتب ورسائل مع عنقریب آنے والی 13 کتب ورسائل

{شعبہ کُتُبِ اعلیٰ حضرت}

اردو کتب:

01......راہِ خدا میں خرچ کرنے کے فضائل (رَادُّ الْقَحطِ وَالْوَبَاءِ بِدَعْوَةِ الْجِيْرَانِ وَمُوَاسَاةِ الْفُقَرَاءِ) (کل صفحات:40)

02......کرنسی نوٹ کے شرعی احکامات (كِفْلُ الْفَقِيْهِ الْفَاهِمِ فِيْ اَحْكَامِ قِرْطَاسِ الدَّرَاهِم) (کل صفحات:199)

03......فضائل دعا (اَحْسَنُ الْوِعَاءِ لِآدَابِ الدُّعَاءِ مَعَهٗ ذَيْلُ الْمُدَّعَاءِ لِاَحْسَنِ الْوِعَاءِ) (کل صفحات:326)

04......عیدین میں گلے ملنا کیسا؟ (وِشَاحُ الْجِيْدِفِيْ تَحْلِيْلِ مُعَانَقَةِ الْعِيْد) (کل صفحات:55)

05......والدین، زوجین اور اساتذہ کے حقوق (اَلْحُقُوق لِطَرْحِ الْعُقُوْق) (کل صفحات:125)

06......الملفوظ المعروف بہ ملفوظات اعلیٰ حضرت (مکمل چار حصے) (کل صفحات:561)

07......شریعت وطریقت (مَقَالُ الْعُرَفَاءِ بِاِعْزَازِشَرْعٍ وَّعُلَمَاء) (کل صفحات:57)

08......ولایت کا آسان راستہ (تصورِ شیخ) (اَلْيَاقُوْتَةُ الْوَاسِطَة) (کل صفحات:60)

09......معاشی ترقی کا راز (حاشیہ وتشریح تدبیر فلاح ونجات واصلاح) (کل صفحات:41)

10......اعلیٰ حضرت سے سوال جواب (اِظْهَارُ الْحَقِّ الْجَلِي) (کل صفحات:100)

11......حقوق العباد کیسے معاف ہوں (اَعْجَبُ الْاِمْدَاد) (کل صفحات:47)

12......ثبوتِ ہلال کے طریقے (طُرُقُ اِثْبَاتِ هِلَال) (کل صفحات:63)

13......اولاد کے حقوق (مَشْعَلَةُ الْاِرْشَاد) (کل صفحات 31)

14......ایمان کی پہچان (حاشیہ تمہید ایمان) (کل صفحات:74)

15......اَلْوَظِيْفَةُ الْكَرِيْمَة (کل صفحات:46)

عربی کتب:

16، 17، 18، 19، 20......جَدُّ الْمُمْتَارِ عَلٰى رَدِّالْمُحْتَار (المجلد الاول والثانی والثالث والرابع والخامس) (کل صفحات:570، 672، 713، 650، 483)

21......اَلتَّعْلِيْقُ الرَّضَوِی عَلٰى صَحِيْحِ الْبُخَارِی (کل صفحات:458)

22......كِفلُ الْفَقِيهِ الْفَاهِم (کل صفحات:74) 23......اَلْاِجَازَاتُ الْمَتِيْنَة (کل صفحات:62)

24......اَلزَّمْزَمَةُ الْقَمَرِيَّة (کل صفحات:93) 25......اَلْفَضْلُ الْمَوْهَبِی (کل صفحات:46)

26......تَمْهِيْدُ الْاِيْمَان (کل صفحات:77) 27......اَجْلَی الْاِعْلَام (کل صفحات:70)

28......اِقَامَةُ الْقِيَامَة (کل صفحات:60)

عنقریب آنے والی کتب

01......جَدُّ الْمُمْتَارعَلٰی رَدِّالْمُحْتَار (المجلد السادس)

02......اولاد کے حقوق کی تفصیل (مَشْعَلَةُ الْاِرْشَاد)

{ شعبہ تراجم کتب }

01......اللہ والوں کی باتیں (حِلْيَةُ الْاَوْلِيَاء وَطَبَقَاتُ الْاَصْفِيَاء) پہلی قسط: تذکرۂ خلفائے راشدین (کل صفحات:217)

02......مدنی آقا کے روشن فیصلے (اَلْبَاهِرفِی حُكْمِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالْبَاطِنِ وَالظَّاهِر) (کل صفحات:112)

03......سایۂ عرش کس کس کو ملے گا...؟ (تَمْهِيْدُ الْفَرْش فِی الْخِصَالِ الْمُوْجِبَةِ لِظِلِّ الْعَرْش) (کل صفحات:28)

04......نیکیوں کی جزائیں اور گناہوں کی سزائیں (قُرَّةُ الْعُيُوْن وَمُفَرِّحُ الْقَلْبِ الْمَحْزُوْن) (کل صفحات:142)

05......نصیحتوں کے مدنی پھول بوسیلۂ احادیث رسول (اَلْمَوَاعِظ فِی الْاَحَادِيْثِ الْقُدْسِيَّة) (کل صفحات:54)

06......جنت میں لے جانے والے اعمال (اَلْمَتْجَرُ الرَّابِح فِی ثَوَابِ الْعَمَلِ الصَّالِح) (کل صفحات:743)

07...... امام اعظم عَلَيْهِ رَحْمَةُ اللهِ الْاَكْرَم کی وصیتیں (وَصَايَااِمَامِ اَعْظَم عَلَيْهِ الرَّحْمَة) (کل صفحات:46)

08......جہنم میں لے جانے والے اعمال (جلد اول) (اَلزَّوَاجِرعَنْ اِقْتِرَافِ الْكَبَائِر) (کل صفحات:853)

09......نیکی کی دعوت کے فضائل (اَلْاَمْرُبِالْمَعْرُوْف وَالنَّهْیُ عَنِ الْمُنْكَر) (کل صفحات:98)

10......فیضانِ مزاراتِ اولیاء (كَشْفُ النُّوْرعَنْ اَصْحَابِ الْقُبُوْر) (کل صفحات:144)

11......دنیا سے بے رغبتی اور امیدوں کی کمی (اَلزُّهْدوَقَصْرُالْاَمَل) (کل صفحات:85)

12......راہِ علم (تَعْلِيْمُ الْمُتَعَلِّم طَرِيْقَ التَّعَلُّم) (کل صفحات:102)

13......عُيُوْنُ الْحِكَايَات (مترجم، حصہ اول) (کل صفحات:412)

14......عُيُوْنُ الْحِكَايَات (مترجم حصہ دوم) (کل صفحات:413)

15......احیاء العلوم کا خلاصہ (لُبَابُ الْاِحْيَاء) (کل صفحات:641)

16......حکایتیں اور نصیحتیں (اَلرَّوْضُ الْفَائِق) (کل صفحات:649)

17......اچھے بُرے عمل (رِسَالَۃُ الْمُذَاکَرَۃ) (کل صفحات:122)
18......شکر کے فضائل (اَلشُّکْرُ لِلّٰہ عَزَّوَجَلَّ) (کل صفحات:122)
19......حسنِ اخلاق (مَکَارِمُ الْاَخْلَاق) (کل صفحات:102)
20......آنسوؤں کا دریا (بَحْرُ الدُّمُوْع) (کل صفحات:300)
21......آدابِ دین (اَلْاَدَبُ فِی الدِّیْن) (کل صفحات:63)
22......شاہراہِ اولیا (مِنْھَاجُ الْعَارِفِیْن) (کل صفحات:36)
23......بیٹے کو نصیحت (اَیُّھَا الْوَلَد) (کل صفحات:64)
24......اَلدَّعْوَۃ اِلَی الْفِکْر (کل صفحات:148)

عنقریب آنے والی کتب

01......اللہ والوں کی باتیں (حِلْیَۃُ الْاَوْلِیَاء وَطَبَقَاتُ الْاَصْفِیَاء) (جلد 1 مکمل)
02......جہنم میں لے جانے والے اعمال (جلد 2)

{شعبہ درسی کتب}

01......مراح الارواح مع حاشیة ضیاء الاصباح (کل صفحات:241)
02......الاربعین النوویة فی الأحادیث النبویة (کل صفحات:155)
03......اتقان الفراسة شرح دیوان الحماسه (کل صفحات:325)
04......اصول الشاشی مع احسن الحواشی (کل صفحات:299)
05......نور الایضاح مع حاشیة النور و الضیاء (کل صفحات:392)
06......شرح العقائد مع حاشیة جمع الفرائد (کل صفحات:384)
07......الفرح الکامل علی شرح مئة عامل (کل صفحات:158)
08 ......عنایة النحو فی شرح هدایة النحو (کل صفحات:280)
09......صرف بهائی مع حاشیة صرف بنائی (کل صفحات:55)
10......دروس البلاغة مع شموس البراعة (کل صفحات:241)
11......مقدمة الشیخ مع التحفة المرضیة (کل صفحات:119)
12......نزهة النظر شرح نخبة الفکر (کل صفحات:175)
13......نحو میر مع حاشیة نحو منیر (کل صفحات:203)

14......تلخیص اصول الشاشی(کل صفحات:144) 15......نصاب النحو(کل صفحات:288)
16......نصاب اصولِ حدیث(کل صفحات:95) 17......نصاب التجوید(کل صفحات:79)
18......المحادثة العربية(کل صفحات:101) 19......تعریفاتِ نحوية(کل صفحات:45)
20......خاصيات ابواب(کل صفحات:141) 21......شرح مئة عامل(کل صفحات:44)
22......نصاب الصرف(کل صفحات:343) 23......نصاب المنطق(کل صفحات:168)

عنقریب آنے والی کتب

01......انوار الحدیث(مع تخریج وتحقیق)
02......قصیدہ بردہ مع شرح خرپوتی
03......نصاب الادب

{شعبہ تخریج}

01......صحابہ کرام رِضْوَانُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْھِمْ اَجْمَعِین کا عشقِ رسول (کل صفحات:274)
02......بہارِ شریعت، جلد اوّل (حصہ اول تا ششم، کل صفحات:1360)
03......بہارِ شریعت جلد دوم (حصہ 7 تا 13) (کل صفحات:1304)
04......اُمہات المؤمنین رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْھُنَّ (کل صفحات:59)
05......عجائب القراٰن مع غرائب القراٰن (کل صفحات:422)
06......گلدستہ عقائد و اعمال (کل صفحات:244)
07......بہارِ شریعت (سولہواں حصہ، کل صفحات 312) 08......تحقیقات (کل صفحات:142)
09...... اچھے ماحول کی برکتیں (کل صفحات:56) 10......جنتی زیور (کل صفحات:679)
11......بہارِ شریعت حصہ ۱۵ (کل صفحات:219) 12......علم القرآن (کل صفحات:244)
13......بہارِ شریعت حصہ ۱۴ (کل صفحات:243) 14......سوانح کربلا (کل صفحات:192)
15......بہارِ شریعت حصہ ۱۳ (کل صفحات:201) 16......اربعین حنفیہ (کل صفحات:112)
17......بہارِ شریعت حصہ ۸ (کل صفحات:206) 18......کتاب العقائد (کل صفحات:64)
19......بہارِ شریعت حصہ ۷ (کل صفحات:133) 20......منتخب حدیثیں (کل صفحات:246)
21......بہارِ شریعت حصہ ۱۰ (کل صفحات:169) 22......اسلامی زندگی (کل صفحات:170)
23......بہارِ شریعت حصہ ۱۲ (کل صفحات:222) 24......آئینۂ قیامت (کل صفحات:108)

25......بہارِ شریعت حصہ ۹ (کل صفحات:218)
26 تا 32......فتاوی اہل سنت (سات حصے)
33......بہارِ شریعت حصہ ۱۱ (کل صفحات:280)
34......حق و باطل کا فرق (کل صفحات:50)
35......بہشت کی کنجیاں (کل صفحات:249)
36......جہنم کے خطرات (کل صفحات:207)
37......کراماتِ صحابہ (کل صفحات:346)
38......اخلاق الصالحین (کل صفحات:78)
39......سیرت مصطفٰی (کل صفحات:875)
40......آئینۂ عبرت (کل صفحات:133)

عنقریب آنے والی کتب

01......بہارِ شریعت حصہ ۱۵، ۱۶
02......معمولات الابرار
03......جواہر الحدیث

{ شعبہ اصلاحی کتب }

01......غوثِ پاک رَضِیَ اللّٰہ تَعَالٰی عَنہ کے حالات (کل صفحات:106)
02......تکبر (کل صفحات:97)
03......فرامین مصطفٰی صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم (کل صفحات:87)
04......بدگمانی (کل صفحات:57)
05......رہنمائے جدول برائے مدنی قافلہ (کل صفحات:255)
06......نور کا کھلونا (کل صفحات:32)
07......اعلیٰ حضرت کی انفرادی کوششیں (کل صفحات:49)
08......فکرِ مدینہ (کل صفحات:164)
09......امتحان کی تیاری کیسے کریں؟ (کل صفحات:32)
10......ریاکاری (کل صفحات:170)
11......قوم جنّات اور امیر اہلسنّت (کل صفحات:262)
12......عشر کے احکام (کل صفحات:48)
13......توبہ کی روایات و حکایات (کل صفحات:124)
14......فیضانِ زکوٰۃ (کل صفحات:150)
15......احادیثِ مبارکہ کے انوار (کل صفحات:66)
16......تربیتِ اولاد (کل صفحات:187)
17......کامیاب طالب علم کون؟ (کل صفحات:63)
18......ٹی وی اور مووی (کل صفحات:32)
19......طلاق کے آسان مسائل (کل صفحات:30)
20......مفتی دعوتِ اسلامی (کل صفحات:96)
21......فیضانِ چہل احادیث (کل صفحات:120)
22......شرح شجرہ قادریہ (کل صفحات:215)
23......نماز میں لقمہ دینے کے مسائل (کل صفحات:39)
24......خوفِ خدا عَزَّوَجَلَّ (کل صفحات:160)
25......تعارفِ امیر اہلسنّت (کل صفحات:100)
26......انفرادی کوشش (کل صفحات:200)
27......آیاتِ قرآنی کے انوار (کل صفحات:62)
28......نصاب مدنی قافلہ (کل صفحات:196)

29......فیضانِ احیاء العلوم (کل صفحات:325) 30......ضیائے صدقات (کل صفحات:408)
31......جنت کی دو چابیاں (کل صفحات:152) 32......کامیاب استاذ کون؟ (کل صفحات:43)
33......تنگ دستی کے اسباب (کل صفحات:33)

{شعبہ امیر اہلسنت}

01......سرکار صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا پیغام عطار کے نام (کل صفحات:49)
02......مقدس تحریرات کے ادب کے بارے میں سوال جواب (کل صفحات:48)
03......اصلاح کا راز (مدنی چینل کی بہاریں حصہ دوم) (کل صفحات:32)
04......25 کرسچین قیدیوں اور پادری کا قبولِ اسلام (کل صفحات:33)
05......دعوتِ اسلامی کی جیل خانہ جات میں خدمات (کل صفحات:24)
06......وضو کے بارے میں وسوسے اور ان کا علاج (کل صفحات:48)
07......تذکرۂ امیر اہلسنّت قسط سوم (سنّت نکاح) (کل صفحات:86)
08...... آداب مرشدِ کامل (مکمل پانچ حصے) (کل صفحات: 275)
09......بُلند آواز سے ذکر کرنے میں حکمت (کل صفحات:48) 10......قبر کھل گئی (کل صفحات:48)
11......پانی کے بارے میں اہم معلومات (کل صفحات:48) 12...... گونگا مبلغ (کل صفحات:55)
13......دعوتِ اسلامی کی مَدَنی بہاریں (کل صفحات:220) 14......گمشدہ دولہا (کل صفحات:33)
15......میں نے مدنی برقع کیوں پہنا؟ (کل صفحات:33) 16......جنوں کی دنیا (کل صفحات:32)
17...... تذکرۂ امیر اہلسنّت قسط (2) (کل صفحات:48) 18......غافل درزی (کل صفحات:36)
19......مخالفت محبت میں کیسے بدلی؟ (کل صفحات:33) 20......مردہ بول اٹھا (کل صفحات:32)
21......تذکرۂ امیر اہلسنّت قسط (1) (کل صفحات:49) 22......کفن کی سلامتی (کل صفحات:33)
23......تذکرۂ امیر اہلسنّت (قسط4) (کل صفحات:49) 24......کفن کی سلامتی (کل صفحات:33)
25......چل مدینہ کی سعادت مل گئی (کل صفحات:32) 26...... بدنصیب دولہا (کل صفحات:32)
27......معذور بچی مبلغہ کیسے بنی؟ (کل صفحات:32) 28...... بے قصور کی مدد (کل صفحات:32)
29......عطاری جن کا غسلِ میّت (کل صفحات:24) 30...... ہیرونچی کی توبہ (کل صفحات:32)
31......نومسلم کی درد بھری داستان (کل صفحات:32) 32...... مدینے کا مسافر (کل صفحات:32)

33......خوفناک دانتوں والا بچہ (کل صفحات:32) 34......فلمی اداکار کی توبہ (کل صفحات: 32)
35......ساس بہو میں صلح کا راز (کل صفحات:32) 36......قبرستان کی چڑیل (کل صفحات: 24)
37......فیضانِ امیر اہلسنّت (کل صفحات:101) 38......حیرت انگیز حادثہ (کل صفحات: 32)
39......ماڈرن نوجوان کی توبہ (کل صفحات:32) 40......کرسچین کا قبولِ اسلام (کل صفحات:32)
41......صلوٰۃ وسلام کی عاشقہ (کل صفحات:33) 42......کرسچین مسلمان ہو گیا (کل صفحات: 32)
43......میوزکل شو کا متوالا (کل صفحات:32) 44......نورانی چہرے والے بزرگ (کل صفحات:32)
45......آنکھوں کا تارا (کل صفحات: 32) 46......ولی سے نسبت کی برکت (کل صفحات:32)
47......بابرکت روٹی (کل صفحات:32) 48......اغوا شدہ بچوں کی واپسی (کل صفحات: 32)
49......میں نیک کیسے بنا (کل صفحات:32) 50......شرابی، مؤذن کیسے بنا (کل صفحات: 32)
51......بدکردار کی توبہ (کل صفحات:32) 52......خوش نصیبی کی کرنیں (کل صفحات:32)
53......ناکام عاشق (کل صفحات:32) 54......نادان عاشق (کل صفحات: 32)

عنقریب آنے والے رسائل

01......V.C.D کی مدنی بہاریں (قسط3) (رکشہ ڈرائیور کیسے مسلمان ہوا؟)
02......اولیائے کرام کے بارے میں سوال جواب
03......دعوتِ اسلامی اصلاحِ امت کی تحریک

الحمد للہ رب العلمین والصلوٰۃ والسلام علی سید المرسلین اما بعد فاعوذ باللہ من الشیطن الرجیم بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ رب العلمین والصلوٰۃ والسلام علی سید المرسلین
اما بعد فاعوذ باللہ من الشیطن الرجیم بسم اللہ الرحمن الرحیم

سنت کی بہاریں

الحمد للہ عزوجل تبلیغ قرآن وسنت کی عالمگیر غیر سیاسی تحریک دعوتِ اسلامی کے مہکے مہکے مدنی ماحول میں بکثرت سنتیں سیکھی اور سکھائی جاتی ہیں، ہر جمعرات کو فیضانِ مدینہ محلہ سوداگران پرانی سبزی منڈی میں مغرب کی نماز کے بعد ہونے والے سنتوں بھرے اجتماع میں ساری رات گزارنے کی مدنی التجا ہے، عاشقانِ رسول کے مدنی قافلوں میں سنتوں کی تربیت کے لیے سفر اور روزانہ فکرِ مدینہ کے ذریعے مدنی انعامات کا رسالہ پر کر کے اپنے یہاں کے ذمہ دار کو جمع کروانے کا معمول بنالیجئے، ان شاء اللہ عزوجل اس کی برکت سے پابندِ سنت بننے گناہوں سے نفرت کرنے اور ایمان کی حفاظت کے لیے کڑھنے کا ذہن بنے گا، ہر اسلامی بھائی اپنا یہ ذہن بنائے کہ ''مجھے اپنی اور ساری دنیا کے لوگوں کی اصلاح کی کوشش کرنی ہے۔'' ان شاء اللہ عزوجل

اپنی اصلاح کے لیے مدنی انعامات پر عمل اور ساری دنیا کے لوگوں کی اصلاح کی کوشش کے لیے مدنی قافلوں میں سفر کرنا ہے۔ ان شاء اللہ عزوجل

مکتبۃ المدینہ کی شاخیں

کراچی: شہید مسجد، کھارادر۔ فون: 021-2203311-2314045
لاہور: داتا دربار مارکیٹ، گنج بخش روڈ۔ فون: 042-7311679
سردارآباد (فیصل آباد): امین پور بازار۔ فون: 041-2632625
کشمیر: چوک شہیداں، میر پور۔ فون: 058274-37212
حیدرآباد: فیضانِ مدینہ، آفندی ٹاؤن۔ فون: 022-2620122
ملتان: نزد پیپل والی مسجد، اندرون بوہڑ گیٹ۔ فون: 061-4511192
اوکاڑہ: کالج روڈ بالمقابل غوثیہ مسجد، نزد تحصیل کونسل ہال۔ فون: 044-2550767
راولپنڈی: فضل داد پلازہ، کمیٹی چوک، اقبال روڈ۔ فون: 051-5553765
پشاور: فیضانِ مدینہ، گلبرگ نمبر 1، النور اسٹریٹ، صدر۔
خان پور: درانی چوک، نہر کنارہ۔ فون: 068-5571686
نواب شاہ: چکرا بازار، نزد مسلم کمرشل بینک۔ فون: 4362145
سکھر: فیضانِ مدینہ، بیراج روڈ۔ فون: 5619195
گوجرانوالہ: فیضانِ مدینہ، شیخوپورہ موڑ۔ فون: 055-4225653

فیضانِ مدینہ محلہ سوداگران پرانی سبزی منڈی باب المدینہ (کراچی)
فون: 4921389-93/4126999 فیکس: 4125858
Email:maktaba@dawateislami.net \ www.dawateislami.net

SC1286